100 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامات پر مشتمل مدنی گلدستہ

مؤلف:

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

SC1286

100 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامات پر مشتمل مدنی گلدستہ

کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

مؤلف

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبۂ تخریج)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نام کتاب : کراماتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مؤلف : شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیش کش : شعبہ تخریج (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

سن طباعت : ۵ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۲۹ھ، 6 دسمبر 2008ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران

پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- **کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون: 021-32203311
- **لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون: 042-37311679
- **سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون: 041-2632625
- **کشمیر** : چوک شہیداں، میر پور فون: 058274-37212
- **حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون: 022-2620122
- **ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون: 061-4511192
- **اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون: 044-2550767
- **راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون: 051-5553765
- **خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون: 068-5571686
- **نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون: 0244-4362145
- **سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون: 071-5619195
- **گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون: 055-4225653
- **پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net

فہرس

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

''ہر صحابی سے ہمیں تو پیار ہے'' کے اکیس حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''21 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: ''اچھی نیّت بندے کو جنّت میں داخِل کر دیتی ہے۔''

(الجامع الصغیر، ص ۵۵۷، الحدیث ۹۳۲۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دو مَدَنی پھول: ﴿1﴾ بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿2﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حَمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوُّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صَفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا) ﴿5﴾ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا ﴿6﴾ حتَّی الامکان اِس کا باوُضو اور ﴿7﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿8﴾ قرآنی آیات اور ﴿9﴾ اَحادیثِ مبارکہ کی زِیارت کروں گا ﴿10﴾ جہاں جہاں ''**اللہ**'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿11﴾ جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا ﴿12﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) ''یادداشت'' والے صَفحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا ﴿13﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت (یعنی ضرورتاً) خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا ﴿14﴾ کتاب مکمّل پڑھنے کے لیے بہ نیّتِ حُصولِ علمِ دین روزانہ کم از کم چار صفحات پڑھ کر علمِ دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا ﴿15﴾ دوسروں کو یہ **کتاب** پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا

﴿16﴾اس حدیثِ پاک " تَھَادَوْا تَحَابُّوْا " ایک دوسرے کوتحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی (مؤطا امام مالك ، ج۲،ص۴۰۷ ، رقم: ۱۷۳۱ ،دارالمعرفة بيروت) پرعمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق تعداد میں) یہ کتاب خرید کر دوسروں کوتحفۃً دوں گا ﴿17﴾جن کو دوں گا حتَّی الامکان انہیں یہ ہَدَف بھی دوں گا کہ آپ اِتنے (مَثَلاً 41) دن کے اندراندر مکمّل پڑھ لیجیے ﴿18﴾اس کتاب کے مطالَعے کا ساری اُمّت کوایصالِ ثواب کروں گا ﴿19﴾اس روایت "عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔" (حلية الاولياء،حديث: ۱۰۷۵۰ ،ج۷،ص۳۳۵،دارالكتب العلمية بيروت) پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں دیئے گئے بُزُرگانِ دین کے واقِعات دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی بَرَکتیں لُوٹوں گا ﴿20﴾ہر سال ایک بار یہ کتاب پوری پڑھا کروں گا ﴿21﴾کتابت وغیرہ میں شَرعی غلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پَر مُطَّلع کروں گا۔

(ناشرین ومصنّف وغیرہ کوکتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اچھی اچھی نیّتوں سے متعلق رَہنمائی کیلئے، **امیرِ اہلسنّت** دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کا سنّتوں بھرا بیان **"نیّت کا پھل"** اور نیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ **کارڈ** اور **پمفلٹ** **مکتبۃ المدینہ** کی کسی بھی شاخ سے ھدیّۃً طلب فرمائیں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ
مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علی اِحۡسَانِہٖ وَ بِفَضۡلِ رَسُوۡلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحُسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **"المدینۃ العلمیۃ"** بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۴) شعبۂ تراجمِ کتب
(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

"**المدینۃ العلمیۃ**" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامی

سنّت ،ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت ،پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔

تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی ،تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت ،جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سید المرسلین، سرورِ معصومین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم امتِ مسلمہ میں افضل اور برتر ہیں، اللہ تعالٰی نے ان کو اپنے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور نصرت واعانت کے لیے پسندیدہ اور برگزیدہ فرمایا، ان نفوسِ قدسیہ کی فضیلت ومدح میں قرآنِ پاک میں جابجا آیاتِ مبارکہ وارد ہیں جن میں ان کے حسنِ عمل، حسنِ اخلاق اور حسنِ ایمان کا تذکرہ ہے اور انہیں دنیا ہی میں مغفرت اور انعاماتِ اخروی کا مژدہ سنا دیا گیا۔ جن کے اوصافِ حمیدہ کی خود اللہ عزوجل تعریف فرمائے ان کی عظمت اور رفعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ ان پاک ہستیوں کے بارے میں قرآنِ پاک کی کچھ آیات درج ذیل ہیں:

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ O (پ۹، الانفال:۴)

ترجمۂ کنز الایمان: یہی سچے مسلمان ہیں انکے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی

سورۂ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ O (پ۱۱، التوبۃ:۱۰۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور انکے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے

سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۲۹ کا ترجمہ کنز الایمان میں یوں ہے:

محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔(پ ۲٦، الفتح: ۲۹)

آیاتِ قرآنیہ کے علاوہ کتبِ احادیث بھی فضائلِ صحابہ کے ذکر سے مالا مال ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمہارے نیک ترین لوگ ہیں۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، الحدیث: ٦٠١٢، ج۲، ص۴۱۳)

ایک حدیث پاک میں ہے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، الحدیث: ٦٠١٨، ج۲، ص۴۱۴)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: سبحان اللہ! کیسی نفیس تشبیہ ہے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو ہدایت کے تارے فرمایا اور دوسری حدیث میں اپنے اہلِ بیت رضی اللہ تعالٰی عنہم کو کشتی نوح فرمایا، سمندر کا مسافر کشتی کا بھی حاجت مند ہوتا ہے اور تاروں کی رہبری کا بھی کہ جہاز ستاروں کی رہنمائی پر ہی سمندر میں چلتے ہیں۔ اس طرح امتِ مسلمہ اپنی ایمانی زندگی میں اہلِ بیت اَطہار رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بھی محتاج ہیں اور صحابہ کبار رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بھی حاجت مند، امت کے لئے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی اقتداء میں ہی اہتداء یعنی ہدایت ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج۸، ص ۳۴۵)

امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار، اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(حدائقِ بخشش، حصہ اول، ص ۱۱۱)

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب سے زیادہ تعظیم وتوقیر کے لائق ہیں یہ وہ مقدس ومبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور تن من دھن سے اسلام کے آفاقی اور ابدی پیغام کو دنیا کے ایک ایک گوشے میں پہنچانے کے لیے کمر بستہ ہوگئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان مبارک ہستیوں نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کو عام کرنے اور پرچم اسلام کی سربلندی کے لیے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آج کے دور میں جن کا تصور بھی مشکل ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روئے زیبا کی زیارت وہ عظیم سعادت ہے کہ دنیا جہاں کی کوئی نعمت اس کے برابر نہیں ہوسکتی اور صحابہ کرام تو وہ ہیں کہ شب وروز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور آپ کی صحبت فیض سے مستفیض ہوتے رہے قرآن ودین کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے سنا اور بے واسطہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کے مخاطب رہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فقہا صحابہ میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں آپ ایک موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت وفضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص راہِ راست پر چلنا چاہے اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے راستے پر چلے اور ان کی اقتداو پیروی کرے جو اس جہاں سے گزر گئے کہ زندوں کے بارے میں یہ اندیشہ موجود ہے کہ وہ دین میں کسی فتنہ اور ابتلا میں مبتلا ہوجائیں اور یہ لوگ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں یہ حضرات امت میں سب سے زیادہ افضل ہیں ساری امت میں سب سے زیادہ ان کے دل نیکوکار، ان کا علم سب سے زیادہ گہرا، ان کے اعمال تکلف سے خالی، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رفاقت وصحبت اور اقامت وخدمت دین کے لیے چنا تو ان کا فضل وکمال پہچانو اوران کے آثار وطریقوں کی پیروی کرو اور حتی الوسع ان کے اَخلاق اور ان کی سیرت ورَوِش اختیار کرو کہ بے شک یہ لوگ ہدایت مستقیم پر قائم تھے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الحدیث: ۱۹۳، ج۱، ص۵۷)

ان سب آیات وروایات پر نظر کرتے ہوئے یہ جزم ویقین حاصل ہوتا ہے کہ ان حضرات کی شان بہت اعلیٰ وارفع ہے، ان مقدس ہستیوں پر اللہ عزوجل کا بے حد فضل وکرم ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ان پاکیزہ نفوس کی محبت دل میں بساتے ہوئے ان کے حالات وواقعات کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کریں اور دونوں جہاں میں کامیابی کے لیے ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں۔

اس سلسلے میں شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے صحابہ کرام کے واقعات وحالات کو انتہائی اِختصار کے ساتھ کرامات کے ضمن میں تحریر فرمایا اور اس مجموعے کا نام **"کراماتِ صحابہ"** رکھا۔ اس کتاب میں انہوں نے ان حضرات کی عبادات وریاضات، اِخلاص وتقویٰ، عدل وصدق، حسنِ اَخلاق اور دیگر صفات کا تذکرہ فرمایا ہے، ان شاءَ اللہ عزوجل اس کتاب کو پڑھتے وقت آپ اپنی دلی کیفیات میں تبدیلی محسوس فرمائیں گے۔

الحمدللہ! عزوجل تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"**

کی مجلس "المدینۃ العلمیۃ" نے اَکابرین وبزرگانِ اہلسنت کی مایہ ناز کتب کو حتی المقدور جدید انداز میں شائع کرنے کا عزم کیا ہے لہٰذا اس مدنی گلدستے کو بھی دورِ جدید کے تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہی ہے، جس میں مدنی علما کرام دامت فیوضہم نے درج ذیل کام کرنے کی کوشش کی ہے:

﴿۱﴾ کتاب پر کام شروع کرنے سے پہلے اس کتاب کے مختلف نسخوں میں حتی المقدور صحیح ترین نسخہ کا انتخاب

﴿۲﴾ جدید تقاضوں کے مطابق کمپیوٹر کمپوزنگ جس میں رموز اوقاف (فل اسٹاپ، کاماز، کالنز وغیرہ) کا مقدور بھر اہتمام

﴿۳﴾ کمپوز شدہ مواد کا اصل سے تقابل تاکہ محذوفات ومکررات وغیرہ جیسی اغلاط نہ رہیں

﴿۴﴾ عربی عبارات، سنِ واقعات اور اسمائے مقامات ومذکورات کا اصل آخذ سے تقابل وتصحیح

﴿۵﴾ آیاتِ قرآنیہ، احادیث مبارکہ، روایات وفقہی مسائل وغیرہا کی اصل آخذ سے حتی المقدور تخریج وتطبیق

﴿۶﴾ حوالہ جات کی تفتیش تاکہ اغلاط کا امکان کم سے کم ہو

﴿۷﴾ ارتباطِ متن وحواشی یعنی حوالہ جات وغیرہ کو متن سے جدا رکھتے ہوئے اسی صفحہ پر نیچے حاشیہ میں تحریر کیا گیا ہے، نیز مؤلف کے حاشیہ کے ساتھ بطورِ امتیاز ۱۲ منہ لکھ دیا ہے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اِستدعا ہے کہ اس کتاب کو پیش کرنے میں علماء کرام نے جو محنت وکوشش کی اسے قبول فرما کر انہیں بہترین جزا دے اور ان کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی مجلس "المدینۃ العلمیۃ" اور دیگر مجالس کو دن گیارھویں رات بارھویں ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

شعبۂ تخریج مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

تعارف مصنف

حضرت الحاج مولانا عبدالمصطفیٰ الاعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ کو اپنے آبائی وطن گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔

شجرہ نسب یہ ہے

محمد عبدالمصطفیٰ بن شیخ حافظ عبدالرحیم بن شیخ حاجی عبدالوہاب بن شیخ چمن بن شیخ نور محمد بن شیخ مٹھو بابا رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ کے والد گرامی حضرت حافظ عبدالرحیم صاحب حافظ قرآن، اردو خواں، واقف مسائل دینیہ، متقی، پرہیز گار تھے۔ گاؤں کے مشہور بزرگ حافظ عبدالستار صاحب سے شرف تلمذ حاصل تھا جو حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بھائی حضرت شاہ سید اشرف حسین صاحب قبلہ کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے چند سال ہوئے انتقال فرما گئے۔

تعلیم

علامہ اعظمی صاحب قرآن مجید اور اردو کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے مدرسہ اسلامیہ گھوسی میں داخل ہوئے اور اردو فارسی کی مزید تعلیم پائی۔ چند ماہ مدرسہ ناصر العلوم گھوسی میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ معروفیہ معروف پورہ میں میزان سے شرح جامی تک پڑھا۔ پھر ۱۳۵۱ھ میں مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ ضلع مراد آباد (یوپی) کا رخ کیا اور وہاں شیخ العلماء حضرت مولانا شاہ اویس حسن عرف غلام جیلانی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف متوفی ۱۳۹۷ھ)

اور حضرت مولانا حکمت اللہ صاحب قبلہ امروہی اور حضرت مولانا سید محمد خلیل صاحب چشتی کاظمی امروہی کی خدمت میں ایک سال رہ کر اکتساب فیض کیا۔

اس کے بعد ۱۳۵۲ھ میں حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ بریلی شریف تشریف لے گئے اور مدرسہ منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی میں داخل ہو کر تعلیمی سلسلہ شروع فرمایا۔ ملاحسن، میبذی وغیرہ چند کتابیں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب چشتی گورداسپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھیں باقی کتابیں حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھیں۔

اس دوران حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (خلف اکبر سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ) کی خدمت میں حاضری دی اور شرفیاب ہوئے۔ موصوف آپ پر بڑا اکرم فرمایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے برادر خورد حضرت مولانا محمد رضا خان صاحب عرف ننھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرائض کی مشق کی اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (زیب سجادہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف، خلف اصغر حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کے دار الافتاء میں بھی حاضری دی۔

بریلی شریف میں دوران طالب علمی آپ کی اقتصادی حالت اچھی نہیں تھی۔ مسجد کی امامت اور ٹیوشن سے اخراجات پورے کرتے تھے۔ جب حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی سے رخصت ہو کر مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں مسند تدریس پر جلوہ فرما ہوئے تو مولانا اعظمی صاحب بھی بریلی شریف نہ رہ سکے اور ۱۰ شوال ۱۳۵۵ھ کو علی گڑھ حضرت صدر الشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں داخلہ لیا اور امتحانات میں اچھی پوزیشن سے

کامیاب ہو کر انعامات بھی حاصل کیے۔

علی گڑھ کے دورانِ قیام حضرت مولانا سید سلیمان اشرف بہاری پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (خلیفہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کی خدمت میں بھی حاضری دیتے اور علمی اکتساب فرماتے رہے۔

۱۳۵۶ھ میں مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں سے سند فراغ حاصل کیا۔ حضرت مولانا سید شاہ مصباح الحسن صاحب چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سر پر دستار فضیلت باندھی۔

بیعت

۱۷صفر المظفر ۱۳۵۳ھ میں حضرت قاضی ابن عباس صاحب عباسی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلے عرس میں حضرت الحاج حافظ شاہ ابرار حسن خان صاحب نقشبندی شاہ جہانپوری (جو قاضی صاحب موصوف کے پیر بھائی تھے) سے مرید ہوئے۔

۲ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ کو حضرت شاہ ابرار حسن صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد آپ کے خلیفۂ برحق الحاج قاضی محبوب احمد صاحب عباسی نقشبندی سے بھی اکتساب فیض کیا۔

چونکہ شروع ہی سے موصوف کا رجحان سلسلۂ نقشبندیہ کی طرف زیادہ تھا اسی لیے اس سلسلے میں مرید ہوئے مگر دیگر سلاسل کے بزرگوں سے بھی اکتساب فیض و برکات کا سلسلہ جاری رکھا۔

۲۵ صفر المظفر ۱۳۵۸ھ میں عرس رضوی کے مبارک و مسعود موقع پر حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب (م ۱۳۶۲ھ) نے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی

خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

سلسلۂ تدریس

فارغ التحصیل ہونے کے بعد سب سے پہلے مدرسہ اسحاقیہ جودھ پور (راجھستان) میں مدرس ہوئے۔ درس نظامی کا افتتاح فرمایا اور مدرسہ ترقی کی راہ پر چل نکلا تھا کہ اچانک جودھ پور میں ہندو مسلم فساد ہونے کی وجہ سے بہت سے بیرونی علماء کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گرفتار کیا گیا اور بعد میں اشتعال انگیز تقریر کرنے کا الزام لگا کر حکومت نے شہر بدر کر دیا جس سے مدرسہ کو بھی نقصان ہوا اور مولانا موصوف کو بھی وہاں سے آنا پڑا۔

ستمبر ۱۹۳۹ء میں حضرت قاضی محبوب احمد صاحب کی دعوت پر امروہہ تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں جس کا سلسلہ تین سال تک رہا۔ اس وقت وہاں پر مولانا سید محمد خلیل صاحب کاظمی امروہی صدر مدرس تھے اس دوران بھی موصوف سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۲ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا اور گیارہ سال تک یہاں بھی درس دیتے رہے اور اس کی تعمیر وترقی میں بھرپور حصہ لیا۔

۱۹۵۲ء میں آپ کا احمد آباد گجرات بسلسلۂ تقریر دورہ ہوا۔ متعدد تقاریر کے سبب لوگ گرویدہ ہوئے اور جب وہاں پر ایک دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا تو احمد آباد کے عمائد اہل سنت نے باصرار مبارک پور سے بلوا کر دارالعلوم شاہ عالم میں مدرس رکھا۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب نبیرۂ اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی

اعظم ہند مدظلہ الاقدس نے بھی دارالعلوم کے قیام اور ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔

مولانا نے اس دارالعلوم کی ترقی اور بقا میں بھرپور اور جان توڑ کر کوشش کی اور اس کو عروج تک پہنچا کر دم لیا۔

بعض ناگفتہ بہ حالات اور ارکان میں سے بعض کے درپے آزار ہونے کی وجہ سے استعفا دے کر ۱۷ شعبان ۱۳۷۸ھ کو وہاں سے وطن آگئے۔ اس کے بعد حج بیت اللہ کو روانہ ہوئے۔ واپسی پر دارالعلوم صمدیہ بھیونڈی (مہاراشٹر) کی طلبی پر مارچ ۱۹۶۰ء کو طلبہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدرسہ مذکور میں تشریف لے گئے اور چار برس تک جم کر وہاں تدریسی خدمات کو انجام دیا اور مدرسہ مذکور کی تعمیر میں بھی بھرپور کوشش فرمائی، جس کے طفیل ایک شاندار عمارت آج بھی موجود و شاہد ہے۔

مگر جب وہاں کے بھی بعض حضرات سے تعلقات معمول پر نہ رہے تو خاطر برداشتہ ہو کر ۱۹۶۴ء میں مستعفی ہوگئے۔ اس کے بعد فوراً دارالعلوم مسکینیہ دھوراجی گجرات سے طلبی آگئی اور مولانا حکیم علی محمد صاحب اشرفی کے اور دوسرے لوگوں کے اصرار پر وہاں مع جمعیۃ طلبہ تشریف لے گئے مگر وہاں بھی زیادہ دنوں قیام نہ کر سکے اور بالآخر دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ فیض آباد (یوپی) میں بعہدہ صدر المدرسین و شیخ الحدیث تشریف لے گئے جہاں تقریباً دس سال سے علوم و معارف کے گوہر لٹا رہے ہیں۔ خدا نے تفہیم کی خوب خوب صلاحیت بخشی ہے۔ تمام متداول کتابوں پر یکساں قدرت رکھتے ہیں اور پوری مہارت سے درس دیتے ہیں اور طلبہ خوب مانوس ہوتے ہیں۔ تدریس کی اس طویل مدت میں طلبہ کی ایک تعداد تیار ہوگئی اور آج ملک و بیرون ملک آپ کے تلامذہ تدریس و تقریر اور مناظرہ و تصنیف کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

افتاء

تدریس کے ساتھ ساتھ فتوی نویسی کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔تحریر کردہ فتووں کی نقلیں کم محفوظ ہیں پھر بھی چھ سو سے زیادہ فتاوے منقول ہیں جو کبھی شائع کیے جاسکتے ہیں۔

وعظ

مولٰی تعالٰی نے وعظ و نصیحت کی بھی خوب صلاحیت بخشی ہے۔ملک کے گوشے گوشے میں آپ کے مواعظ حسنہ کی دھوم مچی ہوئی ہے اور بہت سے مواعظ تو مطبوعہ بھی ہیں جن سے عوام ہمیشہ فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔

ذوقِ سخن

زمانہ طالب علمی ہی سے شعر و شاعری کا ذوق ہے۔نعت شریف،قومی نظمیں اور غزل میں بھی طبع آزمائی فرمائی ہے۔کوئی مجموعۂ کلام مطبوعہ نہیں ہے۔

تصنیف و تالیف

تدریس،افتاء،وعظ وغیرہ کے ساتھ آپ نے تصنیف و تالیف کا بھی بہت اچھا اور خوب ذوق پایا ہے۔اور اس کی طرف خاصی توجہ مبذول فرمائی ہے۔مختلف موضوعات پر آپ کی مطبوعہ اردو تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

﴿۱﴾ موسم رحمت (سب سے پہلی تصنیف جو متبرک راتوں اور مبارک ایام کے فضائل پر مشتمل ہے)

﴿۲﴾ معمولات الابرار بمعانی الآثار (تصوف کے بیان میں)

﴿۳﴾ اولیاء رجال الحدیث (اولیائے محدثین کی سوانح)

﴿۴﴾ مشائخ نقشبندیہ (نقشبندی بزرگوں کا سلسلہ وار تذکرہ)

﴿۵﴾ روحانی حکایات (دو حصے)

﴿۶﴾ ایمانی تقریریں ﴿۷﴾ نورانی تقریریں

﴿۸﴾ حقانی تقریریں ﴿۹﴾ عرفانی تقریریں

﴿۱۰﴾ قرآنی تقریریں ﴿۱۱﴾ سیرۃ المصطفیٰ

﴿۱۲﴾ نوادر الحدیث (چالیس حدیثوں کی عمدہ اور مفید شرح)

﴿۱۳﴾ کرامات صحابہ ﴿۱۴﴾ جنتی زیور

﴿۱۵﴾ قیامت کب آئے گی۔

تمام کتابیں متعدد بار طبع ہو کر اہل ذوق کے لیے تسکین کا سامان بن چکی ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ اس وقت بھی آپ کی تمام کتابیں بآسانی مل جاتی ہیں۔ کوئی بھی کتاب نایاب اور مشکل الحصول نہیں، خود ہی اپنے اہتمام سے طبع کراتے اور شائع فرماتے ہیں۔ کتابت وطباعت کا معیار بھی عام کتابوں سے بہتر ہے جو کہ مقبولیت کی ایک خاص وجہ ہے۔ آپ کی تقریر وتصنیف میں مفید لطائف کی خاصی آمیزش ہوتی ہے جو عوامی دلچسپی کا باعث ہے۔

حج وزیارت

۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں حج کعبہ وزیارت مدینہ طیبہ کا عزم کیا اور شاد کام ہوئے اور پوری صحت وتوانائی کے ساتھ تمام ارکان کی ادائیگی سے سرفراز ہوئے۔ جدہ میں آپ کے برادر طریقت الحاج عبدالحمید کے مکان پر محفل وعظ کا انعقاد ہوا جس میں

آپ نے نہایت ہی رقت انگیز تقریر فرمائی۔

دونوں مقامات متبرکہ میں کثیر علماء ومشائخ سے ملاقات فرمائی اور بہتوں نے آپ کو اپنے سلاسلِ طریقت، دلائل الخیرات، حزب البحر اور اوراد و وظائف نیز حدیث کی سندیں واجازتیں مرحمت فرمائیں ۔حضرت شیخ مفتی محمد سعد اللہ المکی نے باوجود ضعف پیری کے آپ کو خود لکھ کر سندیں عطا کیں اور دیگر تبرکات وآثار سے بھی نوازا مولانا الشیخ السید علوی عباس المکی مفتی المالکیہ ومدرس الحدیث بالحرم شریف سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

حج کو جاتے وقت مولانا موصوف نے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شیخ مذکور کے نام ایک تعارفی خط لکھوالیا تھا جس سے توجہات عالیہ کو منعطف کرانے میں مدد ملی۔شیخ کی بارگاہ میں پہنچ کر جب آپ نے خط پیش کیا اور شیخ اس جملہ پر پہنچے هذا تلميذ تلميذ الشيخ مولانا احمد رضا خاں الهندی ۔ تو فرمایا: عبدالمصطفیٰ آپ ہی ہیں؟ آپ نے عرض کیا: ہاں میں ہی ہوں! پھر تو بڑی ہی گرم جوشی سے معانقہ فرمایا اور دعائیں دیں اور کچھ دیر تک سرکار مرشدی حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کا ذکر کرتے رہے اور سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ فرمایا پھر اپنے گھر بلایا۔

جب آپ انکے گھر پہنچے تو وہ آپ کے ساتھ بہت ہی توجہ اور مہربانی سے پیش آئے اور اپنی تمام تصانیف کی ایک ایک جلد عنایت فرما کر صحاح ستہ کی سند حدیث عطا فرمائی۔

مولانا الشیخ محمد بن العربی الجزائری کے نام بھی سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط لے کر حاضر ہوئے تو آپ کی مسرت کی انتہا نہ رہی، بڑے تپاک سے ملے اور صحیح بخاری شریف اور موطا کی سند حدیث عطا فرمائی اور حضرت امام احمد رضا

خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ جمیل ان الفاظ میں فرمایا:

''ہندوستان کا جب کوئی عالم ہم سے ملتا ہے تو ہم اس سے مولانا شیخ احمد رضا خاں ہندی کے بارے میں سوال کرتے ہیں اگر اس نے تعریف کی تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ سنی ہے اور اگر اس نے مذمت کی تو ہم کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ شخص گمراہ اور بدعتی ہے ہمارے نزدیک یہی کسوٹی ہے۔''

مولانا الشیخ ضیاء الدین مہاجر مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ ہی نے دیگر حضرات سے بھی ملاقات کرائی جن میں شیخ الدلائل حضرت سید یوسف بن محمد المدنی بھی ہیں۔

ان متعدد شیوخ کی اسناد کی نقلیں حضرت علامہ اعظمی صاحب نے اپنی کتاب ''معمولات الابرار'' میں نقل فرمائی ہیں جو کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔[1]

محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی

---

1 ...... مذکورہ بالا مضمون میں نے ''معمولات الابرار'' کے حصہ سوانح اور ذاتی معلومات کی بنیاد پر قلم بند کیا ہے۔ ۱۲

شرفِ انتساب

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دربارِ فضیلت میں
ایک نیاز مند مسلمان کا نذرانۂ محبت

میرے آقا کے جتنے بھی اَصحاب ہیں
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

خاکپائے صحابہ
عبدالمصطفی اعظمی عفی عنہ
کریم الدین پور، پوسٹ گھوسی
ضلع اعظم گڈھ

منقبتِ صحابہ کرام

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

دو عالم نہ کیوں ہو نثارِ صحابہ
کہ ہے عرش منزل وقار صحابہ

امیں ہیں یہ قرآن و دینِ خدا کے — مدارِ ہدیٰ اعتبارِ صحابہ
رسالت کی منزل میں ہر ہر قدم پر — نبی کو رہا انتظارِ صحابہ
خلافت، امامت، ولایت، کرامت — ہر اک فضل پر اقتدارِ صحابہ
نمایاں ہے اسلام کے گلستاں میں — ہر اک گل پہ رنگِ بہارِ صحابہ
کمالِ صحابہ، نبی کی تمنا — جمال نبی ہے قرارِ صحابہ
یہ مہریں ہیں فرمان ختم الرسل کی — ہے دین خدا شاہکارِ صحابہ
صحابہ ہیں تاجِ رسالت کے لشکر — رسولِ خدا تاجدارِ صحابہ
انہیں میں ہیں صدیق و فاروق و عثماں — انہیں میں علی شہسوارِ صحابہ
انہیں میں ہیں بدر و اُحد کے مجاہد — لقب جن کا ہے جاں نثار صحابہ
انہیں میں ہے اصحاب شجرہ نمایاں — جنہیں کہتے ہیں راز دار صحابہ
انہیں میں حسین و حسن، فاطمہ ہیں — نبی کے جو ہیں گل عذار صحابہ

پس مرگ اے اعظمی یہ دعا ہے
بنوں میں غبارِ مزارِ صحابہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہیدی تجلیاں

پندہا دادیم حاصل شد فراغ

ما علینا یا اخی الا البلاغ

بزرگانِ دین کی کرامتوں کا نورانی تذکرہ یوں تو ہر دور میں ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور اس عنوان پر تقریباً ہر زبان میں کتابیں بھی لکھی جاتی رہیں مگر اس زمانے میں اس کا چرچا بہت زیادہ بڑھ گیا ہے، چنانچہ تجربہ ہے کہ اکثر واعظین کرام اپنے مواعظ کی محفلوں میں اور بیشتر پیران کبار اپنے مریدین کی مجلسوں میں بزرگان دین کے کشف وکرامات ہی کے ولولہ انگیز ذکر جمیل سے گرمیٔ مجالس کا سامان فراہم کیا کرتے ہیں اور سامعین ایک خاص جذبہ تأثر کے ساتھ سنتے اور سر دھنتے رہتے ہیں اور بعض مصنفین اور مضمون نگار بھی اس عنوان پر اپنی قلم کاریوں کے جوہر دکھا کر عوام سے خراج تحسین حاصل کرتے رہتے ہیں اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ بزرگان دین کی کرامتوں کا تذکرہ ایک ایسا مؤثر اور دلکش مضمون ہے کہ اس سے روح کی بالیدگی ،قلب میں نور ایمان اور دل ودماغ کے گوشہ گوشہ میں ایمانی تجلیوں کا سامان پیدا ہوجاتا ہے۔جس سے اہل ایمان کی اسلامی رگوں میں ایک طوفانی لہر اور بدن کی بوٹی بوٹی میں جوش اعمال کا ایک عرفانی جذبہ ابھرتا محسوس ہوتا ہے۔اس لئے میرا نظریہ ہے کہ دورحاضر میں بزرگان دین کی عبادتوں ، ریاضتوں اور ان کی کرامتوں کا زیادہ سے زیادہ ذکر وتذکرہ اور ان کا چرچا مسلمانوں میں جوش ایمان اور جذبۂ عمل پیدا کرنے کا بہت ہی مؤثر

ذریعہ اور نہایت ہی بہترین طریقہ ہے۔

لیکن تذکرۂ کرامات کے سلسلہ میں میرے نزدیک ایک سانحہ بہت ہی حیرت ناک بلکہ انتہائی المناک ہے کہ متأخرین اولیاء کرام بالخصوص مجذوبوں اور باباؤں کے کشف وکرامات اور خاص کر دورِ حاضر کے پیروں کی کرامتوں کا تو اس قدر چرچا ہے کہ ہر کوچہ و بازار بلکہ ہر مکان و دکان، ہوٹلوں اور چائے خانوں میں، کتابوں اور رسالوں کے اوراق میں ہر جگہ اس کا ڈنکا بج رہا ہے اور ہر طرف اس کی دھوم مچی ہوئی ہے، مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ امت مسلمہ کا وہ طبقہ علیا جو یقیناً تمام امت میں ''افضل الاولیاء'' ہے یعنی ''صحابہ کرام'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی ولایت وکرامت کا کہیں بھی کوئی تذکرہ اور چرچا نہ کوئی سناتا ہے نہ کہیں سننے میں آتا ہے، نہ کتابوں اور رسالوں کے اوراق میں ملتا ہے، حالانکہ ان بزرگوں کی ولایت وکرامت کا عظیم درجہ اس قدر بلند وبالا ہے کہ اگر تمام دنیا کے اگلے اور پچھلے اولیاء کو ان کے نقش قدم چوم لینے کی سعادت نصیب ہو جائے تو ان کی ولایت وکرامت کو معراجِ کمال حاصل ہو جائے۔ کیونکہ درحقیقت تو یہی حضرات مدارِ ولایت وکرامت ہیں کہ ان کے نقش پا کی پیروی کے بغیر ولایت وکرامت تو کجا؟ کسی کو ایمان بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ بلاواسطہ آفتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے نورِ معرفت حاصل کر کے آسمانِ ولایت میں ستاروں کی طرح چمکتے اور گلستانِ کرامت میں گلاب کے پھولوں کی طرح مہکتے ہیں اور تمام دنیا کے اولیاء ان کی ولایت کے شاہی محلات کی چوکھٹ پر بھکاری بن کر نورِ معرفت کی بھیک مانگتے رہتے ہیں۔

اللہ اکبر! یہ وہ فضیلت مآب اور مقدس ہستیاں ہیں جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم کے جلال و جمال نبوت کو اپنی ایمانی نظروں سے دیکھ کر اور حبیب خدا عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شرف صحبت سے سرفراز ہو کر خوش بختی اور نیک نصیبی کے بادشاہ بلکہ شہنشاہ بن گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معزز لقب سے سربلند ہو کر تمام اولیاء امت میں اسی طرح نظر آرہے ہیں جس طرح ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کی محفل میں ہزاروں پاور کا جگمگاتا ہوا بجلی کا بلب یا ستاروں کی برات میں چمکتا ہوا چاند۔

افسوس کہ نہ تو ہمارے واعظین کرام نے اپنی تقریروں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامتوں کو بیان کیا نہ ہمارے مشائخ عظام نے اپنے مریدوں کو اس سے آگاہ کیا، نہ ہمارے علماء اہل سنت نے اس عنوان پر کبھی قلم اٹھانے کی زحمت گوارا کی، حالانکہ رافضیوں کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ اس عنوان پر لکھنے اور اس کا تذکرہ اور چرچا کرنے کی ضرورت تھی اور آج بھی ہے کیونکہ ہماری غفلتوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہمارے عوام جانتے ہی نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اولیاء ہیں اور ان بزرگوں سے بھی کرامتوں کا صدور وظہور ہوا ہے۔

درحقیقت ایک عرصہ دراز سے میرا یہ تأثر میرے دل کا کانٹا بنا ہوا تھا چنانچہ یہی وہ جذبہ ہے جس سے متأثر ہو کر میں اپنی کوتاہ دستی اور علمی کم مائیگی کے باوجود فی الحال ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس حالات اور ان کے کمالات و کرامات کا ایک مجموعہ بصورت گلدستہ ناظرینِ کرام کی خدمت میں نذر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ جو ''کراماتِ صحابہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سیدھے سادھے نام سے موسوم ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سچ پوچھئے تو درحقیقت میری نظر میں یہ کتاب اس قابل ہی نہیں تھی کہ اس کو منظر عام پر لاؤں کیونکہ اتنے اہم عنوان پر اتنی چھوٹی سی کتاب ہرگز ہرگز عظمت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شایان شان نہیں ہے، مگر پھر یہ سوچ کر کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دربار عظمت میں پھول نہ سہی تو کم سے کم پھول کی ایک پنکھڑی ہی نذر کرنے کی سعادت حاصل کرلوں، اس کتاب کو چھاپنے کی ہمت کرلی ہے۔ پھر یہ بھی خیال آیا کہ شاید مجھ کم علم کی اس کاوش قلم کو دیکھ کر دوسرے اہل علم میدان تصنیف کی جولان گاہ میں اپنی قلم کاری کے جوہر دکھائیں تو اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ [1] کی سعادت مجھے نصیب ہوجائے گی۔

میں نے اس کتاب میں حضرات خلفائے راشدین وحضرات عشرۂ مبشرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں اور تذکروں میں قصداً کسی خاص ترتیب کا التزام نہیں کیا ہے، بلکہ دورانِ مطالعہ جن جن صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامتوں پر نظر پڑتی رہی، ان کو نوٹ کرتا رہا۔ یہاں تک میری نوٹ بک بڑھتے بڑھتے ایک کتاب بن گئی کیونکہ میرا اصل مقصود تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامتوں کا تذکرہ تھا۔ خواہ صغار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر پہلے ہو یا کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس سے اصل مقصد میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔

تدوین کتاب کے بارے میں عزیز محترم مولانا قدرت اللہ صاحب مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کا ممنون ہوکر ان کے لیے دعا گو ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے چند اجزاء کے مسودوں کی تبییض کرکے میرے بارِ قلم کو کچھ ہلکا کردیا۔

---

1 ...... بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھلائی کرنے والے کی طرح ہے۔

اسی طرح اپنے دوسرے مخلص تلامذہ خصوصاً اسعد العلماء مولانا الحاج مفتی سید احمد شاہ بخاری مبلغ افریقہ ساکن دہ نُتھان ضلع کچھ اور مولانا سید محمد یوسف شاہ خطیب جامع مسجد چوک بھوج ضلع کچھ اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ اہل سنت کوٹھارا ضلع کچھ کا بھی بہت بہت شکر گزار ہوں کہ ان مخلص عزیزوں نے ہمیشہ میری تصانیف کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور میری کتابوں کی اشاعت میں کافی حصہ لیا۔

فَجزَا هُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحۡسَنَ الۡجزَاءِ.

آخر میں دعا گو ہوں کہ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والتسلیم کے طفیل میں میری اس حقیر علمی و قلمی خدمت کو اپنے فضل و کرم سے شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کو میرے لیے اور میرے والدین واساتذہ وتلامذہ واحباب سب کے لئے سامان آخرت وذریعۂ مغفرت بنائے۔

اٰمِیۡن بِجَاهِ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحۡبِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسۡلِیۡمُ

اٰمِیۡن یَارَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ

طالب دعا

عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ

دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول

براؤں شریف ضلع بستی یو۔پی ۲۵ شوال ۱۳۹۸ھ

٧٨٦
٩٢

تحقیقِ کرامات

زمانہ نبوت سے آج تک کبھی بھی اس مسئلہ میں اہل حق کے درمیان اختلاف نہیں ہوا کہ اولیاء کرام کی کرامتیں حق ہیں اور ہر زمانے میں اللہ والوں کی کرامتوں کا صدور وظہور ہوتا رہا اور ان شاء اللہ عزوجل قیامت تک کبھی بھی اس کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا، بلکہ ہمیشہ اولیاء کرام سے کرامات صادر وظاہر ہوتی ہی رہیں گی۔

اور اس مسئلہ کے دلائل میں قرآن مجید کی مقدس آیتیں اور احادیث کریمہ نیز اقوالِ صحابہ وتابعین کا اتنا بڑا خزانہ اوراقِ کتب میں محفوظ ہے کہ اگر ان سب پراگندہ موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے تو ایک ایسا گراں قدر وبیش قیمت ہار بن سکتا ہے جو تعلیم وتعلم کے بازار میں نہایت ہی انمول ہوگا اور اگر ان منتشر اوراق کو صفحات قرطاس پر جمع کر دیا جائے تو ایک ضخیم وعظیم دفتر تیار ہوسکتا ہے۔

کرامت کیا ہے

مؤمن متقی سے اگر کوئی ایسی نادر الوجود وتعجب خیز چیز صادر وظاہر ہو جائے جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتی تو اس کو ''کرامت'' کہتے ہیں۔ اسی قسم کی چیزیں اگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے اعلانِ نبوت کرنے سے پہلے ظاہر ہوں تو ''ارہاص'' اور اعلان نبوت کے بعد ہوں تو ''معجزہ'' کہلاتی ہیں اور اگر عام مؤمنین سے اس قسم کی چیزوں کا ظہور ہو تو اس کو ''معونت'' کہتے ہیں اور کسی کافر سے کبھی اس کی خواہش کے مطابق اس

قسم کی چیز ظاہر ہو جائے تو اس کو ''اِستدراج'' کہا جاتا ہے۔[1]

معجزہ اور کرامت

اوپر ذکر کی ہوئی تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ معجزہ اور کرامت دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے۔ بس دونوں میں فرق صرف اس قدر ہے کہ خلافِ عادت و تعجب خیز چیزیں اگر کسی نبی کی طرف سے ظہور پذیر ہوں تو یہ ''معجزہ'' کہلائیں گی اور اگر ان چیزوں کا ظہور کسی ولی کی جانب سے ہو تو ان کو ''کرامت'' کہا جائے گا۔ چنانچہ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی کتاب ''نشر المحاسن الغالیہ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ امام الحرمین وابوبکر باقلانی وابوبکر بن فورک و حجۃ الاسلام امام غزالی و امام فخر الدین رازی و ناصر الدین بیضاوی و محمد بن عبد الملک سلمی و ناصر الدین طوسی و حافظ الدین نسفی وابو القاسم قشیری ان تمام اکابر علماء اہل سنت و محققین ملت نے متفقہ طور پر یہی تحریر فرمایا کہ معجزہ اور کرامت میں یہی فرق ہے کہ خوارقِ عادات کا صدور و ظہور کسی نبی کی طرف سے ہو تو اس کو ''معجزہ'' کہا جائے گا اور اگر کسی ولی کی طرف سے ہو تو اس کو ''کرامت'' کے نام سے یاد کیا جائے گا حضرت امام یافعی نے ان دس اماموں کے نام اور ان کی کتابوں کی عبارتیں نقل فرمانے کے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ ان اماموں کے علاوہ دوسرے بزرگانِ ملت نے بھی یہی فرمایا ہے، لیکن علم و فضل اور تحقیق و تدقیق کے ان پہاڑوں کے نام ذکر کر دینے کے بعد مزید محققین کے ناموں کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں۔[2] (حجۃ اللہ علی العالمین ج۲، ص۸۴۹)

---

1 ......النبراس شرح شرح العقائد، اقسام الخوارق سبعة، ص۲۷۲ ملخصاً

2 ......حجة الله علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الاول فی تجویز الکرامة للاولیاء...الخ، ص۶۰۴

معجزہ ضروری، کرامت ضروری نہیں

معجزہ اور کرامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہر ولی کے لیے کرامت کا ہونا ضروری نہیں ہے، مگر ہر نبی کے لیے معجزہ کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ ولی کے لیے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی ولایت کا اعلان کرے یا اپنی ولایت کا ثبوت دے، بلکہ ولی کے لیے تو یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ خود بھی جانے کہ میں ولی ہوں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ ایسے بھی ہوئے کہ انکو اپنے بارے میں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ وہ ولی ہیں۔ بلکہ دوسرے اولیاء کرام نے اپنے کشف و کرامت سے انکی ولایت کو جانا پہچانا اور ان کے ولی ہونے کا چرچا کیا، مگر نبی کے لیے اپنی نبوت کا اثبات ضروری ہے اور چونکہ انسانوں کے سامنے نبوت کا اثبات بغیر معجزہ دکھائے ہو نہیں سکتا، اس لیے ہر نبی کے لیے معجزہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

کرامت کی قسمیں

اولیاء کرام سے صادر و ظاہر ہونے والی کرامتیں کتنی اقسام کی ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے؟ اس بارے میں علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں تحریر فرمایا کہ میرے خیال میں اولیاء کرام سے جتنی قسموں کی کرامتیں صادر ہوئی ہیں ان قسموں کی تعداد ایک سو سے بھی زائد ہے۔ اس کے بعد علامہ موصوف الصدر نے قدرے تفصیل کے ساتھ کرامت کی پچیس قسموں کا بیان فرمایا ہے جن کو ہم ناظرین کی خدمت میں کچھ مزید تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

﴿۱﴾ مردوں کو زندہ کرنا

یہ وہ کرامت ہے کہ بہت سے اولیائے کرام سے اس کا صدور ہو چکا ہے

چنانچہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ ابوعبید بسری جو اپنے دور کے مشاہیر اولیاء میں سے ہیں ایک مرتبہ جہاد میں تشریف لے گئے۔ جب انہوں نے وطن کی طرف واپسی کا ارادہ فرمایا تو ناگہاں ان کا گھوڑا مر گیا، مگر ان کی دعا سے اچانک ان کا مرا ہوا گھوڑا زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور وہ اس پر سوار ہو کر اپنے وطن ''بسر'' پہنچ گئے اور خادم کو حکم دیا کہ اس کی زین اور لگام اتار لے۔ خادم نے جوں ہی زین اور لگام کو گھوڑے سے جدا کیا فوراً ہی گھوڑا مر کر گر پڑا۔(1)

اسی طرح حضرت شیخ مفرج جو علاقہ مصر میں ''صعید'' کے باشندہ تھے، ان کے دسترخوان پر ایک پرندہ کا بچہ بھنا ہوا رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ''تو خدا تعالیٰ کے حکم سے اڑ کر چلا جا۔'' ان الفاظ کا ان کی زبان سے نکلنا تھا کہ ایک لمحہ میں وہ پرندہ کا بچہ زندہ ہو گیا اور اڑ کر چلا گیا۔(2)

اسی طرح حضرت شیخ اہدل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مری ہوئی بلی کو پکارا تو وہ دوڑتی ہوئی شیخ کے سامنے حاضر ہو گئی۔(3)

اسی طرح حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دسترخوان پر پکی ہوئی مرغی کو تناول فرما کر اس کی ہڈیوں کو جمع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے مرغی!

---

1 ...... حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات، ص۶۰۸

2 ...... حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات، ص۶۰۸ ملخصاً

3 ...... حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات، ص۶۰۸ ملخصاً

تو اس اللہ تعالٰی کے حکم سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جا جو سڑی گلی ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ زبان مبارک سے ان الفاظ کے نکلتے ہی مرغی زندہ ہو کر چلنے پھرنے لگی۔[1]

اسی طرح حضرت شیخ زین الدین شافعی مدرس مدرسہ شامیہ نے اس بچے کو جو مدرسہ کی چھت سے گر کر مر گیا تھا، زندہ کر دیا۔[2] (حجۃ اللہ ج ۲،ص ۸۵۶)

اسی طرح عام طور پر یہ مشہور ہے کہ بغداد شریف میں چار بزرگ ایسے ہوئے جو مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو خدا تعالٰی کے حکم سے شفا دیتے تھے اور اپنی دعاؤں سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ شیخ ابو سعد قیلوی و شیخ بقا بن بطو و شیخ علی بن ابی نصر ہیتی و شیخ عبد القادر جیلانی۔ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم[3] (بہجۃ الاسرار شریف)

﴿۲﴾ مردوں سے کلام کرنا

کرامت کی یہ قسم بھی حضرت شیخ ابو سعید خراز اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما وغیرہ بہت سے اولیاء کرام سے بارہا اور بکثرت منقول ہے۔[4]

(حجۃ اللہ ج ۲،ص ۸۵۶)

شیخ علی بن ابی نصر ہیتی کا بیان ہے کہ میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ہمراہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مزار مبارک پر گیا اور انہوں نے سلام

---

1 ...... حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانى فى انواع الكرامات،ص ٦٠٩ ملخصاً

2 ...... حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانى فى انواع الكرامات،ص ٦٠٩ ملخصاً

3 ...... بهجة الاسرار،ذكر فصول من كلامه مرصعاًبشيء...الخ،ص ١٢٤

4 ...... حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانى فى انواع الكرامات،ص ٦٠٩

کیا تو قبر انور سے آواز آئی کہ وعلیك السلام یا سید اھل الزمان ۔[1] (بہجۃ الاسرار)

شیخ علی بن ابی نصر ہیتی اور بقا بن بطو، یہ دونوں بزرگ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے تو ناگہاں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبر شریف سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ اے عبدالقادر جیلانی! رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں علم شریعت و طریقت اور علم قال وحال میں تمہارا محتاج ہوں ۔[2] (بہجۃ الاسرار)

﴿۳﴾ دریاؤں پر تصرف

دریا کا پھٹ جانا، دریا کا خشک ہوجانا، دریا پر چلنا بہت سے اولیاء کرام سے ان کرامتوں کا ظہور ہوا، بالخصوص سید المتأخرین حضرت تقی الدین بن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے تو ان کرامتوں کا بار بار ظہور عام طور پر مشہور خلائق ہے ۔[3]

(حجۃ اللہ ج ۲،ص۸۵۶)

﴿٤﴾ انقلاب ماہیت

کسی چیز کی حقیقت کا ناگہاں بدل جانا یہ کرامت بھی اکثر اولیاء کرام سے منقول ہے ۔ چنانچہ شیخ عیسیٰ ہتار یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بطورِ مذاق کے کسی بدباطن نے شراب سے بھری ہوئی دو مشکیں تحفہ میں بھیج دیں ۔ آپ نے دونوں مشکوں کا منہ کھول کر ایک کی شراب کو دوسری میں انڈیل دیا۔ پھر حاضرین سے فرمایا کہ آپ لوگ

---

1 ......بهجة الاسرار، ذكر كلمات اخبربها عن نفسه محدثا...الخ، ص٥٣

2 ......بهجة الاسرار، ذكر علمه وتسمية بعض...الخ، ص٢٢٦ ملخصاً

3 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانى فى انواع الكرامات،ص٦٠٩ ملخصاً

اس کوتناول فرمائیں حاضرین نے کھایا تو اتنا نفیس اور اس قدر عمدہ گھی تھا کہ عمر بھر لوگوں نے اتنا عمدہ گھی نہیں کھایا۔[1] (حجۃ اللہ ج ۲،ص ۸۵۶)

﴿۵﴾ زمین کا سمٹ جانا

سینکڑوں ہزاروں میل کی مسافت کا چند لمحوں میں طے ہونا یہ کرامت بھی اس قدر زیادہ اللہ والوں سے منقول ہے کہ اس کی روایات حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ چنانچہ طرسوس کی جامع مسجد میں ایک ولی تشریف فرما تھے۔ اچانک انہوں نے اپنا سر گریبان میں ڈالا اور پھر چند لمحوں میں گریبان سے سر نکالا تو وہ ایک دم حرم کعبہ میں پہنچ گئے۔[2] (حجۃ اللہ ج ۲،ص ۸۵۶)

﴿۶﴾ نباتات سے گفتگو

بہت سے حیوانات و نباتات اور جمادات نے اولیاء کرام سے گفتگو کی جن کی حکایات بکثرت کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیت المقدس کے راستہ میں ایک چھوٹے سے انار کے درخت کے سایہ میں اتر پڑے تو اس درخت نے باآواز بلند کہا کہ اے ابواسحاق! آپ مجھے یہ شرف عطا فرمائیے کہ میرا ایک پھل کھا لیجئے، اس درخت کا پھل کھٹا تھا، مگر درخت کی تمنا پوری کرنے کیلئے آپ نے اس کا ایک پھل توڑ کر کھایا، تو وہ نہایت ہی میٹھا ہو گیا۔ اور آپ کی برکت سے وہ سال میں دو بار پھلنے لگا اور وہ درخت اس قدر مشہور ہو گیا کہ لوگ اس کو رُمَّانَةُ الْعَابِدِیْنَ

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثانى فى انواع الكرامات، ص٦٠٩ ملخصاً

2 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثانى فى انواع الكرامات، ص٦٠٩ ملخصاً

(عابدوں کا انار) کہنے لگے۔[1] (حجۃ اللہ ج ۲،ص ۸۵۶)

﴿۷﴾ شفائے امراض

اولیائے کرام کے لیے اس کرامت کا ثبوت بھی بکثرت کتابوں میں مرقوم ہے، چنانچہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک پہاڑ پر میں نے ایک ایسے بزرگ سے ملاقات کی جو اپاہجوں، اندھوں اور دوسرے قسم قسم کے مریضوں کو خدا عزوجل کے حکم سے شفایاب فرماتے تھے۔[2] (حجۃ اللہ، ج ۲،ص ۸۵۷)

﴿۸﴾ جانوروں کا فرماں بردار ہو جانا

بہت سے بزرگوں نے اپنی کرامت سے خطرناک درندوں کو اپنا فرمانبردار بنالیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید بن ابی الخیر میہنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیروں کو اپنا اطاعت گزار بنا رکھا تھا اور دوسرے بہت سے اولیاء شیروں پر سواری فرماتے تھے جن کی حکایات مشہور ہیں۔[3] (حجۃ اللہ، ج ۲،ص ۸۵۷)

﴿۹﴾ زمانہ کا مختصر ہو جانا

یہ کرامت بہت سے بزرگوں سے منقول ہے کہ ان کی صحبت میں لوگوں کو ایسا محسوس ہوا کہ پورا دن اس قدر جلدی گزر گیا کہ گویا گھنٹہ دو گھنٹہ کا وقت گزرا ہے۔[4]

(حجۃ اللہ ج ۲،ص ۸۵۷)

---

1 ......حجة اللّٰه على العالمين، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانی فی انواع الكرامات،ص۶۰۹ ملخصاً

2 ......حجة اللّٰه على العالمين، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانی فی انواع الكرامات،ص۶۰۹ ملخصاً

3 ......حجة اللّٰه على العالمين، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانی فی انواع الكرامات،ص۶۰۹ ملخصاً

4 ......المرجع السابق ،ص ۶۱۰ ملخصاً

﴿۱۰﴾ زمانہ کا طویل ہو جانا

اس کرامت کا ظہور سینکڑوں علماء ومشائخ سے اس طرح ہوا کہ ان بزرگوں نے مختصر سے مختصر وقتوں میں اس قدر زیادہ کام کرلیا کہ دنیا والے اتنا کام مہینوں بلکہ برسوں میں بھی نہیں کرسکتے۔ چنانچہ امام شافعی وحجۃ الاسلام امام غزالی وعلامہ جلال الدین سیوطی وامام الحرمین شیخ محی الدین نووی وغیرہ۔[1] علماء دین نے اس قدر کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں کہ اگر ان کی عمروں کا حساب لگایا جائے تو روزانہ اتنے زیادہ اوراق ان بزرگوں نے تصنیف فرمائے ہیں کہ کوئی اتنے زیادہ اوراق کو اتنی قلیل مدت میں نقل بھی نہیں کرسکتا، حالانکہ یہ اللہ والے تصنیف کے علاوہ دوسرے مشاغل بھی رکھتے تھے اور نفلی عبادتیں بھی بکثرت کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح منقول ہے کہ بعض بزرگوں نے دن رات میں آٹھ آٹھ ختم قرآن مجید کی تلاوت کرلی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کے اوقات میں اس قدر اور اتنی زیادہ برکت ہوئی ہے کہ جس کو کرامت کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟[2] (حجۃ اللہ ج۲،ص۸۵۷)

﴿۱۱﴾ مقبولیت دعا

یہ کرامت بھی بہت زیادہ بزرگوں سے منقول ہے۔[3]

---

1 ...... اور چودھویں صدی ہجری کے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے تقریباً ایک ہزار کتب پچاس علوم میں تصنیف فرمائیں۔ ۱۲ منہ

2 ...... حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانى فى انواع الكرامات،ص ۶۱۰ ملخصاً

3 ...... حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانى فى انواع الكرامات،ص ۶۰۹

﴿۱۲﴾ خاموشی وکلام پر قدرت

بعض بزرگوں نے برسوں تک کسی انسان سے کلام نہیں کیا اور بعض بزرگوں نے نمازوں اور ضروریات کے علاوہ کئی کئی دنوں تک مسلسل وعظ فرمایا اور درس دیا ہے۔[1]

﴿۱۳﴾ دلوں کو اپنی طرف کھینچ لینا

سینکڑوں اولیائے کرام سے یہ کرامت صادر ہوئی کہ جن بستیوں یا مجلسوں میں لوگ ان سے عداوت ونفرت رکھتے تھے۔ جب ان حضرات نے وہاں قدم رکھا تو ان کی توجہات سے ناگہاں سب کے دل ان کی محبت سے لبریز ہوگئے اور سب کے سب پروانوں کی طرح ان کے قدموں پر نثار ہونے لگے۔[2] (حجۃ اللہ ج۲،ص ۸۵۷)

﴿۱۴﴾ غیب کی خبریں

اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ اولیاء کرام نے دلوں میں چھپے ہوئے خیالات وخطرات کو جان لیا اور لوگوں کو غیب کی خبریں دیتے رہے اور ان کی پیش گوئیاں سو فیصدی صحیح ہوتی رہیں۔[3]

﴿۱۵﴾ کھائے پیئے بغیر زندہ رہنا

ایسے بزرگوں کی فہرست بہت ہی طویل ہے جو ایک مدت دراز تک بغیر کچھ

---

1 ......حجة الله علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات،ص۶۰۹

2 ......حجة الله علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات،ص۶۰۹ ملخصاً

3 ......حجة الله علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات،ص۶۰۹ ملخصاً

کھائے پئے زندہ رہ کر عبادتوں میں مصروف رہے اور انہیں کھانا یا پانی چھوڑ دینے سے ذرہ برابر کوئی ضعف بھی لاحق نہیں ہوا۔[1]

﴿۱۶﴾ نظامِ عالم میں تصرفات

منقول ہے کہ بہت سے بزرگوں نے شدید قحط کے زمانے میں آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ فرمایا تو ناگہاں آسمان سے موسلا دھار بارش ہونے لگی اور مشہور ہے کہ حضرت شیخ ابو العباس شاطر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو درہموں کے بدلے بارش فروخت کیا کرتے تھے۔[2] (حجۃ اللہ ج۲،ص ۸۵۷)

﴿۱۷﴾ بہت زیادہ مقدار میں کھالینا

بعض بزرگوں نے جب چاہا بیسیوں آدمیوں کی خوراک اکیلے کھا گئے اور انہیں کوئی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔

﴿۱۸﴾ حرام غذاؤں سے محفوظ

بہت سے اولیاء کرام کی یہ کرامت مشہور ہے کہ حرام غذاؤں سے وہ ایک خاص قسم کی بد بو محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ حارث محاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے جب بھی کوئی حرام غذا لائی جاتی تھی تو انہیں اس غذا سے ایسی ناگوار بد بو محسوس ہوتی تھی کہ وہ اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے تھے اور یہ بھی منقول ہے کہ حرام غذا کو دیکھتے ہی ان کی ایک رگ پھڑکنے لگتی تھی۔

---

1 ......حجة اللّٰه على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانى فى انواع الكرامات،ص۶۰۹

2 ......حجة اللّٰه على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثانى فى انواع الكرامات،ص۶۰۹ ملتقطاً

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے لوگوں نے امتحان کے طور پر حرام کھانا رکھ دیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: اگر حرام غذا کو دیکھ کر حارث محاسبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ایک رگ پھڑ کنے لگتی تھی تو میرا یہ حال ہے کہ حرام غذا کے سامنے میری ستر رگیں پھڑ کنے لگتی ہیں۔[1] (حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۵۷)

﴿۱۹﴾ دور کی چیزوں کو دیکھ لینا

چنانچہ شیخ ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی یہ مشہور کرامت ہے کہ وہ بغداد شریف میں بیٹھے ہوئے کعبہ مکرمہ کو دیکھا کرتے تھے۔ (حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۵۷)

﴿۲۰﴾ ہیبت و دبدبہ

بعض اولیاء کرام سے اس کرامت کا صدور اس طور ہوا کہ ان کی صورت دیکھ کر بعض لوگوں پر اس قدر خوف و ہراس طاری ہوا کہ ان کا دم نکل گیا، چنانچہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ہیبت سے ان کی مجلس میں ایک شخص مر گیا۔[2]

(حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۵۷)

﴿۲۱﴾ مختلف صورتوں میں ظاہر ہونا

اس کرامت کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ''خلع و لبس'' کہتے ہیں، یعنی ایک شکل کو چھوڑ کر دوسری شکل میں ظاہر ہو جانا۔ حضرات صوفیہ کا قول ہے کہ عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان ایک تیسرا عالم بھی ہے جس کو عالم مثال کہتے ہیں۔ اس عالم

---

1 ......حجة اللّٰہ علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات، ص ٦١٠

2 ......حجة اللّٰہ علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات، ص ٦١٠

مثال میں ایک ہی شخص کی روح مختلف جسموں میں ظاہر ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے قرآن مجید کی آیت کریمہ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ [1] سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ایک تندرست جوان آدمی کی صورت میں ظاہر ہو گئے تھے۔ یہ واقعہ عالم مثال میں ہوا تھا۔

یہ کرامت بہت سے اولیاء نے دکھائی ہے، چنانچہ حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا اولیاء کے طبقہ ابدال میں شمار ہوتا ہے، کسی نے آپ پر یہ تہمت لگائی کہ آپ نماز نہیں پڑھتے۔ یہ سنکر آپ جلال میں آگئے اور فوراً ہی اپنے آپ کو اس کے سامنے چند صورتوں میں ظاہر کیا اور پوچھا کہ بتا تو نے کس صورت میں مجھ کو ترک نماز کرتے ہوئے دیکھا۔[2] (حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۵۸)

اسی طرح منقول ہے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو مشائخ نقشبندیہ میں بہت ہی ممتاز بزرگ ہیں۔ جب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ اقدس پر ان کو داغ دھبے نظر آئے جس سے ان کے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی تو اچانک آپ ان کے سامنے ایک ایسی نورانی شکل میں ظاہر ہو گئے کہ بے اختیار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل ان کی طرف مائل ہو گیا اور وہ فوراً ہی بیعت ہو گئے۔[3] (رشحات العیون)

---

[1] ......ترجمۂ کنز الایمان: وہ اسکے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (پ۱۶، مریم:۱۷)

[2] ......حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات، ص ۶۱۰ ملخصاً

[3] ......نفحات الانس (مترجم)، ص ۴۲۷

﴿۲۲﴾ دشمنوں کے شر سے بچنا

خداوند قدوس نے بعض اولیاء کرام کو یہ کرامت بھی عطا فرمائی ہے کہ ظالم امراء وسلاطین نے جب ان کے قتل یا ایذا رسانی کا ارادہ کیا تو غیب سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ وہ ان کے شر سے محفوظ رہے۔ جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلیفہ بغداد ہارون رشید نے ایذا رسانی کے خیال سے دربار میں طلب کیا مگر جب وہ سامنے گئے تو خلیفہ خود ایسی پریشانیوں میں مبتلا ہو گیا کہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔[1]

(حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۵۸)

﴿۲۳﴾ زمین کے خزانوں کو دیکھ لینا

بعض اولیائے کرام کو یہ کرامت ملی ہے کہ وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کو دیکھ لیا کرتے تھے اور اس کو اپنی کرامت سے باہر نکال لیتے تھے۔ چنانچہ شیخ ابوتراب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک ایسے مقام پر جہاں پانی نایاب تھا زمین پر ایک ٹھوکر مار کر پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔[2] (حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۵۸)

﴿۲۴﴾ مشکلات کا آسان ہو جانا

یہ کرامت بزرگان دین سے بار بار اور بے شمار مرتبہ ظاہر ہو چکی ہے جس کی سینکڑوں مثالیں "تذکرۃ الاولیاء"[3] وغیرہ مستند کتابوں میں مذکور ہیں۔

---

1 ......حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات، ص ۶۱۰ ملخصاً

2 ......حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثانی فی انواع الکرامات، ص ۶۱۰ ملخصاً

3 ......کشف المحجوب، رسالہ قشیریہ، الابریز وغیرہ ۔ ۱۲ منہ

﴿۲۵﴾ مہلکات کا اثر نہ کرنا

چنانچہ مشہور ہے کہ ایک بد باطن بادشاہ نے کسی خدا رسیدہ بزرگ کو گرفتار کیا اور انہیں مجبور کر دیا کہ وہ کوئی تعجب خیز کرامت دکھائیں ورنہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا جائے گا۔

آپ نے اونٹ کی مینگنیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کو اٹھا لاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا ہیں؟ جب لوگوں نے ان کو اٹھا کر دیکھا تو وہ خالص سونے کے ٹکڑے تھے۔ پھر آپ نے ایک خالی پیالے کو اٹھا کر گھمایا اور اوندھا کر کے بادشاہ کو دیا تو وہ پانی سے بھرا ہوا تھا اور اوندھا ہونے کے باوجود اس میں سے ایک قطرہ بھی پانی نہیں گرا۔

یہ دو کرامتیں دیکھ کر یہ بدعقیدہ بادشاہ کہنے لگا کہ یہ سب نظر بندی کے جادو کا کرشمہ ہے۔ پھر بادشاہ نے آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو بادشاہ نے مجلس سماع منعقد کرائی جب ان درویشوں کو سماع سنکر جوشِ وجد میں حال آ گیا تو یہ سب لوگ جلتی ہوئی آگ میں داخل ہو کر رقص کرنے لگے۔ پھر ایک درویش بادشاہ کے بچے کو گود میں لے کر آگ میں کود پڑا اور تھوڑی دیر تک بادشاہ کی نظروں سے غائب ہو گیا بادشاہ اپنے بچے کے فراق میں بے چین ہو گیا مگر پھر چند منٹوں میں درویش نے بادشاہ کے بچے کو اس حال میں بادشاہ کی گود میں ڈال دیا کہ بچے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے ہاتھ میں انار تھا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ بیٹا! تم کہاں چلے گئے تھے؟ تو اس نے کہا کہ میں ایک باغ میں تھا جہاں سے میں یہ پھل لایا ہوں۔

یہ دیکھ کر بھی ظالم و بدعقیدہ بادشاہ کا دل نہیں پسیجا اور اس نے اس بزرگ کو بار بار زہر کا پیالہ پلایا مگر ہر مرتبہ زہر کے اثر سے اس بزرگ کے کپڑے پھٹتے رہے

اوران کی ذات پر زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔[1]

(حجۃ اللہ ج ۲،ص ۸۵۸)

کرامت کی یہ وہ پچیس قسمیں ہیں اوران کی چند مثالیں ہیں جن کو حضرت علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں تحریر فرمایا ہے، ورنہ اس کے علاوہ کرامات کی بہت سی قسمیں ہیں اوران کی مثالیں اس قدر زیادہ تعداد میں ہیں کہ اگران کو جمع کیا جائے تو ہزاروں اوراق کا ایک ضخیم دفتر تیار ہوسکتا ہے، مگر بطور مثال جس قدر ہم نے یہاں تحریر کردیا وہ طالب حق کی تسکین روح واطمینان قلب کے لئے بہت کافی ہے۔رہ گئے بدعقیدہ منکرین توان کی ہدایت کے لیے دلائل تو کیا؟ دور رسالت میں ان کیلئے معجزہ ''شق القمر'' بھی سودمند نہیں ہوا۔مثل مشہور ہے کہ ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

صحابی

جو مسلمان بحالت ایمان حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ملاقات سے سرفراز ہوئے اور ایمان ہی پران کا خاتمہ ہوا ان خوش نصیب مسلمانوں کو ''صحابی'' کہتے ہیں۔ ان صحابیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ چنانچہ امام بیہقی کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ حج کے لیے مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور بعض دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حجۃ الوداع

---

[1] ......حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ،المطلب الثانی فی انواع الکرامات،ص ۶۱۰-۶۱۱ ملخصاً

میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔[1] (واللہ تعالیٰ اعلم)

(زرقانی ج۳،ص۱۰۶ومدارج ج۲،ص۳۸۷)

افضل الاولیاء

تمام علماء امت واکابرامت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ''افضل الاولیاء'' ہیں۔یعنی قیامت تک کے تمام اولیاء اگر چہ وہ درجہ ولایت کی بلند ترین منزل پر فائز ہو جائیں مگر ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ کسی صحابی کے کمالات ولایت تک نہیں پہنچ سکتے۔خداوند قدوس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شمع نبوت کے پروانوں کو مرتبۂ ولایت کا وہ بلند وبالا مقام عطا فرمایا ہے اوران مقدس ہستیوں کو ایسی ایسی عظیم الشان کرامتوں سے سرفراز فرمایا ہے کہ دوسرے تمام اولیاء کے لیے اس معراج کمال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔اس میں شک نہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس قدر زیادہ کرامتوں کا صدور نہیں ہوا جس قدر کہ دوسرے اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کرامتیں منقول ہیں لیکن واضح رہے کہ کثرت کرامت افضلیت ولایت کی دلیل نہیں کیونکہ ولایت درحقیقت قرب الٰہی کا نام ہے۔یہ قربِ الٰہی جس کو جس قدر زیادہ حاصل ہوگا اسی قدر اس کی ولایت کا درجہ بلند سے بلند تر ہوگا۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چونکہ نگاہ نبوت کے انوار اور فیضان رسالت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہیں اس لیے بارگاہ خداوندی میں ان بزرگوں کو جو قرب وتقرب حاصل ہے وہ دوسرے اولیاء اللہ کو حاصل نہیں۔اس لیے اگر چہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بہت کم کرامتیں صادر ہوئیں لیکن پھر بھی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا درجہ ولایت دوسرے

[1] ......مدارج النبوت،ذکر حجۃ الوداع،ج۲،ص۳۸۷

اولیاء کرام سے بہت زیادہ افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے۔

بہر حال اگرچہ تعداد میں کم سہی لیکن پھر بھی بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کرامتوں کا صدور وظہور ہوا ہے۔ چنانچہ ہم اپنی اس مختصر سی کتاب میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی چند کرامات کا تذکرہ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں تا کہ اہل ایمان پیارے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی شمع نبوت کے ان پروانوں کی ولایت وکرامت کے ایمان افروز تذکروں سے اپنی دنیائے دل کو محبت وعقیدت کے شجرات الخلد کی جنت بنائیں اور دُشمنانِ صحابہ یا تو آفتاب رسالت کے نور سے چمکنے والے ان روشن ستاروں سے ہدایت کی روشنی حاصل کریں یا پھر اپنی آتش بغض وعناد میں جل بھن کر جہنم کا ایندھن بن جائیں۔

عشرۂ مبشرہ

یوں تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے بہت سے صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مختلف اوقات میں جنت کی بشارت دی اور دنیا ہی میں ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرما دیا مگر دس ایسے جلیل القدر اور خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جن کو آپ نے مسجد نبوی کے منبر شریف پر کھڑے ہو کر ایک ساتھ ان کا نام لے کر جنتی ہونے کی خوش خبری سنائی۔ تاریخ میں ان خوش نصیبوں کا لقب ''عشرہ مبشرہ'' ہے جن کی مبارک فہرست یہ ہے:

﴿۱﴾ حضرت ابوبکر صدیق ﴿۲﴾ حضرت عمر فاروق

﴿۳﴾ حضرت عثمان غنی ﴿٤﴾ حضرت علی مرتضیٰ

﴿۵﴾ حضرت طلحہ بن عبید اللہ ﴿۶﴾ حضرت زبیر بن العوام

﴿۷﴾ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﴿۸﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص

﴿۹﴾ حضرت سعید بن زید ﴿۱۰﴾ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح[1]

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) (ترمذی ج ۲، ص ۲۱۶، مناقب عبدالرحمٰن بن عوف)

ہم سب سے پہلے ان دس جنتی صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی چند کرامتوں کا تذکرہ تحریر کرتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامتیں بھی تحریر کی جائیں گی اور اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامتوں کے ساتھ ساتھ ان چند مقدس خواتین اسلام کی کرامات بھی پیش کی جائیں گی جو شرف صحابیت سے سرفراز ہوکر ساری دنیا کی مومنات صالحات میں ''صحابیات'' رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے معزز خطاب کے ساتھ ممتاز ہیں تاکہ اہل ایمان پر اس حقیقت کا آفتاب عالم تاب طلوع ہوجائے کہ فیضان نبوت کے انوار و برکات اور آفتاب رسالت کی تجلیات سے صرف مردوں ہی کا طبقہ مستفیض و مستنیر نہیں ہوا بلکہ صنف نازک کی پردہ نشین خواتین پر بھی آفتابِ نبوت کی نورانی شعاعیں اس طرح جلوہ ریز ہوئیں کہ وہ بھی مردوں کے دوش بدوش مظہر کمالات و صاحب کرامات ہوگئیں۔ اللہ اکبر! سچ ہے کہ ؎

ظلمت کو ان کے نور نے کافور کردیا
جس پر نگاہ ڈالی اسے نور کردیا

---

[1]......سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف الزهری رضی الله عنه، الحدیث:۳۷۶۸، ج۵، ص۴۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ط

کراماتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سرکارِ دو عالم سے ملاقات کا عالم
عالم میں ہے معراج کمالات کا عالم
یہ راضی خدا سے ہیں خدا ان سے ہے راضی
کیا کہیے؟ صحابہ کی کرامات کا عالم

﴿۱﴾ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ اول جانشین پیغمبر امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ''عبداللہ'' ''ابوبکر'' آپ کی کنیت اور ''صدیق وعتیق'' آپ کا لقب ہے۔ آپ قریشی ہیں اور ساتویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خاندانی شجرہ سے مل جاتا ہے۔ آپ عام الفیل کے ڈھائی برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اس قدر جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد تمام اگلے اور پچھلے انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سفر و وطن کے تمام مشاہد و اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شامل ہوئے اور صلح و جنگ کے تمام فیصلوں میں آپ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وزیر و مشیر بن کر مراحلِ نبوت کے ہر ہر موڑ پر آپ کے رفیق وجاں نثار رہے۔ دو برس تین ماہ گیارہ دن مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر ۲۲ جمادی

الاخریٰ ۱۳ھ منگل کی رات وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ منورہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔[1] (اکمال وتاریخ الخلفاء)

کرامات

کھانے میں عظیم برکت

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ بارگاہ رسالت کے تین مہمانوں کو اپنے گھر لائے اور خود حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور گفتگو میں مصروف رہے یہاں تک کہ رات کا کھانا آپ نے دسترخوان نبوت پر کھالیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد مکان پر واپس تشریف لائے۔ ان کی بیوی نے عرض کیا کہ آپ اپنے گھر پر مہمانوں کو بلا کر کہاں غائب رہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ کیا اب تک تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی صاحبہ نے کہا کہ میں نے کھانا پیش کیا مگر ان لوگوں نے صاحب خانہ کی غیر موجودگی میں کھانا کھانے سے انکار کردیا۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ پر بہت زیادہ خفا ہوئے اور وہ خوف ودہشت کی وجہ سے چھپ گئے اور آپ کے سامنے نہیں آئے پھر جب آپ کا غصہ فرو ہو گیا تو آپ مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گئے اور سب مہمانوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ ان مہمانوں کا بیان ہے

[1]......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الباء، فصل فی الصحابۃ، ص٥٨٧ ملتقطاً
وتاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابو بکر الصدیق، فصل فی انہ افضل...الخ، ص٣٤
وفصل فی مرضہ...الخ، ص٦٢

کہ جب ہم کھانے کے برتن میں سے لقمہ اٹھاتے تھے تو جتنا کھانا ہاتھ میں آتا تھا اس سے کہیں زیادہ کھانا برتن میں نیچے سے ابھر کر بڑھ جاتا تھا اور جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو کھانا بجائے کم ہونے کے برتن میں پہلے سے زیادہ ہوگیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعجب ہو کر اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زائد نظر آتا ہے۔ بیوی صاحبہ نے قسم کھا کر کہا: واقعی یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا بڑھ گیا ہے۔ پھر آپ اس کھانے کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو ناگہاں مہمانوں کا ایک قافلہ دربار رسالت میں اترا جس میں بارہ قبیلوں کے بارہ سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ بہت سے دوسرے شتر سوار بھی تھے۔ ان سب لوگوں نے یہی کھانا کھایا اور قافلہ کے تمام سردار اور تمام مہمانوں کا گروہ اس کھانے کو شکم سیر کھا کر آسودہ ہوگیا لیکن پھر بھی اس برتن میں کھانا ختم نہیں ہوا۔[1]

(بخاری شریف ج۱،ص۵۰۶ مختصراً)

شکم مادر میں کیا ہے؟

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض وفات میں اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمٰن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الحدیث: ۳۵۸۱، ج۲، ص۴۹۵ بالاختصار وحجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء ... الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ ...الخ، ص۶۱۱

مال کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان! میری تو ایک ہی بہن ''بی بی اسماء'' ہیں۔ یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری بیوی ''بنت خارجہ'' جو حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے وہ تمہاری دوسری بہن ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام ''ام کلثوم'' رکھا گیا۔ [1] (تاریخ الخلفاء، ص ۵۷)

اس حدیث کے بارے میں حضرت علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ اس حدیث سے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول: یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبل وفات یہ علم ہو گیا تھا کہ میں اسی مرض میں دنیا سے رحلت کروں گا اس لئے بوقت وصیت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ ''میرا مال آج میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے۔''

دوم: یہ کہ حاملہ کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی، اور ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بلاشبہ وبالیقین پیغمبر کے جانشین حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں۔ [2]

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲، ص ۲۱ و حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۶۰)

---

1 ......تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابو بکر الصدیق، فصل فی مرضه...الخ، ص ٦٣ وحجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة ...الخ، ص ٦١١

2 ......حجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة...الخ، ص ٦١٢

ضروری انتباہ

حدیث مذکورہ بالا اور علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ مَا فِی الْاَرْحَامِ (جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اس) کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہو گیا تھا۔ لٰہذا یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قرآن مجید کی سورۂ لقمان میں جو یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ [1] آیا ہے یعنی خدا کے سوا کوئی اس بات کو نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ بغیر خدا کے بتائے ہوئے کوئی اپنی عقل وفہم سے نہیں جان سکتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لیکن خداوند تعالیٰ کے بتا دینے سے دوسروں کو بھی اس کا علم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام وحی کے ذریعے اور اولیائے امت کشف وکرامت کے طور پر خداوند قدوس کے بتا دینے سے یہ جان لیتے ہیں کہ ماں کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ مگر اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی، ازلی وابدی اور قدیم ہے اور انبیاء علیہم الصلوۃ السلام واولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا علم عطائی وفانی اور حادث ہے۔ اللہ اکبر! کہاں خداوند قدوس کا علم اور کہاں بندوں کا علم؟ دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔

نگاہِ کرامت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد جو قبائل عرب مرتد ہو کر اسلام سے پھر گئے تھے ان میں قبیلہ کندہ بھی تھا۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قبیلہ والوں سے بھی جہاد فرمایا اور مجاہدین اسلام نے اس قبیلہ کے سردار اعظم یعنی اشعث بن قیس کو گرفتار کر لیا اور لوہے کی زنجیروں

---

[1] ......ترجمۂ کنزالایمان: جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔ (پ ۲۱، لقمٰن: ۳۴)

میں جکڑ کر اس کو دربارِ خلافت میں پیش کیا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آتے ہی اشعث بن قیس نے باآواز بلند اپنے جرمِ ارتداد کا اقرار کرلیا اور پھر فوراً ہی توبہ کر کے صدق دل سے اسلام قبول کرلیا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوش ہوکر اس کا قصور معاف کردیا اور اپنی بہن حضرت ''ام فروہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا نکاح کر کے اس کو اپنی قسم قسم کی عنایتوں اور نوازشوں سے سرفراز کردیا۔ تمام حاضرین دربار حیران رہ گئے کہ مرتدین کا سردار جس نے مرتد ہوکر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغاوت اور جنگ کی اور بہت سے مجاہدین اسلام کا خون ناحق کیا۔ ایسے خونخوار باغی اور اتنے بڑے خطرناک مجرم کو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر کیوں نوازا؟ لیکن جب حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صادق الاسلام ہوکر عراق کے جہادوں میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر ایسے ایسے مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے کہ عراق کی فتح کا سہرا انہیں کے سر رہا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ اور قلعہ مدائن وجلولاء ونہاوند کی لڑائیوں میں انہوں نے سرفروشی وجانبازی کے جو حیرتناک مناظر پیش کئے انہیں دیکھ کر سب کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کرامت نے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں چھپے ہوئے کمالات کے جن انمول جوہروں کو برسوں پہلے دیکھ لیا تھا وہ کسی اور کو نظر نہیں آئے تھے۔ یقیناً یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔[1] (ازالۃ الخفاء، مقصد ۲، ص ۳۹)

اسی لئے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام طور پر یہ فرمایا

---

1 ......ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر جمیلۂ صدیق اکبر، ج۳، ص ۱۴۵

کرتے تھے کہ میرے علم میں تین ہستیاں ایسی گزری ہیں جو فراست کے بلند ترین مقام پر پہنچی ہوئی تھیں۔

اول: امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان کی نگاہ کرامت کی نوری فراست نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کو تاڑ لیا اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بعد خلافت کے لیے منتخب فرمایا جس کو تمام دنیا کے مؤرخین اور دانشوروں نے بہترین قرار دیا۔

دوم: حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی بیوی حضرت صفوراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے روشن مستقبل کو اپنی فراست سے بھانپ لیا اور اپنے والد حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا کہ آپ اس جوان کو بطور اجیر کے اپنے گھر پر رکھ لیں۔ جبکہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں فرعون کے ظلم سے بچنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اکیلے ہجرت کر کے مصر سے ''مدین'' پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو اپنے گھر پر رکھ لیا اور ان کی خوبیوں کو دیکھ کر اور ان کے کمالات سے متأثر ہو کر اپنی صاحبزادی حضرت بی بی صفوراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ان سے نکاح کر دیا اور اس کے بعد خداوند قدوس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو نبوت ورسالت کے شرف سے سرفراز فرما دیا۔

سوم: عزیز مصر کہ انہوں نے اپنی بیوی حضرت زلیخا کو حکم دیا کہ اگرچہ حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے زر خرید غلام بن کر ہمارے گھر میں آئے ہیں مگر خبردار! تم ان کے اعزاز و اکرام کا خاص طور پر اہتمام وانتظام رکھنا کیونکہ عزیز مصر نے اپنی نگاہِ فراست سے حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے شاندار مستقبل کو سمجھ لیا تھا کہ گویا آج غلام

ہیں مگر یہ ایک دن مصر کے بادشاہ ہوں گے۔[1]

(تاریخ الخلفاء، ص ۷۵ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲، ص ۳۳)

کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لیے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصر روم کی لشکری طاقت کے مقابلہ میں صفر کے برابر تھی مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ مارا تو کلمہ طیبہ کی آواز سے قیصر روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آ گیا کہ پورا قلعہ مسمار ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہو گیا۔ بلاشبہ یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت ہی شاندار کرامت ہے کیونکہ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو جہاد کے لیے روانہ فرمایا تھا۔[2] (ازالۃ الخفاء، مقصد ۲، ص ۴۰)

خون میں پیشاب کرنے والا

ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں خون میں پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے انتہائی غیظ و غضب اور جلال میں تڑپ کر فرمایا کہ تو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرتا ہے لہٰذا اس گناہ سے توبہ کر اور خبردار! آئندہ ہرگز ہرگز

---

1 ......ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر جمیلۂ صدیق اکبر، ج۳، ص ۱۲۱

2 ......ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر جمیلۂ صدیق اکبر، ج۳، ص ۱۴۸

کبھی بھی ایسا مت کرنا۔ وہ شخص اس اپنے چھپے ہوئے گناہ پر نادم وشرمندہ ہوکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تائب ہوگیا۔(1) (تاریخ الخلفاء، ص۷۲)

سلام سے دروازہ کھل گیا

جب حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس جنازہ لے کر لوگ حجرہ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبُوْ بَکْرٍ یہ عرض کرتے ہی روضہ منورہ کا بند دروازہ یک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبرانور سے یہ غیبی آواز سنی: اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (یعنی حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کردو)(2) (تفسیر کبیر، ج۵، ص۴۷۸)

کشفِ مستقبل

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی وفات اقدس سے صرف چند دن پہلے رومیوں سے جنگ کے لئے ایک لشکر کی روانگی کا حکم فرمایا اور اپنی علالت ہی کے دوران اپنے دست مبارک سے جنگ کا جھنڈا باندھا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ میں یہ نشان اسلام دے کر انہیں اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ ابھی یہ لشکر مقام ''جرف'' میں خیمہ زن تھا اور عساکر اسلامیہ کا اجتماع ہو ہی رہا تھا کہ وصال کی خبر پھیل گئی اور یہ لشکر مقام ''جرف'' سے مدینہ منورہ واپس آ گیا۔ وصال کے بعد ہی بہت سے قبائل عرب مرتد اور اسلام سے منحرف ہوکر کافر ہوگئے نیز مسیلمۃ الکذاب نے اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے قبائل عرب میں ارتداد کی آگ بھڑکا دی اور بہت سے قبائل مرتد ہوگئے۔

---

1 ......تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابوبکر الصدیق، فصل فیما ورد...الخ، ص۸۳

2 ......التفسیر الکبیر للرازی، سورۃ الکھف، تحت الآیۃ: ۹-۱۲، ج۷، ص۴۳۳

اس انتشار کے دور میں امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تختِ خلافت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہ حکم فرمایا کہ ''جیش اسامہ''یعنی اسلام کا وہ لشکر جس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت روانہ فرمایا اور وہ واپس آ گیا ہے دوبارہ اس کو جہاد کے لیے روانہ کیا جائے۔ حضرات صحابہ کرام بارگاہ خلافت کے اس اعلان سے انتہائی متوحش ہو گئے اور کسی طرح بھی یہ معاملہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسی خطرناک صورتحال میں جبکہ بہت سے قبائل اسلام سے منحرف ہو کر مدینہ منورہ پر حملوں کی تیاریاں کر رہے ہیں اور جھوٹے مدعیان نبوت نے جزیرۃ العرب میں لوٹ مار اور بغاوت کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اتنی بڑی اسلامی فوج کا جس میں بڑے بڑے نامور اور جنگ آزما صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود ہیں ملک سے باہر بھیج دینا اور مدینہ منورہ کو بالکل عساکر اسلامیہ سے خالی چھوڑ کر خطرات مول لینا کسی طرح بھی عقل سلیم کے نزدیک قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک منتخب جماعت جس کے ایک فرد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں، بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے جانشین پیغمبر! ایسے مخدوش اور پر خطر ماحول میں جبکہ مدینہ منورہ کے چاروں طرف مرتدین نے شورش پھیلا رکھی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پر حملہ کے خطرات درپیش ہیں۔ آپ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو روانگی سے روک دیں تا کہ اس فوج کی مدد سے مرتدین کا مقابلہ کیا جائے اور ان کا قلع قمع کر دیا جائے۔

یہ سن کر آپ نے جوش غضب میں تڑپ کر فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے پرندے اچک لے جائیں یہ مجھے گوارا ہے لیکن میں اس فوج کو روانگی سے روک دوں جس کو اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا یہ

ہرگز ہرگز کسی حال میں بھی میرے نزدیک قابل قبول نہیں ہوسکتا میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور اس میں ایک دن کی بھی تاخیر برداشت نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے منع کرنے کے باوجود اس لشکر کو روانہ کردیا۔ خدا کی شان کہ جب جوش جہاد میں بھرا ہوا عساکر اسلامیہ کا یہ سمندر موجیں مارتا ہوا روانہ ہوا تو اطراف وجوانب کے تمام قبائل میں شوکت اسلام کا سکہ بیٹھ گیا اور مرتد ہوجانے والے قبائل یا وہ قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ رکھتے تھے، مسلمانوں کا یہ دل بادل لشکر دیکھ کر خوف ودہشت سے لرزہ براندام ہوگئے اور کہنے لگے کہ اگر خلیفہ وقت کے پاس بہت بڑی فوج ریز رو موجود نہ ہوتی تو وہ بھلا اتنا بڑا لشکر ملک کے باہر کس طرح بھیج سکتے تھے؟ اس خیال کے آتے ہی ان جنگجو قبائل نے جنہوں نے مرتد ہوکر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا پلان بنایا تھا خوف ودہشت سے سہم کر اپنا پروگرام ختم کردیا بلکہ بہت سے پھر تائب ہوکر آغوش اسلام میں آگئے اور مدینہ منورہ مرتدین کے حملوں سے محفوظ رہا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر مقام ''اُبنیٰ'' میں پہنچ کر رومیوں کے لشکر سے مصروف پیکار ہوگیا اور وہاں بہت ہی خوں ریز جنگ کے بعد لشکر اسلام فتح یاب ہوگیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شمار مال غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور اب تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انصار ومہاجرین پر اس راز کا انکشاف ہوگیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو روانہ کرنا عین مصلحت کے مطابق تھا کیونکہ اس لشکر نے ایک طرف تو رومیوں کی عسکری طاقت کو تہس نہس کردیا اور دوسری طرف مرتدین کے حوصلوں کو بھی پست کردیا۔(1)

(1)......مدارج النبوت ، قسم سوم ، باب یا زدھم و قصة مرض و وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ، ج ۲، ص ۴۰۹ ، ۴۱۰ ملخصاً

یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایک عظیم کرامت ہے کہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات آپ پر قبل از وقت منکشف ہو گئے اور آپ نے اس فوج کشی کے مبارک اقدام کو اس وقت اپنی نگاہ کرامت سے نتیجہ خیز دیکھ لیا تھا جبکہ وہاں تک دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

(تاریخ الخلفاء، ص۵۱ و مدارج النبوۃ، ج ۲،ص ۴۰۹ تا ۴۱۱ وغیرہ)

مدفن کے بارے میں غیبی آواز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے؟ بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو شہدائے کرام کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے اور بعض حضرات چاہتے تھے کہ آپ کی قبر شریف جنت البقیع میں بنائی جائے، لیکن میری دلی خواہش یہی تھی کہ آپ میرے اسی حجرہ میں سپرد خاک کئے جائیں جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی قبر منور ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور خواب میں یہ آواز میں نے سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ ضُمُّوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (یعنی حبیب کو حبیب سے ملا دو) خواب سے بیدار ہو کر میں نے لوگوں سے اس آواز کا ذکر کیا تو بہت سے لوگوں نے کہا کہ یہ آواز ہم لوگوں نے بھی سنی ہے اور مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے اندر بہت سے لوگوں کے کانوں میں یہ آواز آئی ہے۔ اس کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ آپ کی قبر اطہر روضہ منورہ کے اندر بنائی جائے۔ اس طرح آپ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے پہلوئے اقدس میں مدفون ہو کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے قرب

خاص سے سرفراز ہو گئے۔(1)(شواہد النبوۃ،ص۱۵۰)

دشمن خنزیر و بندر بن گئے

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ثقات سے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ تین آدمی ایک ساتھ یمن جا رہے تھے ہمارا ایک ساتھی جو کوفی تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی شان میں بدزبانی کر رہا تھا، ہم لوگ اس کو بار بار منع کرتے تھے مگر وہ اپنی اس حرکت سے باز نہیں آتا تھا، جب ہم لوگ یمن کے قریب پہنچ گئے اور ہم نے اس کو نماز فجر کے لیے جگایا، تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ابھی ابھی یہ خواب دیکھا ہے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم میرے سرہانے تشریف فرما ہوئے اور مجھے فرمایا کہ ''اے فاسق! خداوند تعالٰی نے تجھ کو ذلیل وخوار فرما دیا اور تو اسی منزل میں مسخ ہو جائے گا۔'' اس کے بعد فوراً ہی اس کے دونوں پاؤں بندر جیسے ہو گئے اور تھوڑی دیر میں اس کی صورت بالکل ہی بندر جیسی ہو گئی۔ ہم لوگوں نے نماز فجر کے بعد اس کو پکڑ کر اونٹ کے پالان کے اوپر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ غروب آفتاب کے وقت جب ہم ایک جنگل میں پہنچے تو چند بندر وہاں جمع تھے۔ جب اس نے بندروں کے غول کو دیکھا تو رسی تڑوا کر یہ اونٹ کے پالان سے کود پڑا اور بندروں کے غول میں شامل ہو گیا۔ ہم لوگ حیران ہو کر تھوڑی دیر وہاں ٹھہر گئے تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ بندروں کا غول اس کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے تو ہم نے یہ دیکھا کہ یہ بندروں کے پاس بیٹھا ہوا ہم لوگوں کی طرف بڑی حسرت سے دیکھتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ گھڑی بھر کے بعد جب سب بندر وہاں سے دوسری طرف

---

1 ......شواهد النبوة، رکن سادس دربیان شواهد ودلایلی...الخ، ص ۲۰۰

جانے لگے تو یہ بھی ان بندروں کے ساتھ چلا گیا۔[1] (شواہد النبوۃ، ص۱۵۳)

اسی طرح حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرد صالح سے نقل کیا ہے کہ کوفہ کا ایک شخص جو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا بھلا کہا کرتا تھا ہر چند ہم لوگوں نے اس کو منع کیا مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا، تنگ آکر ہم لوگوں نے اس کو کہہ دیا کہ تم ہمارے قافلہ سے الگ ہو کر سفر کرو۔ چنانچہ وہ ہم لوگوں سے الگ ہو گیا جب ہم لوگ منزل مقصود پر پہنچ گئے اور کام پورا کر کے وطن کی واپسی کا قصد کیا تو اس شخص کا غلام ہم لوگوں سے ملا، جب ہم نے اس سے کہا کہ کیا تم اور تمہارا مولیٰ ہمارے قافلہ کے ساتھ وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ یہ سن کر غلام نے کہا کہ میرے مولیٰ کا حال تو بہت ہی برا ہے، ذرا آپ لوگ میرے ساتھ چل کر اس کا حال دیکھ لیجئے۔

غلام ہم لوگوں کو ساتھ لے کر ایک مکان میں پہنچا وہ شخص اداس ہو کر ہم لوگوں سے کہنے لگا کہ مجھ پر تو بہت بڑی افتاد پڑ گئی۔ پھر اس نے اپنی آستین سے دونوں ہاتھوں کو نکال کر دکھایا تو ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے تھے۔ آخر ہم لوگوں نے اس پر ترس کھا کر اپنے قافلہ میں شامل کر لیا لیکن دوران سفر ایک جگہ چند خنزیروں کا ایک جھنڈ نظر آیا اور یہ شخص بالکل ہی ناگہاں مسخ ہو کر آدمی سے خنزیر بن گیا اور خنزیروں کے ساتھ مل کر دوڑنے بھاگنے لگا مجبوراً ہم لوگ اس کے غلام اور سامان کو اپنے ساتھ کوفہ تک لائے۔[2]

(شواہد النبوۃ، ص۱۵۴)

---

1 ......شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد و دلایلی...الخ، ص۲۰۳

2 ......شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد و دلایلی...الخ، ص۲۰٤

شیخین کا دشمن کتا بن گیا

اسی طرح حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک بزرگ سے ناقل ہیں کہ میں نے ملک شام میں ایک ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کی جس نے نماز کے بعد حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حق میں بددعا کی۔ جب دوسرے سال میں نے اسی مسجد میں نماز پڑھی تو نماز کے بعد امام نے حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حق میں بہترین دعا مانگی، میں نے مصلیوں سے پوچھا کہ تمہارا پرانا امام کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چل کر اس کو دیکھ لیجئے! میں جب ان لوگوں کے ساتھ ایک مکان میں پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھ کو بڑی عبرت ہوئی کہ ایک کتا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم وہی امام ہو جو حضرات شیخین کے لئے بددعا کیا کرتا تھا؟ تو اس نے سر ہلا کر جواب دیا کہ ہاں![1] (شواہد النبوۃ، ص۱۵۶)

اللہ اکبر! سبحان اللہ! کیا عظیم الشان ہے شان صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی! بالخصوص یارِ غارِ رسول حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی۔ کیا خوب کہا ہے کسی مداح صحابہ نے ؎

بیچ میں شمع تھی اور چاروں طرف پروانے
ہر کوئی اس کے لئے جان جلانے والا
دعویٰ الفت احمد تو سبھی کرتے ہیں
کوئی نکلے تو ذرا رنج اٹھانے والا

---

1 ......شواهد النبوة، رکن سادس دربیان شواهد ودلایلی...الخ، ۲۰۶

کام الفت کے تھے وہ جن کو صحابہ نے کیا
کیا نہیں یاد تمہیں ''غار'' میں جانے والا

تبصرہ

کسی کام کے انجام اور مستقبل کے حالات کو جان لینا، ہر شخص جانتا ہے کہ یقیناً یہ غیب کا علم ہے۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا کرامات سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوجاتا ہے کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے کشف والہام کے طور پر ان غیبوں کا علم عطا فرمادیا تھا۔

لِلّٰہ! انصاف کیجئے کہ جب خلیفہ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے الہام وکشف کے ذریعہ علم غیب کی کرامت عطا فرمائی تو کیا اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی مقدس وحی کے ذریعہ علم غیب کا معجزہ نہ عطا فرمایا ہوگا؟ کیا معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کو علم غیب بتانے کی قدرت نہیں یا نعوذ باللہ! نبی علیہ الصلوۃ والسلام میں علم غیب حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں۔ بتایئے دنیا میں کون ایسا احمق ہے جو خدا عزوجل کی قدرت اور اس کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی صلاحیت سے انکار کرسکتا ہے جب خدا عزوجل کی قدرت مسلم اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی صلاحیت تسلیم ہے تو پھر بھلا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا انکار کس طرح ممکن ہوسکتا ہے؟

مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ وہابی علماء جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گھٹانے کے لیے لنگر لنگوٹ کس کر بلکہ برہنہ ہوکر میدان میں اتر پڑے ہیں یہ سب کچھ جانتے ہوئے اور سینکڑوں آیات بینات اور دلائل وشواہد کو دیکھتے ہوئے بھی آنکھ میچ کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے علم غیب کا چلا چلا کر انکار کرتے رہتے ہیں اور اپنے

پیروؤں اور ہواخواہوں کو اس درجہ گمراہ کر چکے ہیں کہ ان کے عوام گمراہی کی بھول بھلیوں سے نکل کر صراط مستقیم کی شاہراہ پر آنے کے لیے کسی طرح تیار ہی نہیں ہوتے اور مثل مشہور ہے کہ سوتے کو جگانا بہت آسان ہے مگر جاگتے کو جگانا انتہائی مشکل ہے۔اس لئے اب ہم ان لوگوں کی ہدایت سے تقریباً مایوس ہو چکے ہیں کیونکہ یہ لوگ جاہل نہیں بلکہ متجاہل ہیں یعنی سب کچھ جانتے ہوئے بھی جاہل بنے ہوئے ہیں اور یہ لوگ طالب حق نہیں ہیں بلکہ معاند ہیں، یعنی حق کے ظاہر ہونے کے بعد بھی حق کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اس لئے ہم اپنے سنی حنفی بھائیوں کو یہی مخلصانہ مشورہ بلکہ حکم دیتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غیب داں ہونے کے عقیدہ پر خود پہاڑ کی طرح مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور ان گمراہوں کی تقریروں، تحریروں اور صحبتوں سے بالکل قطعی طور پر پرہیز کریں کیونکہ گمراہی کے جراثیم بہت جلد اثر کر جاتے ہیں اور ہدایت کا نور بڑی مشکل اور بے حد جدو جہد کے بعد ملتا ہے۔خداوند کریم ہمارے برادرانِ اہل سنت کے ایمان وعقائد کی حفاظت فرمائے اور تمام گمراہوں، بددینوں اور بیدینوں کے شر سے بچائے رکھے۔(آمین)

آخر الذکر مذکورہ بالا تین روایتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مقدس شان میں بدگوئی اور بدزبانی کا انجام کتنا خطرناک وعبرتناک ہے؟ زمانہ حال کے تبرائی روافض کے لیے یہ روایات تازیانہ عبرت ہیں کہ وہ لوگ اپنی تبرابازیوں سے باز آجائیں ورنہ ہلاکتوں اور بربادیوں کا سگنل ڈاؤن ہو چکا ہے اور قریب ہے کہ عذاب الٰہی کی ریل گاڑی ان ظالموں کو روند کر چور چور کر ڈالے گی اور

ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خبثاء بھی دونوں جہان کی لعنتوں میں گرفتار ہوکر دنیا میں مسخ ہوکر خنزیر و بندر اور کتے بنا دیئے جائیں گے اور آخرت میں قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار ہوکر عذابِ نار پا کر ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔

حضرات اہل سنت کو لازم ہے کہ تمام گمراہ فرقوں کی طرح روافض و خوارج سے بھی اسی طرح مقاطعہ رکھیں اور ان سے الگ تھلگ رہیں کیونکہ یہ سب فرقے جو شان رسالت و دربار صحابیت و بارگاہ اہل بیت میں گستاخیاں کرتے ہیں یقیناً بلاشبہ یہ سب کے سب جہنمی ہیں اور یہ لوگ جہاں بھی اور جس مجلس میں بھی رہیں گے ان پر خدا کی پھٹکار پڑتی رہے گی اور ظاہر ہے کہ جو ان کے پاس بیٹھے گا اور ان سے میل جول رکھے گا ان پر اترنے والی پھٹکار سے اس کو بھی ضرور کچھ نہ کچھ حصہ مل جائے گا۔ لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ آگ سے دور ہی رہیے ورنہ اگر جلنے سے بچیں گے تو کم از کم اس کی آنچ سے نہ بچ سکیں گے۔ خداوند کریم حضرات اہل سنت کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

﴿۲﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفۂ دوم جانشین پیغمبر حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ''ابوحفص'' اور لقب ''فاروقِ اعظم'' ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشرافِ قریش میں اپنی ذاتی و خاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز ہیں۔ آٹھویں پشت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندانی شجرہ رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شجرۂ نسب سے ملتا ہے۔ آپ واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اعلان نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس

کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے ، جبکہ ایک روایت میں آپ سے پہلے کل انتالیس آدمی اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور ان کو ایک بہت بڑا سہارا مل گیا یہاں تک کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ کی مسجد میں اعلانیہ نماز ادا فرمائی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تمام اسلامی تحریکات اور صلح و جنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں حضور سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وزیر و مشیر کی حیثیت سے وفادار و رفیق کار رہے۔

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا اور دس برس چھ ماہ چار دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تخت خلافت پر رونق افروز ہو کر جانشینی رسول کی تمام ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ انجام دیا۔ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ چہار شنبہ کے دن نماز فجر میں ابولؤلوہ فیروز مجوسی کافر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکم میں خنجر مارا اور آپ یہ زخم کھا کر تیسرے دن شرف شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ بوقت وفات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضۂ مبارکہ کے اندر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے۔(1)

(تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ)

---

(1)......الاکمال فی اسماء الرجال ، حرف العین ، فصل فی الصحابۃ ، ص ۶۰۲

کرامات

قبر والوں سے گفتگو

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک مرتبہ ایک نوجوان صالح کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے فلاں! اللہ تعالٰی نے وعدہ فرمایا ہے کہ

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (1) یعنی جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں

اے نوجوان! بتا تیرا قبر میں کیا حال ہے؟ اس نوجوان صالح نے قبر کے اندر سے آپ کا نام لے کر پکارا اور بآواز بلند دو مرتبہ جواب دیا کہ میرے رب نے یہ دونوں جنتیں مجھے عطا فرما دی ہیں۔ (2) (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲، ص ۸۶۰ بحوالہ حاکم)

مدینہ کی آواز نہاوند تک

امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند کی سرزمین میں جہاد کے لیے روانہ فرما دیا۔ آپ جہاد میں مصروف تھے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے ناگہاں یہ ارشاد فرمایا کہ یَا سَارِیَةُ الْجَبَل (یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کر لو) حاضرین مسجد حیران رہ گئے کہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ تو سرزمین نہاوند میں مصروف جہاد ہیں اور مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر ہیں۔ آج امیر المؤمنین نے انہیں کیونکر اور کیسے پکارا؟ لیکن نہاوند سے جب حضرت ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قاصد آیا تو اس

---

1 ...... ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ (پ۲۷، الرحمن: ٤٦)

2 ...... حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ، ص ٦١٢

نے یہ خبر دی کہ میدان جنگ میں جب کفار سے مقابلہ ہوا تو ہم کو شکست ہونے لگی اتنے میں ناگہاں ایک چیخنے والے کی آواز آئی جو چلا چلا کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے ساریہ! تم پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کرلو۔ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز ہے، یہ کہا اور فوراً ہی انہوں نے اپنے لشکر کو پہاڑ کی طرف پشت کر کے صف بندی کا حکم دیا اور اس کے بعد جو ہمارے لشکر کی کفار سے ٹکر ہوئی تو ایک دم اچانک جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا اور دم زدن میں اسلامی لشکر نے کفار کی فوجوں کو روند ڈالا اور عساکر اسلامیہ کے قاہرانہ حملوں کی تاب نہ لاکر کفار کا لشکر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلا اور افواج اسلام نے فتح مبین کا پرچم لہرا دیا۔(1)

(مشکوٰۃ باب الکرامات، ص۵۴۶ وحجۃ اللہ ج۲، ص۸۶۰ وتاریخ الخلفاء، ص۸۵)

تبصرہ

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کرامت سے چند باتیں معلوم ہوئیں جو طالب حق کے لیے روشنی کا مینارہ ہیں۔

﴿۱﴾ یہ کہ حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے سپہ سالار دونوں صاحب کرامت ہیں کیونکہ مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر آواز کو پہنچا دینا یہ امیر المؤمنین کی کرامت ہے اور سینکڑوں میل کی دوری سے کسی آواز کو سن لینا یہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے۔

﴿۲﴾ یہ کہ امیر المؤمنین نے مدینہ طیبہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر نہاوند کے میدان جنگ اور اس کے احوال و کیفیات کو دیکھ لیا اور پھر عساکر اسلامیہ کی مشکلات کا حل بھی منبر پر کھڑے لشکر کے سپہ سالار کو بتا دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے کان اور آنکھ اور ان کی

---

(1)......تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، عمر الفاروق، فصل فی کراماته، ص۹۹ ملتقطاً وحجة اللّٰہ علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة...الخ، ص۶۱۲ ملخصاً

سمع و بصر کی طاقتوں کو عام انسانوں کے کان و آنکھ اور ان کی قوتوں پر ہرگز ہرگز قیاس نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب بندوں کے کان اور آنکھ کو عام انسانوں سے بہت ہی زیادہ طاقت عطا فرمائی ہے اور ان کی آنکھوں، کانوں اور دوسرے اعضاء کی طاقت اس قدر بے مثل اور بے مثال ہے اور ان سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام پاتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

﴿۳﴾ حدیث مذکور بالا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حکومت ہوا پر بھی تھی اور ہوا بھی ان کے کنٹرول میں تھی اس لئے کہ آوازوں کو دوسروں کے کانوں تک پہنچانا درحقیقت ہوا کا کام ہے کہ ہوا کے تموج ہی سے آوازیں لوگوں کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا کر سنائی دیا کرتی ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب چاہا اپنے قریب والوں کو اپنی آواز سنا دی اور جب چاہا تو سینکڑوں میل دور والوں کو بھی سنا دی، اس لئے کہ ہوا آپ کے زیر فرمان تھی، جہاں تک آپ نے چاہا ہوا سے آواز پہنچانے کا کام لے لیا۔

سبحان اللہ! سچ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے کہ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ(1) (یعنی جو خدا کا بندہ فرماں بردار بن جاتا ہے تو خدا اس کا کارساز و مددگار بن جاتا ہے) اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد زِ حکم تو ہیچ

(یعنی تو خدا کے حکم سے سرتابی نہ کر، تاکہ تیرے حکم سے دنیا کی کوئی چیز روگردانی نہ کرے۔)

دریا کے نام خط

روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا۔ مصری باشندوں نے مصر کے گورنر عمرو بن

(1)...... تفسیر روح البیان، سورۃ لقمان، تحت الآیۃ: ٤، ج ٧، ص ٦٤

عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فریاد کی اور یہ کہا کہ مصر کی تمام ترپیداوار کا دارومدار اسی دریائے نیل کے پانی پر ہے۔ اے امیر! اب تک ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کبھی بھی یہ دریا سوکھ جاتا تھا تو ہم لوگ ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو اس دریا میں زندہ دفن کر کے دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے تو یہ دریا جاری ہو جایا کرتا تھا اب ہم کیا کریں؟ گورنر نے جواب دیا کہ ارحم الراحمین اور رحمۃ للعالمین کا رحمت بھرا دین ہمارا اسلام ہر گز ہر گز کبھی بھی اس بے رحمی اور ظالمانہ فعل کی اجازت نہیں دے سکتا لہٰذا تم لوگ انتظار کرو میں دربار خلافت میں خط لکھ کر دریافت کرتا ہوں وہاں سے جو حکم ملے گا ہم اس پر عمل کریں گے چنانچہ ایک قاصد گورنر کا خط لے کر مدینہ منورہ دربار خلافت میں حاضر ہوا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے گورنر کا خط پڑھ کر دریائے نیل کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ ”اے دریائے نیل! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ تعالٰی کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو پھر اللہ تعالٰی کے حکم سے جاری ہو جا۔“

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس خط کو قاصد کے حوالہ فرمایا اور حکم دیا کہ میرے اس خط کو دریائے نیل میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق گورنر مصر نے اس خط کو دریائے نیل کی خشک ریت میں دفن کر دیا، خدا کی شان کہ جیسے ہی امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا خط دریا میں دفن کیا گیا فوراً ہی دریا جاری ہو گیا اور اس کے بعد پھر کبھی خشک نہیں ہوا۔(1) (حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۶۱ و ازالۃ الخفاء، مقصد ۲، ص ۱۶۶)

تبصرہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس طرح ہوا پر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حکومت تھی اسی طرح دریاؤں کے پانیوں پر بھی آپ کی حکمرانی کا پرچم لہرا رہا تھا اور دریاؤں کی روانی بھی آپ کی فرماں بردار و خدمت گزار تھی۔

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة...الخ،ص ٦١٢ ملخصاً

چادر دیکھ کر آگ بجھ گئی

روایت میں ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور میں ایک مرتبہ ناگہاں ایک پہاڑ کے غار سے ایک بہت ہی خطرناک آگ نمودار ہوئی جس نے آس پاس کی تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا، جب لوگوں نے دربار خلافت میں فریاد کی تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم میری یہ چادر لے کر آگ کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقدس چادر کو لے کر روانہ ہوگئے اور جیسے ہی آگ کے قریب پہنچے یکا یک وہ آگ بجھنے اور پیچھے ہٹنے لگی یہاں تک کہ وہ غار کے اندر چلی گئی اور جب یہ چادر لے کر غار کے اندر داخل ہو گئے تو وہ آگ بالکل ہی بجھ گئی اور پھر کبھی بھی ظاہر نہیں ہوئی۔(1)

(ازالۃ الخفاء مقصد۲،ص۱۷۲)

تبصرہ

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ہوا اور پانی کی طرح آگ پر بھی امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمرانی تھی اور آگ بھی آپ کے تابع فرمان تھی۔

مار سے زلزلہ ختم

امام الحرمین نے اپنی کتاب ''الشامل'' میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا اور زمین زوروں کے ساتھ کانپنے اور ہلنے لگی۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلال میں بھر کر زمین پر ایک درہ مارا اور بلند آواز سے تڑپ کر فرمایا: قِرِّیْ اَلَمْ اَعْدِلْ عَلَیْكِ (اے زمین! ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا ہے) آپ کا فرمان جلالت نشان سنتے ہی زمین ساکن ہوگئی اور زلزلہ ختم ہو گیا۔(2)

(حجۃ اللہ ج۲،ص۸۶۱ و ازالۃ الخفاء،مقصد۲،ص۱۷۲)

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ،المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة...الخ،ص۶۲۱ وازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع،ج۴،ص۱۰۹

2 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ،ص۶۱۲

تبصرہ

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت جس طرح ہوا، پانی، آگ پر تھی اسی طرح زمین پر بھی آپ کے فرمان شاہی کا سکہ چلتا تھا۔ مذکورہ بالا چاروں کرامتوں سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی حکومت ہوا، آگ، پانی اور مٹی سبھی پر ہے اور چونکہ یہ چاروں اربع عناصر کہلاتے ہیں یعنی انہیں چاروں سے تمام کائنات عالم کے مرکبات بنائے گئے ہیں، تو جب ان چاروں عناصر پر اولیاء کرام کی حکومت ثابت ہوگئی تو جو جو چیزیں ان چاروں عناصر سے مرکب ہوئی ہیں ظاہر ہے کہ ان پر بطریق اولیٰ اولیاء کرام کی حکومت ہوگی۔

دور سے پکار کا جواب

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرزمین روم میں مجاہدین اسلام کا ایک لشکر بھیجا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد بالکل ہی اچانک مدینہ منورہ میں نہایت ہی بلند آواز سے آپ نے دو مرتبہ یہ فرمایا: یَالَبَّیْکَاہُ! یَالَبَّیْکَاہُ! (یعنی اے شخص! میں تیری پکار پر حاضر ہوں) اہل مدینہ حیران رہ گئے اور ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس فریاد کرنے والے کی پکار کا جواب دے رہے ہیں؟ لیکن جب کچھ دنوں کے بعد وہ لشکر مدینہ منورہ واپس آیا اور اس لشکر کا سپہ سالار اپنی فتوحات اور اپنے جنگی کارناموں کا ذکر کرنے لگا تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان باتوں کو چھوڑ دو! پہلے یہ بتاؤ کہ جس مجاہد کو تم نے زبردستی دریا میں اتارا تھا اور اس نے یَاعُمَرَاہُ! یَاعُمَرَاہُ! (اے میرے عمر! میری خبر لیجئے) پکارا تھا اس کا کیا واقعہ تھا۔

سپہ سالار نے فاروقی جلال سے سہم کر کانپتے ہوئے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اپنی فوج کو دریا کے پار اتارنا تھا اس لئے میں نے پانی کی گہرائی کا

اندازہ کرنے کے لیے اس کو دریا میں اترنے کا حکم دیا، چونکہ موسم بہت ہی سرد تھا اور زور دار ہوائیں چل رہی تھیں اس لئے اس کو سردی لگ گئی اور اس نے دو مرتبہ زور زور سے یَا عُمَرَاہُ! یَاعُمَرَاہُ! کہہ کر آپ کو پکارا، پھر یکا یک اس کی روح پرواز کرگئی۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے ہرگز ہرگز اس کو ہلاک کرنے کے ارادہ سے دریا میں اترنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ جب اہل مدینہ نے سپہ سالار کی زبانی یہ قصہ سنا تو ان لوگوں کی سمجھ میں آ گیا کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک دن جو دو مرتبہ یَالَبَّیْکَاہُ! یَالَبَّیْکَاہُ! فرمایا تھا درحقیقت یہ اسی مظلوم مجاہد کی فریاد و پکار کا جواب تھا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ سپہ سالار کا بیان سن کر غیظ وغضب میں بھر گئے اور فرمایا کہ سرد موسم اور ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں میں اس مجاہد کو دریا کی گہرائی میں اتارنا یہ قتل خطا کے حکم میں ہے، لہٰذا تم اپنے مال میں سے اس کے وارثوں کو اس کا خون بہا ادا کرو اور خبردار! خبردار! آئندہ کسی سپاہی سے ہرگز ہرگز کبھی کوئی ایسا کام نہ لینا جس میں اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو کیونکہ میرے نزدیک ایک مسلمان کا ہلاک ہو جانا بڑی سے بڑی ہلاکتوں سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ہلاکت ہے۔(1)

(ازالۃ الخفاء، مقصد ۲، ص۱۷۲)

تبصرہ

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس وفات پانے والے سپاہی کی فریاد اور پکار کو سینکڑوں میل کی دوری سے سن لیا اور اس کا جواب بھی دیا۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولیاء کرام دور کی آوازوں کو سن لیتے ہیں اور ان کا جواب بھی دیتے ہیں۔

دو غیبی شیر

روایت ہے کہ بادشاہ روم کا بھیجا ہوا ایک عجمی کافر مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا پتہ پوچھا، لوگوں نے بتا دیا کہ وہ دوپہر کو کھجور کے باغوں میں شہر سے کچھ دور قیلولہ فرماتے ہوئے تم کو ملیں گے۔ یہ عجمی کافر ڈھونڈتے ڈھونڈتے

---

1 ......ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج ٤، ص ۱۰۹

آپ کے پاس پہنچ گیا اور یہ دیکھا کہ آپ اپنا چمڑے کا درّہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر زمین پر گہری نیند سو رہے ہیں۔ عجمی کافر اس ارادے سے تلوار کو نیام سے نکال کر آگے بڑھا کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر کے بھاگ جائے مگر وہ جیسے ہی آگے بڑھا بالکل ہی اچانک اس نے یہ دیکھا کہ دو شیر منہ پھاڑے ہوئے اس پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ خوفناک منظر دیکھ کر وہ خوف و دہشت سے بلبلا کر چیخ پڑا اور اس کی چیخ کی آواز سے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہو گئے اور یہ دیکھا کہ عجمی کافر ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے تھر تھر کانپ رہا ہے۔ آپ نے اس کی چیخ اور دہشت کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے سچ سچ سارا واقعہ بیان کر دیا اور پھر بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ برتاؤ فرما کر اس کے قصور کو معاف کر دیا۔(1) (ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۱۷۲ و تفسیر کبیر ج۵، ص۴۷۸)

تبصرہ

یہ روایت بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی حفاظت کے لیے غیب سے ایسا سامان فراہم فرما دیتا ہے کہ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا اور یہی غیبی سامان اولیاء اللہ کی کرامت کہلاتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

محال است چوں دوست دارد ترا
کہ در دست دشمن گزارد ترا

یعنی اللہ تعالیٰ جب تم کو اپنا محبوب بندہ بنا لے تو پھر یہ محال ہے کہ وہ تم کو تمہارے دشمن کے ہاتھ میں کسمپرسی کے عالم میں چھوڑ دے بلکہ اس کی کبریائی ضرور دشمنوں سے حفاظت کے لیے اپنے محبوب بندوں کی غیبی طور پر امداد و نصرت کا سامان پیدا فرما

(1)......ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج٤، ص١٠٩

دیتی ہے اور یہی نصرت ایمانی فضل ربانی بن کر اس طرح محبوبان الٰہی کی دشمنوں سے حفاظت کرتی ہے جس کو دیکھ کر بے اختیار یہ کہنا پڑتا ہے کہ ؎

"دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است"

قبر میں بدن سلامت

ولید بن عبدالملک اموی کے دور حکومت میں جب روضہ منورہ کی دیوار گر پڑی اور بادشاہ کے حکم سے تعمیر جدید کے لیے بنیاد کھودی گئی تو نا گہاں بنیاد میں ایک پاؤں نظر آیا، لوگ گھبرا گئے اور سب نے یہی خیال کیا کہ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پائے اقدس ہے لیکن جب عروہ بن زبیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دیکھا اور پہچانا پھر قسم کھا کر یہ فرمایا کہ یہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقدس پاؤں نہیں ہے بلکہ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم شریف ہے تو لوگوں کی گھبراہٹ اور بے چینی میں قدرے سکون ہوا۔(1) (بخاری شریف ج ۱، ص ۱۸۶)

تبصرہ

بخاری شریف کی یہ روایت اس بات کی زبردست شہادت ہے کہ بعض اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مقدس جسموں کو قبر کی مٹی برسوں گزر جانے کے بعد بھی نہیں کھا سکتی۔ بدن تو بدن ان کے کفن کو بھی مٹی میلا نہیں کرتی۔ جب اولیاء کرام کا یہ حال ہے تو بھلا حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا کیا حال ہوگا۔ پھر حضور سید الانبیاء خاتم النبیین، شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم اطہر کا کیا کہنا؟ جبکہ وہ اپنی قبر منور میں جسمانی لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

1 ......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قبرالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر رضی اللّٰہ عنہما، الحدیث: ۱۳۹۰، ج ۱، ص ۴۶۹

فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ(1) (یعنی اللہ تعالٰی کے نبی زندہ ہیں اوران کو روزی بھی دی جاتی ہے۔)

جو کہہ دیا وہ ہو گیا

ربیعہ بن امیہ بن خلف نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اپنا یہ خواب بیان کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں ایک ہرے بھرے میدان میں ہوں پھر میں اس سے نکل کر ایک ایسے چٹیل میدان میں آ گیا جس میں کہیں دور دور تک گھاس یا درخت کا نام ونشان بھی نہیں تھا اور جب میں نیند سے بیدار ہوا تو واقعی میں ایک بنجر میدان میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ تو ایمان لائے گا، پھر اس کے بعد کافر ہو جائے گا اور کفر ہی کی حالت میں مرے گا۔ اپنے خواب کی یہ تعبیر سن کر وہ کہنے لگا کہ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے، میں نے یوں ہی جھوٹ موٹ آپ سے یہ کہہ دیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ فرمایا کہ تو نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو مگر میں نے جو تعبیر دی ہے وہ اب پوری ہو کر رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمان ہونے کے بعد اس نے شراب پی اور امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کو درہ مار کر سزا دی اور اس کو شہر بدر کر کے خیبر بھیج دیا۔ وہ ظالم وہاں سے بھاگ کر روم کی سرزمین میں چلا گیا اور وہاں جا کر وہ مردود نصرانی ہو گیا اور مرتد ہو کر کفر ہی کی حالت میں مر گیا۔(2)

(ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۱۷۰)

لوگوں کی تقدیر میں کیا ہے؟

عبد اللہ بن مسلمہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کا ایک وفد امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ خلافت میں آیا تو اس جماعت میں اشتر نام کا ایک شخص بھی تھا۔

1 ......سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ... الخ، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص ٢٩١

2 ......ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج٤، ص ١٠١

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سر سے پیر تک بار بار گرم گرم نگاہوں سے دیکھتے رہے پھر مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ شخص تمہارے ہی قبیلہ کا ہے؟ میں نے کہا کہ ''جی ہاں'' اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خداعزوجل اس کو غارت کرے اور اس کے شر و فساد سے اس امت کو محفوظ رکھے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس دعا کے بیس برس بعد جب باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تو یہی ''اشتر'' اس باغی گروہ کا ایک بہت بڑا لیڈر تھا۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے کفار سے جہاد کرنے کے لیے لشکر بھرتی فرما رہے تھے۔ ناگہاں ایک ٹولی آپ کے سامنے آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی کراہت کے ساتھ ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوبارہ یہ لوگ آپ کے روبرو آئے تو آپ نے منہ پھیر کر ان لوگوں کو اسلامی فوج میں بھرتی کرنے سے انکار فرما دیا۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس طرز عمل سے انتہائی حیران تھے لیکن آخر میں یہ راز کھلا کہ اس ٹولی میں ''اسود تجیبی'' بھی تھا جس نے اس واقعہ سے بیس برس بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کیا اور اس ٹولی میں عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی بھی تھا جس نے اس واقعہ سے تقریباً چھبیس برس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کر ڈالا۔ (1) (ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۱۶۹و۱۷۲)

تبصرہ

مذکورہ بالا کرامتوں میں آپ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کے خاتمہ کے بارے میں برسوں پہلے یہ خبر دیدی کہ وہ کافر ہو کر مرے گا اور بیس برس پہلے آپ نے

(1)......ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٧، ١٠٩

''اشتر'' کے شر و فساد سے امت کے محفوظ رہنے کی دعا مانگی اور ''اسود تجیبی'' سے اس بناء پر منہ پھیرلیا اور اسلامی لشکر میں اس کو بھرتی کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ دونوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں میں سے تھے اور چھبیس برس پہلے آپ نے عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی کو بنظر کراہت دیکھا اور اسلامی لشکر میں اس بناء پر بھرتی نہیں فرمایا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل تھا۔

ان مستند روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کو خداوند قدوس کے بتا دینے سے آدمیوں کی تقدیروں کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں فرمایا ہے ؎

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطاء

یعنی لوح محفوظ اولیاء کرام کے پیش نظر رہتی ہے جس کو دیکھ کر وہ انسانوں کی تقدیروں میں کیا لکھا ہے؟ اس کو جان لیتے ہیں۔ لوح محفوظ کو اس لئے لوح محفوظ کہتے ہیں کہ وہ غلطیوں اور خطاؤں سے محفوظ ہے۔

دعا کی مقبولیت

ابو ہدبہ حمصی کا بیان ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ عراق کے لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر کو اس کے منہ پر کنکریاں مار کر اور ذلیل و رسوا کر کے شہر سے باہر نکال دیا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خبر سے انتہائی رنج و قلق ہوا اور آپ بے انتہا غضبناک ہو کر مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں تشریف لے گئے اور اسی غیظ و غضب کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع کر دی لیکن

چونکہ آپ فرطِ غضب سے مضطرب تھے اس لئے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو نماز میں سہو ہو گیا اور آپ اس رنج و غم سے اور بھی زیادہ بے تاب ہو گئے اور انتہائی رنج و غم کی حالت میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل قبیلہ ثقیف کے لونڈے (حجاج بن یوسف ثقفی) کو ان لوگوں پر مسلط فرما دے جو زمانہ جاہلیت کا حکم چلا کر ان عراقیوں کے نیک و بد کسی کو بھی نہ بخشے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ دعا قبول ہو گئی اور عبدالملک بن مروان اموی کے دورِ حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر بنا اور اس نے عراق کے باشندوں پر ظلم و ستم کا ایسا پہاڑ توڑا کہ عراق کی زمین بلبلا اٹھی۔ حجاج بن یوسف ثقفی اتنا بڑا ظالم تھا کہ اس نے جن لوگوں کو رسی میں باندھ کر اپنی تلوار سے قتل کیا ان مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد ہی ہے اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کئے گئے ان کی گنتی کا تو شمار ہی نہیں ہو سکا۔

حضرت ابن لہیعہ محدث نے فرمایا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ دعا مانگی تھی اس وقت حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔(1)

(ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۱۷۲)

تبصرہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی اپنے اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کو غیب کی باتوں کا بھی علم عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ روایت مذکورہ بالا میں آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ ابھی حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا لیکن امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ حجاج بن یوسف ثقفی نامی ایک بچہ پیدا ہو گا جو بڑا ہو کر گورنر بنے گا اور انتہائی ظالم ہو گا۔

(1)......ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج٤، ص١٠٨

ظاہر ہے کہ قبل از وقت ان باتوں کا معلوم ہو جانا یقیناً یہ غیب کا علم ہے۔اب یہ مسئلہ آفتاب عالم تاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے تو پھر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے یقیناً علوم غیبیہ کا خزانہ عطا فرمایا ہے اور یہ حضرات بیشمار غیب کی باتوں کو خدا تعالیٰ کے بتادینے سے جانتے ہیں اور دوسروں کو بھی بتاتے ہیں۔ چنانچہ اہل حق حضرات علماء اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بالخصوص حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بے شمار علوم غیبیہ کے خزانے عطا فرمائے ہیں اور یہی عقیدہ حضرات تابعین وحضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی تھا۔ چنانچہ مواہب اللدنیہ شریف میں ہے کہ قَدِ اشْتَهَرَ وَانْتَشَرَ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ بِالْاِطِّلَاعِ عَلَى الْغُيُوْبِ(1)

(جناب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غیوب پر مطلع ہیں یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں عام طور پر مشہور اور زبان زد خاص وعام تھی)

اسی طرح مواہب اللدنیہ کی شرح میں علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:وَاَصْحَابُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَازِمُوْنَ بِاِطِّلَاعِهٖ عَلَى الْغَيْبِ(2)

(یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ پختہ عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام غیب کی باتوں پر مطلع ہیں)ان دو بزرگوں کے علاوہ دوسرے بہت سے ائمہ کرام نے بھی اپنی اپنی

---

1 ......المواھب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثامن فی طبه...الخ، الفصل الثالث فی انبائه بالانباء المغيبات،ج۳،ص۹۱

2 ......شرح الزرقانی علی المواھب اللدنية، النوع الثالث فی طبه...الخ، الفصل الثالث فی انبائه...الخ،ج۱۰،ص۱۱۳

کتابوں میں اس تصریح کو بیان فرمایا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو ہماری کتاب ''قرآنی تقریریں'' اور ''قیامت کب آئے گی؟''

﴿۳﴾ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفۂ سوم امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ''ابو عمرو'' اور لقب ''ذوالنورین'' (دو نور والے) ہے۔ آپ قریشی ہیں اور آپ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کا خاندانی شجرہ ''عبد مناف'' پر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ آپ نے آغاز اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے بے حد ستایا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اس لئے آپ ''صاحب الہجرتین'' (دو ہجرتوں والے) کہلاتے ہیں اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے آپ کا لقب ''ذوالنورین'' ہے۔ آپ جنگ بدر کے علاوہ دوسرے تمام اسلامی جہادوں میں کفار سے جنگ فرماتے رہے۔ جنگ بدر کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ جو رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، سخت علیل ہو گئیں تھیں اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو جنگ بدر میں جانے سے منع فرما دیا لیکن ان کو مجاہدین بدر میں شمار فرما کر مال غنیمت میں سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجر و ثواب کی بشارت بھی دی۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور بارہ برس تک تخت خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود میں بہت زیادہ توسیع ہوئی اور افریقہ وغیرہ بہت سے ممالک مفتوح ہو کر خلافت راشدہ کے زیر نگیں ہوئے۔ بیاسی برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور بارہ ذوالحجہ یا اٹھارہ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدنصیب نے آپ کو رات کے وقت اس حال میں شہید کردیا کہ آپ قرآنِ پاک کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کے چند قطرات قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ (1) پر پڑے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کی نماز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔(2)

(تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ)

کرامات

زناکار آنکھیں

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا۔ اس کے بعد یہ شخص امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس شخص کو دیکھ کر حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی پر

1...... ترجمہ کنزالایمان: تو اے محبوب عنقریب اللہ انکی طرف سے تمہیں کفایت کریگا۔(پ۱، البقرۃ:۱۳۷)

2...... تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ص۱۱۸، فصل فی خلافتہ، ص۱۲۲، ۱۲۷۔۱۲۹ ملتقطاً والاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص۶۰۲ وازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر امیرالمؤمنین عثمان بن عفان، ج۴، ص۳۶۷

جلال لہجہ میں فرمایا کہ تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ شخص مذکور نے (جل بھن کر) کہا کہ کیا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد آپ پر وحی اترنے لگی ہے؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں۔

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر وحی تو نہیں نازل ہوتی ہے لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے یہ بالکل ہی قول حق اور سچی بات ہے اور خداوند قدوس نے مجھے ایک ایسی فراست (نورانی بصیرت) عطا فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے دلوں کے حالات و خیالات کو معلوم کر لیا کرتا ہوں۔(1)

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲، ص ۸۶۲ وازالۃ الخفاء، مقصد ۲، ص ۲۲۷)

تبصرہ

قرآن مجید میں خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○(2) یعنی آدمی جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے قلب پر ایک سیاہ داغ اور بدنما دھبہ پڑ جاتا ہے اور چونکہ قلب پورے جسم کا بادشاہ ہے اس لئے قلب پر جب کوئی اثر پڑتا ہے تو پورا بدن اس سے متأثر ہو جاتا ہے تو خاصانِ خدا جن کی آنکھوں میں نور بصارت کے ساتھ ساتھ نور بصیرت بھی ہوا کرتا ہے وہ بدن کے ہر ہر حصہ میں ان اثرات کو اپنے نور فراست اور نگاہ کرامت سے دیکھ لیا کرتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اہل بصیرت اور

---

1 ......حجة اللّٰه على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ، ص ٦١٣

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ انکے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے انکی کمائیوں نے (پ ۳۰، المطففین: ۱۴)

صاحب باطن تھے اس لئے انہوں نے اپنی نگاہ کرامت سے شخص مذکور کی آنکھوں میں اس کے گناہ کے اثرات کو دیکھ لیا اور اس کی آنکھوں کو اس لئے زنا کار کہا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "زنا العینین النظر"(1) یعنی کسی اجنبی عورت کو بری نیت سے دیکھنا یہ آنکھوں کا زنا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

ہاتھ میں کینسر (2)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما راوی ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان

---

(1)......المستدرك علی الصحیحین، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النجم، باب توضیح معنی الا اللمم، الحدیث:۳۸۰۳، ج۳، ص۲۷۷

(2)...... سیرت و تاریخ کی کتب میں جہجاہ نام کے متعدد افراد کا تذکرہ موجود ہے جن میں جہجاہ بن سعید، جہجاہ بن سنام، جہجاہ بن عمرو اور ابن جہجاہ وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے عصائے رسول کی بے ادبی کس نے کی، اس بارے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت سیدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ تو جلیل القدر صحابی ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے لہٰذا ان کی طرف اس واقعہ کی نسبت کرنا درست نہیں اور تحقیق سے بھی یہی ثابت ہے۔ حضرت علامہ مطہر بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۳۵۵ھ) فرماتے ہیں جس نے عصا مبارک توڑا اس کا نام جہجاہ بن سنام ہے۔ (البدء والتاریخ، ۵/۲۰۵) حضرت علامہ عبدالملک بن حسین عصامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: جہجاہ بن عمرو غفاری نے عصا لے کر توڑ دیا الخ (سمط النجوم العوالی، ۲/۵۲۵) نیز حضرت علامہ اسماعیل بن محمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۵۳۵ھ) کے مطابق: جس نے عصا توڑا اُسے جہجاہ یا ابن جہجاہ کہا جاتا تھا۔ (سیر السلف الصالحین، ص۱۸۴)۔ بعض کتابوں میں یہ واقعہ مجہول صیغے یا بغیر کسی سند کے ذکر کر کے محض ایک احتمال کی بنا پر اس کی نسبت صحابی رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف کر دی گئی ہے جو کہ درست نہیں، قاعدہ بھی یہی ہے: " اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ فَبَطَلَ الْاِسْتِدْلَال " یعنی جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے لہٰذا یقین کے

ساتھ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ عصا توڑنے کا کام صحابیِ رسول حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ نے کیا ہے بلکہ جلیل القدر صحابی حضرت سیّدنا جہجاہ بن سعید غِفاری رضی اللہ عنہ کی جانب نظر کریں تو اِن کا جنّتی ہونا، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اور آپ سے نسبت رکھنے والی اشیاء کا ادب واحترام کرنا لازمی، یقینی اور قطعی ہے کہ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ جبکہ عصائے رسول کی مَعاذَ اللّٰہ بے ادبی والا واقعہ صحت کے اعتبار سے اس درجے کا نہیں کہ جو یقین کو ختم کر سکے تو لازم ہے کہ اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّکِّ قاعدے کے تحت صحابیِ رسول کی جانب اس فعل کو منسوب نہ کیا جائے۔ جن دو روایتوں میں جَھْجَاہُ بْنُ سَعْدٍ الْغِفَارِیُّ اور جَھْجَاہُ بْنُ سَعِیْدٍ الْغِفَارِیُّ کے الفاظ ہیں اُن کی سند میں مجروح، ضعیف اور مجہول راوی موجود ہیں جس کی وجہ سے اُن روایات کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

آخر میں حضرت امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ کیجئے جو کہ اس معاملے میں حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِیْ جُرْاَتِہٖ عَلٰی قَضِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ اَنَّہٗ مِنَ الصَّحَابَۃِ الَّذِیْنَ شَھِدُوا الْمَشَاھِدَ مَعَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِشْکَالٌ لَا یَخْفٰی ،فَاِنَّ الظَّاھِرَ اَنَّہٗ یَعْرِفُ الْقَضِیْبَ وَ حُرْمَتَہٗ، وَمَا ھٰذِہٖ اِلَّا زَلَّۃٌ عَظِیْمَۃٌ لَاتَلِیْقُ بِمَنْ کَانَ مُؤْمِناً صَحَابِیاً

یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہونے والے صحابی کا عصا مبارک کے ساتھ ایسی بے باکی کرنا اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس میں کئی ایسے اشکالات ہیں جو ڈھکے چھپے نہیں۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ وہ عصا مبارک اور اس کی حرمت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ (کچھ کلام کے بعد مزید فرماتے ہیں) بہر حال یہ اتنی بڑی غلطی ہے کہ جسے ایک مومن صحابیِ رسول سے جوڑنا ہرگز مناسب نہیں۔ (نسیم الریاض، ۴/۱۲۷ملخصاً)

غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف کے منبر اقدس پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک شخص جس کا نام ''جہجاہ غفاری'' تھا کھڑا ہو گیا اور آپ کے دست مبارک سے عصا چھین کر اس کو توڑ ڈالا۔ آپ نے اپنے حلم وحیاء کی وجہ سے اس سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا لیکن خدا تعالیٰ کی قہاری وجباری نے اس کو یہ سزا دی کہ اسکے ہاتھ میں کینسر کا مرض ہو گیا اور اس کا ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا اور وہ یہ سزا پا کر ایک سال کے اندر ہی مر گیا۔(1)

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲، ص ۸۶۲ و تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۲)

گستاخی کی سزا

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں ملک شام کی سرزمین میں تھا تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا کہ ''ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے۔'' میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شخص کے دونوں

الغرض صحابی رسول حضرت جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کی جانب اس واقعے کو یقینی طور پر منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ مزید تفصیل کے لیے اس لنک (https://www.dawateislami.net/bookslibrary/ur/hazrat-jah-jah-bin-saeed-ghafari پر موجود رسالہ تذکرہ حضرت جہجاہ بن سعید غفاری رضی اللہ عنہ کا مطالعہ کیجئے۔ نیز مذکورہ واقعہ کی تفتیش کرتے ہوئے ہم نے متعدد عربی کتب سیرت وتاریخ وغیرہ دیکھیں لیکن ان میں ''بدنصیب اور خبیث النفس'' یا اس کی مثل الفاظ نہیں ملے چنانچہ ان الفاظ کو اوپر متن سے حذف کر دیا گیا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ۔

1 ......حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ، ص ۶۱۳

ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا بار بار لگا تار یہی کہہ رہا ہے کہ ''ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے۔'' یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص! تیرا کیا حال ہے؟ اور کیوں اور کس بناء پر تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے؟ یہ سن کر اس نے یہ کہا: اے شخص! میرا حال نہ پوچھ، میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے لئے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے۔ میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کر دیا تو میں نے ان کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ ''اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے۔'' اے شخص! میں امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پُر جلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہرانہ دعا کو سن کر کانپ اٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار دعاؤں میں سے تین دعاؤں کی زد میں تو آ چکا ہوں، تم دیکھ رہے ہو کہ میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں اب صرف چوتھی دعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی یقیناً ہو کر رہے گا چنانچہ اب میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر کے نادم و شرمسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔(1)

(ازالۃ الخفاء، مقصد ۲، ص ۲۲۷)

تبصرہ

مذکورہ بالا دونوں روایتوں اور کرامتوں سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ

---

(1)......ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی الله تعالٰی عنه، ج ٤، ص ٣١٥

بہت بڑا ستار وغفار اور غفور ورحیم ہے، لیکن اگر کوئی بدنصیب اس کے محبوب بندوں کی شان میں کوئی گستاخی و بے ادبی کرتا ہے تو خداوند قدوس کی قہاری و جباری اس مردود کو ہرگز ہرگز معاف نہیں فرماتی بلکہ ضرور بالضرور دنیا و آخرت کے بڑے بڑے عذابوں میں گرفتار کردیتی ہے اور وہ دونوں جہان میں قہر قہار وغضب جبار کا اس طرح سزاوار ہو جاتا ہے کہ دنیا میں لعنتوں کی باراور پھٹکاراور آخرت میں عذاب نار کے سوااس کو کچھ نہیں ملتا۔ رافضی اور وہابی جن کے دین و مذہب کی بنیاد ہی محبوبان خدا کی بے ادبی پر ہے،ہم نے ان گستاخوں اور بے ادبوں میں سے کئی ایک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ان لوگوں پر قہر الٰہی کی ایسی مار پڑی ہے کہ توبہ توبہ، الامان۔ اور مرتے وقت ان لوگوں کا اتنا برا حال ہوا ہے کہ توبہ توبہ۔ نعوذ باللہ!

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اللہ والوں کی بے ادبی و گستاخی کی لعنت سے محفوظ رکھے اور اپنے محبوبوں کی تعظیم وتوقیر اور ان کے ادب واحترام کی توفیق بخشے۔ (امین)

خواب میں پانی پی کر سیراب

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور ان کے گھر میں پانی کی ایک بوند تک کا جانا بند کردیا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیاس کی شدت سے تڑپتے رہتے تھے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو آپ اس دن روزہ دار تھے۔ مجھ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن سلام! آج میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار پر انوار سے خواب میں مشرف ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ اے عثمان! رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظالموں نے پانی بند کر کے تمہیں پیاس سے بے قرار کردیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو فوراً ہی آپ نے دریچے میں سے ایک ڈول میری طرف لٹکا دیا جو نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا تھا، میں اس کو پی کر سیراب ہو گیا اور اب اس وقت بیداری کی حالت میں بھی

اس پانی کی ٹھنڈک میں اپنی دونوں چھاتیوں اور دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں ۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عثمان ! اگر تمہاری خواہش ہو تو ان باغیوں کے مقابلہ میں تمہاری امداد و نصرت کروں ۔ اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر روزہ افطار کرو ۔ اے عبداللہ بن سلام ! میں نے خوش ہو کر یہ عرض کر دیا کہ یارسول اللہ ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کے دربار پرانوار میں حاضر ہو کر روزہ افطار کرنا یہ زندگی سے ہزاروں لاکھوں درجے زیادہ مجھے عزیز ہے ۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد رخصت ہو کر چلا آیا اور اسی دن رات میں باغیوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ۔[1] (البدایہ والنہایہ ، ج ۷ ، ص ۱۸۲)

اپنے مدفن کی خبر

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے اس حصہ میں تشریف لے گئے جو ''حش کوکب'' کہلاتا ہے تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر ایک جگہ پر یہ فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک مرد صالح دفن کیا جائے گا ۔ چنانچہ اس کے بعد ہی آپ کی شہادت ہوگئی اور باغیوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ کے ساتھ اس قدر ہلڑ بازی کی کہ آپ کو نہ روضہ منورہ کے قریب دفن کیا جاسکا نہ جنت البقیع کے اس حصہ میں مدفون کیے جاسکے جو کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قبرستان تھا بلکہ سب سے دور الگ تھلگ ''حش کوکب'' میں آپ سپردِ خاک کیے گئے جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک بنے گی کیونکہ اس وقت تک وہاں کوئی قبر تھی ہی نہیں ۔[2] (ازالۃ الخفاء ، مقصد ۲ ، ص ۲۲۷)

---

1 ......البدایة والنهایة، ذکر مجیٔ الاحزاب الی عثمان ...الخ، ذکر حصر امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه، ج۵، ص۲۶۹

2 ......ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه، ج۴، ص۳۱۵

تبصرہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ان باتوں کا بھی علم عطا فرما دیتا ہے کہ وہ کب اور کہاں وفات پائیں گے اور کس جگہ انکی قبر بنے گی۔ چنانچہ سینکڑوں اولیاء کرام کے تذکروں میں لکھا ہوا ہے کہ ان اللہ والوں نے قبل از وقت لوگوں کو یہ بتا دیا ہے کہ وہ کب؟ اور کہاں؟ اور کس جگہ وفات پا کر مدفون ہوں گے۔

ضروری انتباہ

اس موقع پر بعض کج فہم اور بدعقیدہ لوگ عوام کو بہکاتے رہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ(1) یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو نہیں جانتا کہ وہ کونسی زمین میں مرے گا۔ لہٰذا اولیاء کرام کے سب قصے غلط ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت حق اور برحق ہے اور ہر مؤمن کا اس پر ایمان ہے مگر اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کوئی شخص اپنی عقل وفہم سے اس بات کو نہیں جان سکتا کہ وہ کب اور کہاں مرے گا۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو بذریعہ وحی اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو بطریق کشف وکرامت ان چیزوں کا علم عطا فرمادے تو وہ بھی یہ جان لیتے ہیں کب اور کہاں ان کا انتقال ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس بات کو جانتا ہی ہے کہ کون کہاں مرے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے بتا دینے سے خاصان خدا بھی اس بات کو جان لیتے ہیں کہ کون کہاں مرے گا۔ مگر کہاں اللہ تعالیٰ کا علم اور کہاں بندوں کا علم، اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، ذاتی اور قدیم ہے اور بندوں کا علم عطائی اور حادث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، ابدی اور غیر محدود ہے اور بندوں کا علم فانی اور محدود ہے۔

اب یہ مسئلہ نہایت ہی صفائی کے ساتھ واضح ہوگیا کہ قرآنی ارشاد کا مفاد کہ

---

(1)...... ترجمہ کنز الایمان: اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ (پ ۲۱، لقمٰن: ۳۴)

اللہ تعالٰی کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کون کب اور کہاں مرے گا؟ اور اہل حق کا یہ عقیدہ کہ اولیاء کرام بھی جانتے ہیں کہ کون کب اور کہاں مرے گا؟ یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ پر صحیح ہیں اور ان دونوں باتوں میں ہرگز ہرگز کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ جہاں یہ کہا گیا کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کون کب اور کہاں مرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے کوئی نہیں جانتا اور جہاں یہ کہا گیا کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام واولیاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم جانتے ہیں کہ کون کب اور کہاں مرے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام و اولیاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم خدا عزوجل کے بتادینے سے جان لیتے ہیں۔ اب ناظرین کرام انصاف فرمائیں کہ ان دونوں باتوں میں کونسا تعارض اور ٹکراؤ ہے؟ دونوں ہی باتیں اپنی اپنی جگہ پر سو فیصدی صحیح اور درست ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

شہادت کے بعد غیبی آواز

حضرت عدی بن حاتم صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے دن میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا: "اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّانَ بِرَوْحٍ وَّرَيْحَانٍ وَّبِرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّانَ بِغُفْرَانٍ وَّرِضْوَانٍ"

(یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو راحت اور خوشبو کی بشارت دو اور نہ ناراض ہونے والے رب کی ملاقات کی خوشخبری سناؤ اور خدا کے غفران ورضوان کی بھی بشارت دے دو) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: میں اس آواز کو سن کر ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا اور پیچھے مڑ کر بھی دیکھا مگر کوئی شخص نظر نہیں آیا۔(1) (شواہد النبوۃ، ص ۱۵۸)

مدفن میں فرشتوں کا ہجوم

روایت ہے کہ باغیوں کی ہلڑ بازیوں کے سبب تین دن تک آپ کی مقدس

---

1 ......شواهد النبوة، رکن سادس دربيان شواهد ودلايلی...الخ، ص۲۰۹

لاش بے گور وکفن پڑی رہی۔ پھر چند جاں نثاروں نے رات کی تاریکی میں آپ کے جنازہ مبارکہ کو اٹھا کر جنت البقیع میں پہنچادیا اور آپ کی مقدس قبر کھودنے لگے۔ اچانک ان لوگوں نے دیکھا کہ سواروں کی ایک بہت بڑی جماعت ان کے پیچھے پیچھے جنت البقیع میں داخل ہوئی ان سواروں کو دیکھ کر لوگوں پر ایسا خوف طاری ہوا کہ کچھ لوگوں نے جنازہ مبارکہ کو چھوڑ کر بھاگ جانے کا ارادہ کرلیا۔ یہ دیکھ کر سواروں نے با آواز بلند کہا کہ آپ لوگ ٹھہرے رہیں اور بالکل نہ ڈریں، ہم لوگ بھی ان کی تدفین میں شرکت کے لیے یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ یہ آواز سن کر لوگوں کا خوف دور ہوگیا اور اطمینان وسکون کے ساتھ لوگوں نے آپ کو دفن کیا۔ قبرستان سے لوٹ کر ان صحابیوں رضی اللہ تعالٰی عنہم نے قسم کھا کر لوگوں سے کہا کہ یقیناً یہ فرشتوں کی جماعت تھی۔ (1) (شواہد النبوۃ، ص ۱۵۸)

گستاخ درندہ کے منہ میں

منقول ہے کہ حجاج کا ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا۔ تمام اہل قافلہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزار مبارک پر زیارت کرنے اور فاتحہ خوانی کے لئے گئے لیکن ایک شخص جو آپ سے بغض وعناد رکھتا تھا توہین واہانت کے طور پر آپ کی زیارت کے لئے نہیں گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ وہ بہت دور ہے اس لئے میں نہیں جاؤں گا۔

یہ قافلہ جب اپنے وطن کو واپس آنے لگا تو قافلہ کے تمام افراد خیر وعافیت اور سلامتی کے ساتھ اپنے اپنے وطن پہنچ گئے لیکن وہ شخص جو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قبر انور

---

1 ......شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد ودلایلی...الخ، ص۲۰۹

کی زیارت کے لیے نہیں گیا تھا اس کا یہ انجام ہوا کہ درمیان راہ میں بیچ قافلہ کے اندر ایک درندہ جانور دراتا اور غراتا ہوا آیا اور اس شخص کو اپنے دانتوں سے دبوچ کر اور پنجوں سے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

یہ منظر دیکھ کر تمام اہل قافلہ نے یک زبان ہو کر یہ کہا کہ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی و بے حرمتی کا انجام ہے۔(1) (شواہد النبوۃ، ص ۱۵۸)

تبصرہ

مذکورہ بالا تینوں روایتوں سے امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت شان اور دربار خداوندی میں انکی مقبولیت اور ولایت وکرامت کا ایسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے مراتب کی بلندیوں کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا اور آخری روایت تو ان گستاخوں کے لیے بہت ہی عبرت خیز اور خوفناک نشان ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بدزبان ہو کر خلفاء ثلاثہ پر تبرا بازی کیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے دور کے شیعوں کا مذموم و ناپاک طریقہ ہے۔

اہل سنت حضرات پر لازم ہے کہ ان کی مجالس میں ہرگز ہرگز قدم نہ رکھیں ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہونے کا خطرناک اندیشہ ہے۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو اپنے قہر و غضب سے بچائے رکھے اور حضرات خلفاء کرام اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت وعقیدت کی دولت عطا فرمائے۔ آمین!

---

1 ......شواهد النبوة، رکن سادس دربیان شواهد و دلایلی...الخ، ص ۲۱۰

﴿٤﴾ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ چہارم جانشین رسول وزوج بتول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ''ابوالحسن'' اور ''ابوتراب'' ہے۔ آپ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا ابوطالب کے فرزند ارجمند ہیں۔ عام الفیل کے تیس برس بعد جبکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف تیس برس کی تھی۔ ۱۳ رجب کو جمعہ کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانۂ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ نے اپنے بچپن ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زیر تربیت ہر وقت آپ کی امداد ونصرت میں لگے رہتے تھے۔ آپ مہاجرین اولین اور عشرہ مبشرہ میں اپنے بعض خصوصی درجات کے لحاظ سے بہت زیادہ ممتاز ہیں۔ جنگ بدر، جنگ اُحد، جنگ خندق وغیرہ تمام اسلامی لڑائیوں میں اپنی بے پناہ شجاعت کے ساتھ جنگ فرماتے رہے اور کفار عرب کے بڑے بڑے نامور بہادر اور سورما آپ کی مقدس تلوارِ ذُوالفقار کی مار سے مقتول ہوئے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد انصار ومہاجرین نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے آپ کو امیر المؤمنین منتخب کیا اور چار برس آٹھ ماہ نو دن تک آپ مسند خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی مردود نے نماز فجر کو جاتے ہوئے آپ کی مقدس پیشانی اور نورانی چہرے پر ایسی تلوار ماری جس سے آپ شدید طور پر زخمی ہوگئے اور دو دن زندہ رہ کر جام شہادت سے سیراب ہوگئے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۹ رمضان جمعہ کی رات میں آپ زخمی

ہوئے اور ۲۱ رمضان شب یکشنبہ آپ کی شہادت ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

آپ کے بڑے فرزند ارجمند حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو دفن فرمایا۔(1) (تاریخ الخلفاء، وازالۃ الخفاء وغیرہ)

کرامات

قبر والوں سے سوال و جواب

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں گئے تو آپ نے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر با آواز بلند فرمایا کہ اے قبر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے یا ہم تم لوگوں کو تمہاری خبریں سنائیں؟ اس کے جواب میں قبروں کے اندر سے آواز آئی: ''وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہی ہمیں یہ سنایئے کہ ہماری موت کے بعد ہمارے گھروں میں کیا کیا معاملات ہوئے؟ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے قبر والو! تمہارے بعد تمہارے گھروں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے لوگوں سے نکاح کر لیا اور تمہارے مال و دولت کو تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو کر در بدر پھر رہے ہیں اور تمہارے مضبوط اور اونچے اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس

---

1 ......تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ، ص ۱۳۲ واسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، ج ٤، ص ۱۲۸ ـ ۱۳۲ ملتقطاً وازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، اماماً ثرامیر المؤمنین وامام اشجعین اسد اللّٰہ... الخ، ج ٤، ص ٤٠٥ ملتقطاً ومعرفۃ الصحابۃ، علی بن ابی طالب، الحدیث: ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۵، ج ۱، ص ۱۰۰ ملتقطاً وغیرھما

کے جواب میں قبروں میں سے ایک مردہ کی یہ دردناک آواز آئی کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہوکر پھٹ چکے ہیں اور جو کچھ ہم نے دنیا میں خرچ کیا تھا اس کو ہم نے یہاں پالیا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں چھوڑ آئے تھے اس میں ہمیں گھاٹا ہی گھاٹا اٹھانا پڑا ہے۔(1) (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲، ص ۸۶۳)

تبصرہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو یہ طاقت وقدرت عطا فرماتا ہے کہ قبر والے ان کے سوالوں کا با آواز بلند اس طرح جواب دیتے ہیں کہ دوسرے حاضرین بھی سن لیتے ہیں۔ یہ قدرت وطاقت عام انسانوں کو حاصل نہیں ہے۔ لوگ اپنی آوازیں تو مردوں کو سنا سکتے ہیں اور مردے ان کی آوازوں کو سن بھی لیتے ہیں مگر قبر کے اندر سے مردوں کی آوازوں کو سن لینا یہ عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے، بلکہ یہ خاصان خدا کا خاص حصہ اور خاصہ ہے جس کو ان کی کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا اور اس روایت سے یہ بھی پتا چلا کہ قبر والوں کا یہ اقبالی بیان ہے کہ مرنے والے دنیا میں جو مال ودولت چھوڑ کر مرجاتے ہیں اس میں مرنے والوں کے لیے سراسر گھاٹا ہی گھاٹا ہے اور جس مال ودولت کو وہ مرنے سے پہلے خدا عزوجل کی راہ میں خرچ کرتے ہیں وہی ان کے کام آنے والا ہے۔

فالج زدہ اچھا ہوگیا

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں ذکر فرمایا

---

1 ......حجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة ...الخ، ص٦١٣

ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے دونوں شاہزادگان حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ساتھ حرم کعبہ میں حاضر تھے کہ درمیانی رات میں ناگہاں یہ سنا کہ ایک شخص بہت ہی گڑگڑا کر اپنی حاجت کے لیے دعا مانگ رہا ہے اور زار زار رو رہا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص اس حال میں حاضر خدمت ہوا کہ اس کے بدن کی ایک کروٹ فالج زدہ تھی اور وہ زمین پر گھسٹتا ہوا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے اس کا قصہ دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالٰی عنہ میں بہت ہی بے باکی کے ساتھ قسم قسم کے گناہوں میں دن رات منہمک رہتا تھا اور میرا باپ جو بہت ہی صالح اور پابند شریعت مسلمان تھا، بار بار مجھ کو ٹوکتا اور گناہوں سے منع کرتا رہتا تھا میں نے ایک دن اپنے باپ کی نصیحت سے ناراض ہوکر اس کو مار دیا اور میری مار کھا کر میرا باپ رنج وغم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ آیا اور میرے لئے بددعا کرنے لگا۔ ابھی اس کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بالکل ہی اچانک میری ایک کروٹ پر فالج کا اثر ہوگیا اور میں زمین پر گھسٹ کر چلنے لگا۔ اس غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں نے رو رو کر اپنے باپ سے اپنے جرم کی معافی طلب کی اور میرے باپ نے اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر مجھ پر رحم کھایا اور مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ بیٹا چل! جہاں میں نے تیرے لیے بددعا کی تھی اسی جگہ اب میں تیرے لئے صحت وسلامتی کی دعا مانگوں گا۔ چنانچہ میں اپنے باپ کو اونٹنی پر سوار کرکے مکہ معظّمہ لا رہا تھا کہ راستے میں بالکل ناگہاں اونٹنی ایک مقام پر بدک کر بھاگنے لگی اور میرا باپ اس کی پیٹھ پر سے گر کر دو چٹانوں کے درمیان ہلاک ہوگیا اور اب میں اکیلا ہی حرم کعبہ میں آکر دن رات رو رو کر خدا تعالٰی سے اپنی تندرستی کے لیے دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ امیر المؤمنین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری سرگزشت سن کر فرمایا کہ اے شخص! اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو اطمینان رکھ کہ خدا کریم بھی تجھ سے خوش ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بحلف شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کی حالت زار پر رحم کھا کر اس کو تسلی دی اور چند رکعت نماز پڑھ کر اس کی تندرستی کے لئے دعا مانگی۔ پھر فرمایا کہ اے شخص! اٹھ کھڑا ہو جا! یہ سنتے ہی وہ بلا تکلف اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر تو نے قسم کھا کر یہ نہ کہا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو میں ہرگز تیرے لئے دعا نہ کرتا۔(1) (حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲، ص۸۶۳)

گرتی ہوئی دیوار تھم گئی

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیوار کے سائے میں ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے کے لیے بیٹھ گئے۔ درمیان مقدمہ میں لوگوں نے شور مچایا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں سے اٹھ جائیے یہ دیوار گر رہی ہے۔ آپ نے نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ مقدمہ کی کارروائی جاری رکھو۔ اللہ تعالیٰ بہترین حافظ و ناصر و نگہبان ہے۔ چنانچہ اطمینان کے ساتھ آپ اس مقدمہ کا فیصلہ فرما کر جب وہاں سے چل دیئے تو فوراً ہی وہ دیوار گر گئی۔(2) (ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۲۷۳)

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ، ص٦١٤

2 ......ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مقصد دوم، اماماً ثر امير المؤمنين و امام اشجعين اسد الله...الخ، و من كراماته، ج٤، ص٤٩٤

تبصرہ

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ خداوند قدوس اپنے اولیاء کرام کو ایسی ایسی روحانی طاقتیں عطا فرماتا ہے کہ ان کے اشاروں سے گرتی ہوئی دیواریں تو کیا چیز ہیں؟ بہتے ہوئے دریاؤں کی روانی بھی ٹھہر جاتی ہے۔ سچ ہے ؎

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا

نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

آپ کو جھوٹا کہنے والا اندھا ہو گیا

علی بن زاذان کا بیان ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ کوئی بات ارشاد فرمائی تو ایک بدنصیب نے نہایت ہی بیباکی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ جھوٹے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر میں سچا ہوں تو ضرور تو قہر الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا۔ اس گستاخ نے کہہ دیا کہ آپ میرے لیے بددعا کر دیجئے، مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ بالکل ہی اچانک وہ شخص دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔[1] (ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۲۷۳)

کون کہاں مرے گا؟ کہاں دفن ہوگا

حضرت اصبغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سفر میں میدان کربلا کے اندر ٹھیک اس جگہ پہنچے جہاں

---

[1]......ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مقصد دوم، اما مآثر امیرالمؤمنین وامام اشجعین اسداللہ...الخ،ومن کراماته، ج٤، ص٤٩٥

آج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور بنی ہوئی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ آئندہ زمانے میں ایک آل رسول (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا قافلہ ٹھہرے گا اور اس جگہ ان کے اونٹ بندھے ہوئے ہوں گے اور اسی میدان میں جوانان اہل بیت کی شہادت ہوگی اور اسی جگہ ان شہیدوں کا مدفن بنے گا اور ان لوگوں پر آسمان وزمین روئیں گے۔ (1)

(ازالۃ الخفاء، مقصد ۲، ص ۲۷۳ بحوالہ الریاض النضرۃ)

تبصرہ

روایت بالا سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء اللہ کو بذریعہ کشف برسوں بعد ہونے والے واقعات اور لوگوں کے حالات یہاں تک کہ لوگوں کی موت اور مدفن کی کیفیات کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور یہ درحقیقت علم غیب ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے اولیاء کرام کو حاصل ہوا کرتا ہے اور یہ اولیاء کرام کی کرامت ہوا کرتی ہے۔

فرشتوں نے چکی چلائی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لیے ان کے مکان پر بھیجا تو میں نے وہاں یہ دیکھا کہ ان کے گھر میں چکی بغیر کسی چلانے والے کے خود بخود چل رہی ہے۔ جب میں نے بارگاہ رسالت میں اس عجیب کرامت کا تذکرہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ڈیوٹی فرما دی

---

1 ......الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الرابع فی مناقب امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب، الفصل التاسع فی ذکر نبذ من فضائلہ، ذکر کراماتہ، ج ۲، ص ۲۰۱

ہے کہ وہ میری آل کی امداد واعانت کرتے رہیں۔[1] (ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۲۷۳)

تبصرہ

اس روایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل پاک کو بارگاہ خداوندی میں اس قدر قرب اور مقبولیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو ان کی امداد ونصرت اور حاجت برآری کے لئے خاص طور پر مقرر فرمادیا ہے۔ یہ شرف حضرات اہل بیت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت خاصہ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ سبحان اللہ! سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزت وعظمت اور ان کے وقار واقتدار کا کیا کہنا؟ کہ آپ کے گھر والوں کی چکی فرشتے چلایا کرتے تھے۔

میں کب وفات پاؤں گا؟

حضرت فضالہ بن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام ''ینبع'' میں بہت سخت بیمار ہوگئے تو میں اپنے والد کے ہمراہ ان کی عیادت کے لیے گیا۔ دوران گفتگو میرے والد نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اس وقت ایسی جگہ علالت کی حالت میں مقیم ہیں اگر اس جگہ آپ کی وفات ہوگئی تو قبیلہ ''جہینہ'' کے گنواروں کے سوا اور کون آپ کی تجہیز و تکفین کرے گا؟ اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے چلیں کیونکہ وہاں اگر یہ حادثہ رونما ہوا تو وہاں آپ کے جاں نثار مہاجرین وانصار اور دوسرے مقدس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور یہ مقدس ہستیاں آپ کے کفن ودفن

---

[1] ......الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الرابع فی مناقب امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب، الفصل التاسع فی ذکر نبذمن فضائلہ، ذکر کراماتہ، ج۲، ص۲۰۲ ملتقطاً

کا انتظام کریں گی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اے ابوفضالہ! تم اطمینان رکھو کہ میں اپنی بیماری میں ہرگز ہرگز ہرگز وفات نہیں پاؤں گا۔ سن لو اس وقت تک ہرگز ہرگز میری موت نہیں آسکتی جب تک کہ مجھے تلوار مار کر میری پیشانی اور داڑھی کو خون سے رنگین نہ کر دیا جائے۔(1) (ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۲۷۳)

تبصرہ

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بد بخت عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی نے آپ کی مقدس پیشانی پر تلوار چلادی، جو آپ کی پیشانی کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک پیوست ہوگئی۔ اس وقت آپکی زبان مبارک سے یہ جملہ ادا ہوا: فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ (یعنی کعبہ کے رب کی قسم! کہ میں کامیاب ہوگیا) اس زخم میں آپ شہادت کے شرف سے سرفراز ہوگئے اور آپ نے حضرت ابوفضالہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مقام ینبع میں جو فرمایا تھا وہ حرف بحرف صحیح ہو کر رہا۔

درِ خیبر کا وزن

جنگ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ نے جوش جہاد میں آگے بڑھ کر قلعہ خیبر کا پھاٹک اکھاڑ ڈالا اور اس کے ایک کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواروں کو روکتے تھے۔ یہ کواڑ اتنا بھاری اور وزنی تھا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد چالیس آدمی ملکر بھی اس کو نہ اٹھا سکے۔(2)

(زرقانی ج۲، ص۲۳۰)

---

(1)......ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصددوم، اما مآثر امیرالمؤمنین وامام اشجعین اسد اللّٰہ...الخ، ومن کراماتہ، ج٤، ص٤٩٦

(2)......شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، غزوۃ خیبر، ج٣، ص٢٦٧ ملتقطاً

تبصرہ

کیا فاتح خیبر کے اس کارنامہ کو انسانی طاقت کی کارگزاری کہا جاسکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ انسانی طاقت کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ یہ روحانی طاقت کا ایک شاہکار ہے جو فقط اللہ والوں ہی کا حصہ ہے۔ جس کو عرف عام میں کرامت کہا جاتا ہے۔

کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا

روایت ہے کہ ایک حبشی غلام جو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی مخلص محبّ تھا، شامت اعمال سے اس نے ایک مرتبہ چوری کر لی، لوگوں نے اس کو پکڑ کر دربار خلافت میں پیش کر دیا اور غلام نے اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر کو روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن الکرا سے اس کی ملاقات ہوگئی۔ ابن الکرا نے پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا؟ تو غلام نے کہا: امیر المؤمنین ویعسوب المسلمین، داماد رسول وزوج بتول نے۔ ابن الکرا نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر بھی تم اس قدر اعزاز و اکرام اور مدح وثناء کے ساتھ انکا نام لیتے ہو؟ غلام نے کہا کہ کیا ہوا؟ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹا اور مجھے عذاب جہنم سے بچالیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کی گفتگو سنی اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غلام کو بلوا کر اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے چھپا دیا پھر کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی کہ رومال ہٹاؤ جب لوگوں نے رومال ہٹایا تو غلام کا کٹا ہوا ہاتھ اس طرح کلائی سے جڑ گیا تھا کہ کہیں کٹنے کا نشان بھی نہیں تھا۔ (1) (تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۴۷۹)

---

1 ...... التفسير الكبير، سورة الكهف، تحت الآية: ۹-۱۲، ج ۷، الجزء ۲۱، ص ۴۳۴

شوہر، عورت کا بیٹا نکلا

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کاشانہ خلافت سے کچھ دور ایک مسجد کے پہلو میں دو میاں بیوی رات بھر جھگڑا کرتے رہے، صبح کو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دونوں کو بلا کر جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا، شوہر نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالٰی عنہ میں کیا کروں؟ نکاح کے بعد مجھے اس عورت سے بے انتہا نفرت ہوگئی، یہ دیکھ کر بیوی مجھ سے جھگڑا کرنے لگی، پھر بات بڑھ گئی اور رات بھر لڑائی ہوتی رہی۔ آپ نے تمام حاضرین دربار کو باہر نکال دیا اور عورت سے فرمایا کہ دیکھ میں تجھ سے جو سوال کروں اس کا سچ سچ جواب دینا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اے عورت! تیرا نام یہ ہے؟ تیرے باپ کا نام یہ ہے؟ عورت نے کہا کہ بالکل ٹھیک ٹھیک آپ نے بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے عورت! تو یاد کر کہ تو زنا کاری سے حاملہ ہوگئی تھی اور ایک مدت تک تو اور تیری ماں اس حمل کو چھپاتی رہی۔ جب دردِ زہ شروع ہوا تو تیری ماں تجھے اس گھر سے باہر لے گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تو نے میدان میں ڈال دیا۔ اتفاق سے ایک کتا اس بچے کے پاس آیا۔ تیری ماں نے اس کتے کو پتھر مارا لیکن وہ پتھر بچے کو لگا اور اس کا سر پھٹ گیا تیری ماں کو بچے پر رحم آگیا اور اس نے بچے کے زخم پر پٹی باندھ دی۔ پھر تم دونوں وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ اس کے بعد اس بچے کی تم دونوں کو کچھ بھی خبر نہیں ملی۔ کیا یہ واقعہ سچ ہے؟ عورت نے کہا کہ ہاں! اے امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ پورا واقعہ حرف بحرف صحیح ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے مرد! تو اپنا سر کھول کر اس کو دکھا دے۔ مرد نے سر کھولا تو اس زخم کا نشان موجود تھا۔ اس کے بعد امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ اے

عورت! یہ مرد تیرا شوہر نہیں ہے بلکہ تیرا بیٹا ہے، تم دونوں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرو کہ اس نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچالیا، اب تو اپنے اس بیٹے کو لے کر اپنے گھر چلی جا۔(1)

(شواہد النبوۃ، ص ۱۶۱)

تبصرہ

مذکورہ بالا دونوں مستند کرامتوں کو بغور پڑھیے اور ایمان رکھیے کہ خداوند قدوس کے اولیاء کرام عام انسانوں کی طرح نہیں ہوا کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں کو ایسی ایسی روحانی طاقتوں کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنا دیتا ہے کہ ان بزرگوں کے تصرفات اور ان کی روحانی طاقتوں اور قدرتوں کی منزل بلند تک کسی بڑے سے بڑے فلسفی کی عقل و فہم کی بھی رسائی نہیں ہوسکتی۔

خدا کی قسم! میں حیران ہوں کہ کتنے بڑے جاہل یا متجاہل ہیں وہ لوگ جو اولیاء کرام کو بالکل اپنے ہی جیسا ملاّ سمجھ کر ان کے ساتھ برابری کا دعوی کرتے ہیں اور اولیاء کرام کے تصرفات کا چلا چلا کر انکار کرتے پھرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے ایسے واقعات جو نور ہدایت کے چاند تارے ہیں ان منکروں کی نگاہ سے آج تک اوجھل ہی ہیں مگر اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں، جو دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو بند کرلے اس کو چاند ستارے تو کیا سورج کی روشنی بھی نظر نہیں آسکتی۔ درحقیقت اولیاء کرام کے منکرین کا یہی حال ہے۔

ذرا دیر میں قرآن کریم ختم کر لیتے

یہ کرامت روایات صحیحہ سے ثابت کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ایک

---

1 ......شواهد النبوة، رکن سادس دربیان شواهد ودلایلی...الخ، ص ۲۱۳

پاؤں رکاب میں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھ کر گھوڑے کی زین پر بیٹھنے تک اتنی دیر میں ایک قرآن مجید ختم کرلیا کرتے تھے۔(1)

(شواہد النبوۃ، ص۱۶۰)

اشارہ سے دریا کی طغیانی ختم

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی خوفناک طغیانی آگئی کہ سیلاب میں تمام کھیتیاں غرقاب ہوگئیں لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں فریاد کی۔ آپ فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جبہ مبارکہ وعمامہ مقدسہ وچادر مبارکہ زیب تن فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور آدمیوں کی ایک جماعت جس میں حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے، آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ نے پل پر پہنچ کر اپنے عصاء سے نہر فرات کی طرف اشارہ کیا تو نہر کا پانی ایک گز کم ہوگیا۔ پھر دوسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو مزید ایک گز کم ہوگیا جب تیسری بار اشارہ کیا تو تین گز پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہوگیا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ امیر المؤمنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ بس کیجئے یہی کافی ہے۔(2) (شواہد النبوۃ، ص۱۶۲)

جاسوس اندھا ہوگیا

ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہ کر جاسوسی کیا کرتا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خفیہ خبریں آپ کے مخالفین کو پہنچایا کرتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس سے دریافت فرمایا تو وہ شخص قسمیں کھانے لگا اور اپنی برأت ظاہر کرنے لگا۔ آپ نے

---

1 ......شواھد النبوة، رکن سادس دربیان شواھد ودلایلی...الخ، ص ٢١٢

2 ......شواھد النبوة، رکن سادس دربیان شواھد ودلایلی...الخ، ص ٢١٤

جلال میں آ کر فرمایا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کی روشنی چھین لے۔ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ یہ شخص اندھا ہو گیا اور لوگ اس کو لاٹھی پکڑا کر چلانے لگے۔(1)

(شواہد النبوۃ،ص ۱۶۷)

تمہاری موت کس طرح ہوگی؟

ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کو اس کے حالات بتا کر یہ بتایا کہ تم کو فلاں کھجور کے درخت پر پھانسی دی جائے گی۔ چنانچہ اس شخص کے بارے میں جو کچھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا وہ حرف بحرف درست نکلا اور آپ کی پیش گوئی پوری ہو کر رہی۔(2) (شواہد النبوۃ،ص ۱۶۲)

پتھر اٹھایا تو چشمہ اُبل پڑا

مقام صفین کو جاتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر ایک ایسے میدان سے گزرا جہاں پانی نایاب تھا، پورا لشکر پیاس کی شدت سے بے تاب ہو گیا۔وہاں کے گرجا گھر میں ایک راہب رہتا تھا۔اس نے بتایا کہ یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکے گا۔کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی تاکہ وہاں سے جا کر پانی پئیں، یہ سنکر آپ اپنے خچر پر سوار ہو گئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس جگہ تم لوگ زمین کو کھودو۔ چنانچہ لوگوں نے زمین کی کھدائی شروع کردی تو ایک پتھر ظاہر ہوا۔لوگوں نے اس پتھر کو نکالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن تمام آلات بے کار ہو گئے اور وہ پتھر نہ نکل سکا۔یہ دیکھ کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اپنی سواری سے اتر کر آستین چڑھائی اور دونوں

---

1 ......شواهد النبوة، رکن سادس دربیان شواهد ودلایلی...الخ،ص ۲۲۱

2 ......شواهد النبوة، رکن سادس دربیان شواهد ودلایلی...الخ،ص ۲۱۵

ہاتھوں کی انگلیوں کو اس پتھر کی دراز میں ڈال کر زور لگایا تو وہ پتھر نکل پڑا اور اس کے نیچے سے ایک نہایت ہی صاف شفاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہوگیا اور تمام لشکر اس پانی سے سیراب ہوگیا۔ لوگوں نے اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور لشکر کی تمام مشکوں کو بھی بھر لیا، پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس پتھر کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ گرجا گھر کا عیسائی راہب آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سامنے آیا اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ فرشتہ ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا آپ نبی ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: پھر آپ کون ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں پیغمبر مرسل حضرت محمد بن عبداللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کا صحابی ہوں اور مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے چند باتوں کی وصیت بھی فرمائی ہے۔ یہ سن کر وہ عیسائی راہب کلمہ شریف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: تم نے اتنی مدت تک اسلام کیوں قبول نہیں کیا تھا؟ راہب نے کہا کہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس گرجا گھر کے قریب جو ایک چشمہ پوشیدہ ہے اور اس چشمہ کو وہی شخص ظاہر کرے گا جو یا تو نبی ہوگا یا نبی کا صحابی ہوگا۔ چنانچہ میں اور مجھ سے پہلے بہت سے راہب اس گرجا گھر میں اسی انتظار میں مقیم رہے۔ اب آج آپ نے یہ چشمہ ظاہر کر دیا تو میری مراد بر آئی۔ اس لئے میں نے آپ کے دین کو قبول کرلیا۔ راہب کی تقریر سن کر آپ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا: الحمد للہ! عزوجل کہ ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر ہے۔ یہ راہب مسلمان ہوکر آپ کے خادموں میں شامل ہوگیا اور آپ کے لشکر میں داخل ہوکر شامیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگیا

اور آپ نے اس کو اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اس کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔[1] (شواہد النبوۃ، ص۱۶۴)

﴿۵﴾ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام نامی بھی عشرہ مبشرہ کی فہرست گرامی میں ہے۔ مکہ مکرمہ کے اندر خاندان قریش میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ماں باپ نے ''طلحہ'' نام رکھا، مگر دربار نبوت سے ان کو ''فیاض'' و ''جود'' و ''خیر'' کے معزز القاب عطا ہوئے۔ یہ جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے سابقین اولین کے زمرہ میں ہیں۔[2] ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ یہ بسلسلہ تجارت بصرہ گئے تو وہاں کے ایک عیسائی پادری نے ان سے دریافت کیا کہ کیا مکہ میں ''احمد نبی'' پیدا ہو چکے ہیں؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا: کون ''احمد نبی'' پادری نے کہا:

''احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ وہ نبی آخر الزماں ہیں اور ان کی نبوت کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اور ان کی پہچان کا نشان یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور کھجوروں والے شہر (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔''

چونکہ اس وقت تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پادری کو نبی آخر الزماں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں کوئی جواب نہ دے سکے، لیکن بصرہ سے مکہ معظّمہ

---

1 ......شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد ودلایلی...الخ، ص۲۱۶

2 ......الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس فی مناقب ابی محمدطلحۃ بن عبید اللّٰہ، الفصل الثانی فی اسمہ و کنیتہ، ج۲، ص۲۴۵

آنے کے بعد جب ان کو پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمادیا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔(1)

کفار مکہ نے ان کو بے حد ستایا اور رسی باندھ باندھ کر ان کو مارتے رہے مگر یہ پہاڑ کی طرح دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور جنگ بدر کے سوا تمام اسلامی جنگوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری کا یہ سبب ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیج دیا تھا۔ ابوسفیان کا قافلہ ساحل سمندر کے راستوں سے مکہ مکرمہ چلا گیا اور یہ دونوں حضرات جب لوٹ کر میدان بدر میں پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔

جنگ اُحد میں انہوں نے بڑی ہی جاں بازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچانے میں چونکہ یہ تلوار اور نیزوں کی بوچھاڑ کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے اس لئے آپ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا اور ان کے بدن پر تیر و تلوار اور نیزوں کے پچھتر زخم لگے۔(2)

ان کے فضائل و مناقب میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ جنگ احد کے دن جب جنگ رک جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے

1 ......الرياض النضرة فی مناقب العشرة، الباب الخامس فی مناقب ابی محمد طلحة بن عبيد الله، الفصل الرابع فی اسلامه، ج۲، ص۲۵۰

2 ......اسد الغابة، طلحة بن عبيد الله القرشی التيمی، ج۳، ص۸۳، ۸۴ والاكمال فی اسماء الرجال، حرف الطاء، فصل فی الصحابة، ص۶۰۱

تو لوہے کی زرہ کے بوجھ کی وجہ سے چٹان پر چڑھنا دشوار ہوگیا۔ اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بیٹھ گئے اور ان کے بدن کے اوپر سے گزر کر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھے اور خوش ہو کر فرمایا: ''اَوْجَبَ طَلْحَۃُ'' (یعنی طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔)(1) (مشکوٰۃ، ص ۵۶۶)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: زمین پر چلتا پھرتا شہید ''طلحہ'' ہے۔(2) (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۲۷۵ مطبوعہ حیدر آباد)

۲۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل کے دوران آپ کو ایک تیر لگا اور آپ چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔(3)

(اکمال ص ۶۰۱ و عشرہ مبشرہ ص ۲۴۵)

کرامت

ایک قبر سے دوسری قبر میں

شہادت کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بصرہ کے قریب دفن کر دیا گیا مگر جس مقام پر آپ کی قبر شریف بنی وہ نشیب میں تھا اس لئے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کو بار بار متواتر خواب میں آکر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اپنا خواب

---

1 ...... مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرۃ رضی اللہ عنہم، الحدیث: ۶۱۲۱، ج ۲، ص ۴۳۳

2 ...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، تتمّۃ العشرۃ رضی اللہ عنہم اجمعین طلحۃ بن عبید اللہ، الحدیث: ۳۶۵۹۲، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۸۶

3 ...... الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، طلحۃ بن عبیداللہ التیمی، ج ۲، ص ۳۲۰ ملتقطاً

بیان کیا تو آپ نے دس ہزار درہم میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس لاش کو پرانی قبر میں سے نکال کر اس قبر میں دفن کر دیا۔ کافی مدت گزر جانے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل ہی تر و تازہ تھا۔(1) (کتاب عشرہ مبشرہ، ص ۲۴۵)

تبصرہ

غور فرمائیے کہ کچی قبر جو پانی میں ڈوبی رہتی تھی ایک مدت گزر جانے کے باوجود ایک ولی اور شہید کی لاش خراب نہیں ہوئی تو حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقدس جسم کو قبر کی مٹی بھلا کس طرح خراب کر سکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ(2) (مشکوۃ، ص ۱۲۱) (یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے جسموں کو زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ زمین ان کو کبھی کھا نہیں سکتی۔)

اسی طرح اس روایت سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنے لوازم حیات کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، کیونکہ اگر وہ زندہ نہ ہوتے تو قبر میں پانی بھر جانے سے ان کو کیا تکلیف ہوتی؟ اسی طرح اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کرام خواب میں آ کر زندوں کو اپنے احوال و کیفیات سے مطلع کرتے رہتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ خواب یا بیداری میں اپنی قبروں سے نکل کر زندوں سے ملاقات اور گفتگو کر سکتے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ جب

---

1 ……اسد الغابة، طلحة بن عبيدالله القرشي التيمي، ج ۳، ص ۸۷

2 ……سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۱۶۳۶، ج ۲، ص ۲۹۰

شہیدوں کا یہ حال ہے اور ان کی جسمانی حیات کی یہ شان ہے تو پھر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام خاص کر حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جسمانی حیات اور ان کے تصرفات اور ان کے اختیار و اقتدار کا کیا عالم ہوگا۔

غور فرمائیے کہ وہابیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں یہ مضمون لکھ کر کہ ''حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔'' (نعوذ باللہ) کتنا بڑا جرم اور ظلم عظیم کیا ہے۔ اللہ اکبر! ان بے ادبوں اور گستاخوں نے اپنے نوک قلم سے محبین رسول کے قلوب کو کس طرح مجروح و زخمی کیا ہے، اس کو بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَھُوَ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَام

﴿٦﴾ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہیں۔ اس لئے یہ رشتہ میں شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد ہیں۔ یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہیں جن کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔

بہت ہی بلند قامت، گورے اور چھریرے بدن کے آدمی تھے اور اپنی والدہ ماجدہ کی بہترین تربیت کی بدولت بچپن ہی سے نڈر، جفاکش، بلند حوصلہ اور نہایت ہی اولوالعزم اور بہادر تھے۔ سولہ برس کی عمر میں اس وقت اسلام قبول کیا جبکہ ابھی چھ یا سات آدمی ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ تمام اسلامی لڑائیوں میں دلاوران عرب

کے مقابلے میں آپ نے جس مجاہدانہ بہادری کا مظاہرہ کیا تو اریخ جنگ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپ جس طرف بھی تلوار لے کر بڑھتے کفار کے پرے کے پرے کاٹ کر رکھ دیتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگ خندق کے دن ''حواری'' (مخلص وجاں نثار دوست) کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ جنگ جمل سے بیزار ہو کر واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ عمرو بن جرموز نے آپ کو دھوکہ دے کر شہید کر دیا۔ وقت شہادت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف چونسٹھ برس کی تھی۔ ۳۶ھ میں بمقام سفوان آپ کی شہادت ہوئی۔

پہلے یہ ''وادی السباع'' میں دفن کئے گئے مگر پھر لوگوں نے ان کی مقدس لاش کو قبر سے نکالا اور پورے اعزاز و احترام کے ساتھ لا کر آپ کو شہر بصرہ میں سپرد خاک کیا جہاں آپ کی قبر شریف مشہور زیارت گاہ ہے۔(1) (اکمال ص ۵۹۵ وغیرہ)

کرامات

با کرامت برچھی

جنگ بدر میں سعید بن العاص کا بیٹا ''عبیدۃ'' سر سے پاؤں تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے کفار کی صف میں سے نکلا اور نہایت ہی گھمنڈ اور غرور سے یہ بولا کہ اے مسلمانو! سن لو کہ میں ''ابو کرش'' ہوں۔ اس کی یہ مغرورانہ للکار سن کر حضرت زبیر بن

---

(1)......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الزای، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۵ واسد الغابۃ، الزبیربن العوام، ج ۲، ص ۲۹۵۔۲۹۸ ملتقطاً والریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب السادس فی مناقب الزبیربن العوام،الفصل السادس فی خصائصہ، ذکراختصاصہ...الخ، ج ۲، ص ۲۷۵

العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوشِ جہاد میں بھرے ہوئے مقابلے کے لیے اپنی صف سے نکلے مگر یہ دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو لوہے میں چھپا ہوا نہ ہو۔ آپ نے تاک کر اس کی آنکھ میں اس زور سے برچھی ماری کہ برچھی اس کی آنکھ کو چھیدتی ہوئی کھوپڑی کی ہڈی میں چبھ گئی اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور فوراً ہی مر گیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر پوری طاقت سے برچھی کو کھینچا تو بڑی مشکل سے برچھی نکلی لیکن برچھی کا سرا مڑ کر خم ہو گیا تھا۔ یہ برچھی ایک با کرامت یادگار بن کر برسوں تک تبرک بنی رہی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ برچھی طلب فرمالی اور اس کو اپنے پاس رکھا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی اور یہ حضرات اعزاز و احترام کے ساتھ اس برچھی کی خاص حفاظت فرماتے رہے۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آ گئی یہاں تک کہ ۷۳ھ میں جب بنوامیہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے ان کو شہید کر دیا تو یہ برچھی بنوامیہ کے قبضہ میں چلی گئی۔ پھر اس کے بعد لاپتہ ہو گئی۔ (1) (بخاری شریف ج۲،ص۵۷۰، غزوہ بدر)

تبصرہ

بخاری شریف کی یہ حدیث پاک ہر مسلمان دین دار کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر متنبہ کر

1 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۲، الحدیث:۳۹۹۸، ج۳،ص۱۸ و حاشیۃ البخاری، کتاب المغازی، ج۲،ص ۵۷۰ و اسد الغابۃ، عبداللّٰہ بن الزبیربن العوام، ج۳،ص ۲۴۵۔۲۴۸

رہی ہے کہ بزرگان دین وعلماء صالحین کے عصاء، قلم، تلوار، تسبیح، لباس، برتن وغیرہ سامانوں کو یادگار کے طور پر بطور تبرک اپنے پاس رکھنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مقدس سنت ہے۔ غور فرمایئے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برچھی کو تبرک بنا کر رکھنے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس قدر اہتمام کیا اور کس کس طرح اس برچھی کا اعزاز واکرام کیا؟

بدعقیدہ لوگ جو بزرگان دین کے تبرکات اوران کی زیارتوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں اور اہل سنت کو طعنہ دیا کرتے ہیں کہ یہ لوگ بزرگوں کی لاٹھیوں، تلواروں، قلموں کا اکرام واحترام کرتے ہیں۔ یہ حدیث ان کی آنکھیں کھول دینے کے لئے سرمۂ ہدایت سے کم نہیں بشرطیکہ ان کی آنکھیں پھوٹ نہ گئی ہوں۔

فتح فسطاط

مصر کی جنگ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ فسطاط کے قلعہ کا کئی ماہ سے محاصرہ کئے ہوئے تھے لیکن اس مضبوط قلعہ کو فتح کرنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آرہی تھی۔ آپ نے دربار خلافت میں مزید فوجوں سے امداد کے لیے درخواست بھیجی۔ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار مجاہدین اور چار افسروں کو بھیج کر یہ تحریر فرمایا کہ ان چار افسروں میں ہر افسر دس ہزار سپاہ کے برابر ہے۔ ان چار افسروں میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حملہ آور محاصرین کی فوج کا سپہ سالار بنا دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ کا چکر لگا کر

اندازہ فرمالیا کہ اس قلعہ کو فتح کرنا نہایت ہی دشوار ہے لیکن آپ نے اپنے فوجی دستے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے بہادرانِ اسلام ! دیکھو میں آج اپنی ہستی کو اسلام پر فدا اور قربان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے بالکل اکیلے قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگائی اور تنہا قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر ''اللہ اکبر'' کا نعرہ مارا اور ایک دم فصیل کے نیچے قلعہ کے اندر کود کرا کیلے ہی قلعہ کی اندرونی فوج سے لڑتے ہوئے قلعہ کا پھاٹک کھول دیا اور اسلامی فوج نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہوگئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہوگیا۔

اس مضبوط و مستحکم قلعہ کو جس بے مثال جرأت اور بہادری سے منٹوں میں فتح کرلیا۔اس کو تاریخ جنگ میں کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔امیر لشکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی اس کرامت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے کیونکہ وہ کئی ماہ سے اس قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے مگر باوجود اپنی جنگی مہارت اور اعلٰی درجے کی کوششوں کے وہ اس قلعہ کو فتح نہیں کر سکے تھے۔(کتاب عشرہ مبشرہ،ص۲۲۴)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شکل میں حضرت جبریل علیہ السلام

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جنگ بدر کے دن حضرت جبریل علیہ السلام پیلے رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شکل وصورت میں فرشتوں کی فوج لے کر اترے تھے۔(1)(کنز العمال،ج۲،ص۱۲۷،مطبوعہ حیدر آباد)

---

1 ...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الزبیربن العوام ...الخ، الحدیث: ۳۶۶۲۲، ج۷، الجزء۱۳،ص ۹۰

﴿۷﴾ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی دس جنتی صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی فہرست میں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دس سال بعد خاندان قریش میں پیدا ہوئے۔(1) ابتدائی تعلیم وتربیت اسی طرح ہوئی جس طرح سرداران قریش کے بچوں کی ہوا کرتی تھی۔ ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ یمن کے ایک بوڑھے عیسائی راہب نے ان کو نبی آخرالزمان صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے ظہور کی خبر دی اور یہ بتایا کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کریں گے۔ جب یہ یمن سے لوٹ کر مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ جبکہ آپ سے پہلے چند ہی آدمی آغوش اسلام میں آئے تھے چونکہ مسلمان ہوتے ہی آپ کے گھر والوں نے آپ پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑنا شروع کردیا اس لئے ہجرت کرکے حبشہ چلے گئے۔ پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آئے اور اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر بالکل خالی ہاتھ ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلے گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے بازار کا رخ کیا اور چند ہی دنوں میں آپ کی تجارت میں اس قدر خیر وبرکت ہوئی کہ آپ کا شمار دولت مندوں میں ہونے لگا اور آپ نے قبیلہ انصار کی ایک خاتون سے شادی بھی کرلی۔(2)

تمام اسلامی لڑائیوں میں آپ نے جان ومال کے ساتھ شرکت کی۔ جنگ اُحد میں یہ ایسی جاں بازی اور سرفروشی کے ساتھ کفار سے لڑے کہ ان کے بدن پر

---

1 ......الطبقات الکبری لابن سعد، عبدالرحمن بن عوف، ج۳، ص۹۲

2 ......الطبقات الکبری لابن سعد، عبدالرحمن بن عوف، ج۳، ص۹۲-۹۳ ملخصاً

اکیس زخم لگے تھے اوران کے پاؤں میں بھی ایک گہرا زخم لگ گیا تھا جس کی وجہ سے یہ لنگڑا کر چلتے تھے۔(1) آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ کا تجارتی قافلہ جو سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔آپ نے اپنا یہ پورا قافلہ مع اونٹوں اوران پر لدے ہوئے سامانوں کے خداعزوجل کی راہ میں خیرات کردیا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم پیش کردیئے۔دوسری مرتبہ چالیس ہزار درہم اور تیسری مرتبہ پانچ سو گھوڑے، پانچ سو اونٹ پیش کردیئے(2) بوقت وفات ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دیناروں کا صدقہ کیا اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے چار چار سو دینار کی وصیت فرمائی(3) اورام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کیلئے ایک باغ کی وصیت کی جو چالیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔(4)(مشکوۃ،ج۲،ص۵۶۷)

۳۲ھ میں کچھ دنوں بیمار رہ کر بہتّر سال کی عمر میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئے اور ہمیشہ کے لیے سخاوت وشجاعت کا یہ آفتاب غروب ہوگیا۔(5)(عشرہ مبشرہ،ص۲۲۹تا۲۳۵واکمال،ص۶۰۳وکنزالعمال،ج۱۵،ص۲۰۴)

---

1 ......اسد الغابة، عبدالرحمن بن عوف، ج۳، ص۴۹۶

2 ......اسد الغابة، عبدالرحمن بن عوف، ج۳، ص۴۹۸

3 ......اسد الغابة، عبدالرحمن بن عوف،ج۳،ص۴۹۹-۵۰۰

4 ......مشكاة المصابيح، كتاب المناقب،باب مناقب العشرة...الخ ، الحديث ۶۱۳۰، ج۲، ص۴۳۴

5 ......الاكمال فی اسماء الرجال،حرف العين،فصل فی الصحابة،ص۶۰۳

کرامات

یوں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس زندگی سراپا کرامت ہی کرامت تھی مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا مسئلہ آپ نے جس طرح طے فرمایا وہ آپ کی باطنی فراست اور خداداد کرامت کا ایک بڑا ہی انمول نمونہ ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت وفات چھ جنتی صحابہ حضرت عثمان وحضرت علی وحضرت سعد بن ابی وقاص وحضرت زبیر بن العوام وحضرت عبدالرحمٰن بن عوف وحضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لے کر یہ وصیت فرمائی کہ میرے بعد ان چھ شخصوں میں سے جس پر اتفاق رائے ہو جائے اس کو خلیفہ مقرر کیا جائے اور تین دن کے اندر خلافت کا مسئلہ ضرور طے کر لیا جائے اور ان تین دنوں تک حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں امامت کرتے رہیں گے۔اس وصیت کے مطابق یہ چھ حضرات ایک مکان میں جمع ہو کر دو روز تک مشورہ کرتے رہے مگر یہ مجلس شوریٰ کسی نتیجہ پر نہ پہنچی۔تیسرے دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ آج تقرر خلافت کا تیسرا دن ہے لہٰذا تم لوگ آج اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لو۔حاضرین نے کہا: اے عبدالرحمٰن! رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگ تو اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکے۔اگر آپ کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو پیش کیجئے۔آپ نے فرمایا کہ چھ آدمیوں کی یہ جماعت ایثار سے کام لے اور تین آدمیوں کے حق میں اپنے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان

فرما دیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اپنے حق سے دستبر دار ہوتا ہوں۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اپنے حق سے کنارہ کش ہو گئے۔ آخر میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حق دے دیا۔ اب خلافت کے حقدار حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم رہ گئے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے عثمان و علی! رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز خلیفہ نہیں بنوں گا، اب تم دو ہی امیدوار رہ گئے ہو اس لئے تم دونوں خلیفہ کے انتخاب کا حق مجھے دے دو۔ حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انتخاب خلیفہ کا مسئلہ خوشی خوشی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اس گفتگو کے مکمل ہو جانے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان سے باہر نکل آئے اور پورے شہر مدینہ میں خفیہ طور پر گشت کر کے ان دونوں امیدواروں کے بارے میں رائے عامہ معلوم کرتے رہے۔ پھر دونوں امیدواروں سے الگ الگ تنہائی میں یہ عہد لے لیا کہ اگر میں تم کو خلیفہ بنا دوں تو تم عدل کرو گے اور اگر دوسرے کو خلیفہ مقرر کر دوں تو تم اس کی اطاعت کرو گے۔ جب دونوں امیدواروں سے یہ عہد لے لیا تو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں آ کر یہ اعلان فرمایا کہ اے لوگو! میں نے خلافت کے معاملہ میں خود بھی کافی غور وخوض کیا اور اس معاملہ میں انصار و مہاجرین کی رائے عامہ بھی معلوم کر لی ہے۔ چونکہ رائے عامہ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حق میں زیادہ ہے اس لئے میں حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر سب سے پہلے خود آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی اور آپ کے بعد حضرت علی اور دوسرے سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنہم نے بیعت کرلی۔اس طرح خلافت کا مسئلہ بغیر کسی اختلاف وانتشار کے طے ہوگیا جو بلاشبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔(1)

(عشرہ مبشرہ،ص۲۳۱ تا ۲۳۴ و بخاری، ج۱ص۵۲۴ مناقب عثمان)

جنت میں جانے والا پہلا مال دار

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اَغْنِيَاءِ اُمَّتِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ (یعنی میری امت کے مال داروں میں سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں داخل ہوں گے۔)(2)(کنز العمال، ج۱۲،ص۲۹۳)

ماں کے پیٹ ہی سے سعید

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بے ہوش ہوگئے اور کچھ دیر بعد جب وہ ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ابھی ابھی میرے پاس دو بہت ہی خوفناک فرشتے آئے اور مجھ سے کہا کہ تم اس خدا کے دربار میں چلو جو عزیز وامین ہے۔اتنے میں ایک دوسرا فرشتہ آگیا اور اس نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو یہ تو جب اپنی ماں کے شکم میں تھے اسی وقت سے سعادت آگے بڑھ کر ان سے وابستہ ہو چکی ہے۔(3)(کنز العمال، ج۱۵،ص۲۰۳ مطبوعہ حیدر آباد)

---

1 ......الرياض النضرة فى مناقب العشرة، الباب الثالث فى مناقب امير المؤمنين عثمان بن عفان، الفصل العا شر فى خلافته و ما يتعلق بها ، ذكر حديث الشورى، ج۲، ص۵۳ - ۵۵ ملتقطاً

2 ......كنزالعمال،كتاب الفضائل، ذكر الصحابة وفضلهم ، عبدالرحمن بن عوف، الحديث: ۳۳۴۹۵، ج٦، الجزء۱۱،ص۳۲۸

3 ......كنزالعمال، كتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحديث:۳٦٦۸۵،ج۷،الجزء۱۳،ص۹۹

﴿۸﴾ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ

ان کی کنیت ابو اسحاق ہے اور خاندان قریش کے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں۔ یہ ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں جن کو نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں جبکہ ابھی ان کی عمر سترہ برس کی تھی دامن اسلام میں آ گئے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے ساتھ ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالٰی کی راہ میں کفار پر تیر چلایا اور ہم لوگوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ رہ کر اس حال میں جہاد کیا کہ ہم لوگوں کے پاس سوائے ببول کے پتوں اور ببول کی پھلیوں کے کوئی کھانے کی چیز نہ تھی۔(1) (مشکوٰۃ، ج۲ص ۵۶۷)

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے خاص طور پر ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

"اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَہٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ "(2) (اے اللہ! عزوجل ان کے تیر کے نشانہ کو درست فرما دے اور ان کی دعا کو مقبول فرما)

خلافت راشدہ کے زمانے میں بھی یہ فارس اور روم کے جہادوں میں سپہ سالار رہے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا پھر اس عہدہ سے معزول کر دیا اور یہ برابر جہادوں میں کفار سے کبھی سپاہی بن کر اور کبھی اسلامی لشکر کے سپہ سالار بن کر لڑتے رہے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابة، ص۵۹٦ ملتقطاً ومعرفة الصحابة، معرفة سعد بن ابی وقاص...الخ، الحدیث:۵۲۵،ج۱،ص۱٤۵

2 ......کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، سعد بن ابی وقاص...الخ، الحدیث: ۳٦٦٤۰، ج۷، الجزء۱۳، ص۹۲

اللہ تعالٰی عنہ امیر المؤمنین ہوئے تو انہوں نے دوبارہ انہیں کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب مقام ''عقیق'' میں اپنا ایک گھر بنا کر اس میں رہتے تھے اور ۵۵ھ میں جبکہ ان کی عمر شریف پچھتّر برس کی تھی اسی مکان کے اندر وصال فرمایا۔ آپ نے وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں میرا اون کا وہ پرانا جبہ ضرور پہنایا جائے جس کو پہن کر میں نے جنگ بدر میں کفار سے جہاد کیا تھا چنانچہ وہ جبہ آپ کے کفن میں شامل کیا گیا۔ لوگ فرطِ عقیدت سے آپ کے جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر مقام ''عقیق'' سے مدینہ منورہ لائے اور حاکم مدینہ مروان بن الحکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کی قبر منور بنائی۔

''عشرہ مبشرہ'' یعنی جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابیوں میں سے یہی سب سے اخیر میں دنیا سے تشریف لے گئے اور ان کے بعد دنیا عشرہ مبشرہ کے ظاہری وجود سے خالی ہوگئی مگر زمانہ ان کی برکات سے ہمیشہ ہمیشہ مستفیض ہوتا رہے گا۔(1)

(اکمال فی اسماء الرجال وتذکرۃ الحفاظ، ج۱،ص۲۲ وغیرہ)

کرامات

آپ کی کرامتوں میں سے چند کرامات مندرجہ ذیل ہیں:

بدنصیب بوڑھا

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شکایات لے کر امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابۃ، ص۵۹٦ واسد الغابۃ، سعد بن مالك القرشی، ج۲، ص۴۳۴، ۴۳۷ ملتقطاً وملخصاً

تعالیٰ عنہ کے دربارِ خلافت مدینہ منورہ میں پہنچے۔ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان شکایات کی تحقیقات کے لیے چند معتمد صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور یہ حکم فرمایا کہ کوفہ شہر کی ہر مسجد کے نمازیوں سے نماز کے بعد یہ پوچھا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے آدمی ہیں؟ چنانچہ تحقیقات کرنے والوں کی اس جماعت نے جن جن مسجدوں میں نمازیوں کو قسم دے کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو تمام مسجدوں کے نمازیوں نے ان کے بارے میں کلمہ خیر کہا اور مدح وثناء کی مگر ایک مسجد میں فقط ایک آدمی جس کا نام ''ابوسعدہ'' تھا اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین شکایات پیش کیں اور کہا: لَا یَقْسِمُ بِالسَّوِیَّۃِ وَلَا یَسِیْرُ بِالسَّرِیَّۃِ وَلَا یَعْدِلُ فِی الْقَضِیَّۃِ (یعنی یہ مال غنیمت برابری کے ساتھ تقسیم نہیں کرتے اور خود لشکروں کے ساتھ جہاد میں نہیں جاتے اور مقدمات کے فیصلوں میں عدل نہیں کرتے)

یہ سن کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی یہ دعا مانگی: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی عمر لمبی کردے اور اس کی محتاجی کو دراز کردے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کردے۔ عبدالملک بن عمیر تابعی کا بیان ہے کہ اس دعا کا میں نے یہ اثر دیکھا کہ ''ابوسعدہ'' اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھویں اس کی دونوں آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں اور وہ در بدر بھیک مانگ کر انتہائی فقیری اور محتاجی کی زندگی بسر کرتا تھا اور اس بڑھاپے میں بھی وہ راہ چلتی ہوئی جوان جوان لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور ان کے بدن میں چٹکیاں بھرتا رہتا تھا اور جب کوئی اس سے اس کا حال پوچھتا تھا تو وہ کہا کرتا تھا کہ میں کیا بتاؤں؟ میں ایک بڈھا ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہوں

کیونکہ مجھ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بد دعا لگ گئی ہے۔(1)

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲،ص۸۶۵ بحوالہ بخاری ومسلم وبیہقی)

دشمن صحابہ کا انجام

ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے الفاظ بکنے لگا۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ تم اپنی اس خبیث حرکت سے باز رہو ورنہ میں تمہارے لئے بد دعا کر دوں گا۔ اس گستاخ و بے باک نے کہہ دیا کہ مجھے آپ کی بد دعا کی کوئی پرواہ نہیں۔ آپ کی بد دعا سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ یہ سن کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ یااللہ! عزوجل اگر اس شخص نے تیرے پیارے نبی کے پیارے صحابیوں کی توہین کی ہے تو آج ہی اس کو اپنے قہر وغضب کی نشانی دکھا دے تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ اس دعا کے بعد جیسے ہی وہ شخص مسجد سے باہر نکلا تو بالکل ہی اچانک ایک پاگل اونٹ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کو دانتوں سے پچھاڑ دیا اور اس کے اوپر بیٹھ کر اس کو اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی پسلیوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑ دوڑ کر حضرت سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مبارک باد دینے لگے کہ آپ کی دعا مقبول ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا دشمن ہلاک ہو گیا۔(2)

(دلائل النبوۃ، ج۳،ص۲۰۷ وحجۃ اللہ علی العالمین، ج۲،ص۸۶۶)

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة...الخ، ص٦١٥

2 ......دلائل النبوة للبيهقى، باب ماجاء فى دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم لسعد بن ابى وقاص...الخ، ج٦، ص١٩٠

گستاخ کی زبان کٹ گئی

جنگ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ اسلامی لشکروں کے سپہ سالار تھے لیکن آپ زخموں سے نڈھال تھے اس لئے میدان جنگ میں نکل کر جنگ نہیں کر سکے بلکہ سینے کے نیچے ایک تکیہ رکھ کر اور پیٹ کے بل لیٹ کر فوجوں کی کمان کرتے رہے۔ بڑی خونریز اور گھمسان کی جنگ کے بعد جب مسلمانوں کی فتح مبین ہوگئی تو ایک مسلمان سپاہی نے یہ گستاخی اور بے ادبی کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کی شان میں ہجو اور بے ادبی کے اشعار لکھ ڈالے جو یہ ہیں:

نُقَاتِلُ حَتّٰی یُنْزِلَ اللّٰہُ نَصْرَہٗ

وَسَعْدٌ بِبَابِ الْقَادِسِیَّۃِ مُعْصَمٗ

(ہم لوگ جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالٰی اپنی مدد نازل فرما دیتا ہے اور حضرت سعد (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا یہ حال ہے کہ وہ قادسیہ کے پھاٹک پر محفوظ ہو کر بیٹھے ہی رہتے ہیں۔)

فَاُبْنَا وَقَدْ اٰمَتْ نِسَاءٌ کَثِیْرَۃٌ

وَنِسْوَۃُ سَعْدٍ لَیْسَ فِیْھِنَّ اَیِّمٗ

(ہم جب جنگ سے واپس آئے تو بہت سی عورتیں بیوہ ہو چکیں تھیں لیکن سعد کی کوئی بیوی بھی بیوہ نہیں ہوئی۔)

اس دل خراش ہجو سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قلب نازک پر بڑی زبردست چوٹ لگی اور آپ نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل اس شخص کی زبان اور ہاتھ کو میری ہجو کرنے سے روک دے۔ آپ کی زبان سے ان کلمات کا نکلنا

تھا کہ یکایک کسی نے اس گستاخ سپاہی کو اس طرح تیر مارا کہ اس کی زبان کٹ کر گر پڑی اور اس کا ہاتھ بھی کٹ گیا اور وہ شخص ایک لفظ بھی نہ بول سکا اس کا دم نکل گیا۔(1)

(دلائل النبوۃ، ج۳،ص۲۰۷ والبدایہ والنہایہ، ج۷،ص۴۵)

چہرہ پیٹھ کی طرف ہو گیا

ایک عورت کی یہ عادت بد تھی کہ وہ ہمیشہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مکان میں جھانک جھانک کر آپ کے گھریلو حالات کی جستجو و تلاش کیا کرتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بار بار اس کو سمجھایا اور منع کیا مگر وہ کسی طرح باز نہیں آئی۔ یہاں تک کہ ایک دن نہایت جلال میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ "تیرا چہرہ بگڑ جائے" ان لفظوں کا یہ اثر ہوا کہ اس عورت کی گردن گھوم گئی اور اس کا چہرہ پیٹھ کی طرف ہو گیا۔(2) (حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲،ص۸۶۶ بحوالہ ابن عساکر)

ایک خارجی کی ہلاکت

ایک گستاخ نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو گالی دی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ سن کر رنج و غم میں ڈوب گئے اور جوش میں آکر یہ دعا کر دی کہ "یا اللہ! عزوجل اگر یہ تیرے اولیاء میں سے ایک ولی کو گالیاں دے رہا ہے تو اس مجلس کے برخاست ہونے سے قبل ہی اس شخص کو اپنا قہر و غضب دکھا دے۔" آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زبان

---

1 ......البداية والنهاية، سنة اربع عشرة من الهجرة، غزوة القادسية،ج٥،ص١١٣ ملتقطاً وثم دخلت سنة اربع وخمسين،ذكر توفى فيها...الخ، ج٥، ص٥٧٢۔٥٧٣ ملتقطاً ودلائل النبوة لابى نعيم، اجابة الدعوة، اللهم كف لسانه...الخ،ج٢، ص١٢١

2 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ،ص٦١٦

اقدس سے اس دعا کا نکلنا تھا کہ اس مردود کا گھوڑا بدک گیا اور وہ پتھروں کے ڈھیر میں منہ کے بل گر پڑا اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔(1)

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۲، ص ۸۶۶ بحوالہ حاکم)

تبصرہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا ان پانچ کراموں سے ہم کو دو سبق ملتے ہیں:

اول: یہ کہ محبوبانِ بارگاہ الٰہی یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام وصدیقین اور شہداء کرام و صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی شان میں ادنیٰ درجے کی بد دعائیں بہت ہی خطرناک اور ہلاکت آفریں بلائیں ہیں۔ ان بزرگوں کی بد دعا اور پھٹکار اور ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی یہ قہر الٰہی کا سگنل ہے۔ ان خدا کے مقدس اور محبوب بندوں کی ذرا سی بھی بے ادبی کو خداوند قدوس کی شان قہاری و جباری معاف نہیں فرماتی بلکہ ضرور ان گستاخوں کو دونوں جہان کے عذاب میں گرفتار کر دیتی ہے۔

دوم: یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں علماء، اولیاء اور تمام صالحین کی بد دعائیں بہت ہی خطرناک اور ہلاکت آفریں بلائیں ہیں۔ ان بزرگوں کی بد دعا اور پھٹکار وہ تلوار ہے جس کی کوئی ڈھال نہیں اور یہ تباہی و بربادی کا وہ زہر آلود تیر ہے جس کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ زندگی بھر ہر ہر قدم پر یہ دھیان رکھے کہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی شان میں ذرہ بھر بھی بے ادبی نہ ہونے پائے اور بزرگانِ دین میں سے کسی کی بھی بد دعا نہ لے بلکہ ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہے کہ خدا عزوجل کے نیک

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ، ص٦١٦

بندوں کی دعائیں ملتی رہیں کیونکہ نیک بندوں کی بددعائیں بربادی کا خوفناک سگنل اور ان کی دعائیں آبادی کا شیریں پھل ہیں۔

ساٹھ ہزار کا لشکر دریا میں

جنگ فارس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ دورانِ سفر راستہ میں دریائے دجلہ کو پار کرنے کی ضرورت پیش آ گئی اور کشتیاں موجود نہیں تھیں۔ آپ نے لشکر کو دریا میں چل دینے کا حکم دے دیا اور خود سب سے آگے آگے آپ یہ دعا پڑھتے ہوئے دریا پر چلنے لگے " نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ " لوگ آپس میں بلاجھجک ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے گھوڑوں والے گھوڑوں پر سوار، اونٹوں والے اونٹوں پر سوار، پیدل چلنے والے پاپیادہ اپنے اپنے سامانوں کے ساتھ دریا پر اس طرح چلنے لگے جس طرح میدانوں میں قافلے گزرتے رہتے ہیں۔ عثمان نہدی تابعی کا بیان ہے کہ اس موقع پر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیالہ دریا میں گر پڑا تو دریا کی موجوں نے اس پیالہ کو کنارے پر پہنچا دیا اور ان کو ان کا پیالہ مل گیا۔ اس لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار پاپیادہ اور سوار کی تھی۔ (1) (دلائل النبوۃ، ج ۳، ص ۲۰۹ وطبری، ج ۴، ص ۱۷۱)

تبصرہ

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ دریا بھی اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے احکام کا فرماں بردار ہے اور ان اللہ والوں کی حکومت خداوند قدوس کی عطا سے جس طرح

---

(1)......دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل التاسع و العشرون، عبور سعد بن ابی وقاص بعسکرہ...الخ، ج ۲، ص ۱۳۲ ـ ۱۳۴ ملخصاً

خشکی پر ہے اسی طرح دریاؤں پر بھی ان کی حکومت کا سکہ چلتا ہے۔کاش! وہ بدعقیدہ لوگ جو اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے ادب واحترام سے محروم اوران بزرگوں کی خداداد طاقتوں اوران کے تصرفات کی قدرتوں کے منکر ہیں ان روایات کوبغور پڑھتے اوران روشنی کے میناروں سے ہدایت کا نور حاصل کرتے۔

ڈاکٹر محمد اقبال نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی کرامت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی نظم میں یہ شعر لکھا ہے:

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

نعرۂ تکبیر سے زلزلہ

جنگ قادسیہ میں فتح حاصل ہوجانے کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''حمص'' پر چڑھائی کی یہ رومیوں کا بہت ہی مضبوط قلعہ تھا۔بادشاہ روم نے اس شہر کی حفاظت کے لیے بہت ہی زبردست فوج بھیجی تھی مگر جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شہر کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے لشکر کو حکم فرمایا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کا بلند آواز سے نعرہ ماریں چنانچہ جب پوری فوج نے ایک ساتھ نعرہ مارا تو اس شہر میں اس زور کا زلزلہ آ گیا کہ تمام عمارتیں ہلنے لگیں۔پھر دوسری مرتبہ نعرہ مارا تو قلعہ اورشہر کی دیواریں گرنے لگیں اوررومی فوج پر ایسی دہشت سوار ہوگئی کہ وہ ہتھیار بھی نہ اٹھا سکی بلکہ ایک گراں قدر رقم بطور جزیہ کے دے کر رومیوں نے مسلمانوں سے صلح کرلی۔(1)(ازالۃ الخفاء،مقصد۲،ص۵۹)

(1)......ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم،اماماآثرفاروق اعظم، ج۳، ص۲۱۳

تبصرہ

کلمہ طیبہ اور تکبیر کا نعرہ ہر شخص لگا سکتا ہے مگر تجربہ یہ ہے کہ اگر اس زمانے کے لاکھوں مسلمان بھی ایک ساتھ مل کر یہ نعرہ ماریں تو گھاس کا ایک پتہ اور بھس کا ایک تنکا بھی نہیں ہل سکتا مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس نعرہ سے پتھروں کی چٹانوں سے بنے ہوئے محلات اور قلعے چکنا چور ہو کر زمین پر بکھر گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ کلمہ تکبیر کے الفاظ و معانی میں تو ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے لیکن اللہ والوں کی زبانوں، آوازوں اور لہجوں میں اور ہماری زبانوں، آوازوں اور لہجوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کہاں وہ اللہ عزوجل کے نیک اور پاکباز بندے؟ اور کہاں ہم دلوں کے میلے اور زبانوں کے گندے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک ہی آیت، ایک ہی دعا، ایک اللہ والا پڑھ دے تو اس کی تاثیر کچھ اور ہوتی ہے اور ایک گناہوں والا پڑھ دے تو اس کی تاثیر کچھ اور ہوتی ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

(بال جبریل)

بہرحال اس نکتہ سے ہرگز ہرگز غافل نہیں رہنا چاہیے کہ اولیاء کرام اور عام انسانوں میں بہت بڑا فرق ہے جو لوگ صرف پانچ وقت نماز پڑھ کر اولیاء کرام کے

ساتھ برابری کا دعویٰ کرتے پھرتے ہیں۔خدا کی قسم! یہ لوگ گمراہی کے اتنے گہرے اوراس قدر اندھیرے غار میں گر پڑے ہیں کہ انہیں نہ توفیق الٰہی کی سیڑھی مل سکتی ہے نہ وہاں تک آفتاب ہدایت کی روشنی پہنچ سکتی ہے۔خداوند کریم ان گمراہوں کے قرب اوران کے مکروفریب کے کالے جادو سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔(آمین)

عمر دراز ہوگئی

ایک شخص نہایت ہی خطرناک اور جان لیوا بیماری میں مبتلا ہوکر اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا۔وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا اور رو رو کر فریاد کرنے لگا: اے صحابی رسول! میرے بچے ابھی بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں میرے مرنے کے بعد ان کی پرورش کرنے والا مجھے کوئی نظر نہیں آتا لہٰذا آپ یہ دعا کر دیجئے کہ ان بچوں کے بالغ ہونے تک زندہ رہوں۔آپ کو اس مریض کے حال زار پر رحم آ گیا اور آپ نے اس کی تندرستی اور سلامتی کے لئے دعا کر دی تو وہ شخص شفایاب ہوگیا اور بیس برس تک زندہ رہا حالانکہ کسی کو بھی امید نہیں تھی کہ وہ اس بیماری سے بچ کر زندہ رہ سکے گا۔(1) (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲،ص ۸۶۶ بحوالہ بیہقی)

تبصرہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان کرامتوں میں آپ نے ان کی بد دعاؤں کا ثمرہ بھی دیکھ لیا اور ان کی دعاؤں کا جلوہ بھی دیکھ لیا اس لئے اس سے سبق حاصل کیجئے اور ہمیشہ اللہ والوں کی بد دعاؤں سے بچتے رہیے اور ان بزرگوں سے

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ، ص٦١٦

ہمیشہ نیک دعاؤں کی بھیک مانگتے رہئے اگر آپ کا یہ طرزِ عمل رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی بھر آپ سعادت اور خوش بختی کے بادشاہ بنے رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۹﴾ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی ان دس صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہیں جن کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی ہے۔ یہ خاندان قریش میں سے ہیں اور زمانہ جاہلیت کے مشہور موحد زید بن عمرو بن نفیل کے فرزند اور امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی ہیں یہ جب مسلمان ہوئے تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسی سے باندھ کر مارا اور ان کے گھر میں جا کر ان کو اور اپنی بہن فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی مارا مگر یہ دونوں استقامت کا پہاڑ بن کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جنگ بدر میں ان کو اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کا پتا لگانے کے لیے بھیج دیا تھا اس لئے یہ جنگ بدر کے معرکہ میں حصہ نہ لے سکے مگر اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں یہ شمشیر بکف ہو کر کفار سے ہمیشہ جنگ کرتے رہے۔ گندمی رنگ، بہت ہی دراز قد، خوبصورت اور بہادر جوان تھے۔ تقریباً ۵۰ھ میں ستر برس کی عمر پا کر مقام ''عقیق'' میں وصال فرمایا اور لوگوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ کو مدینہ منورہ لاکر آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا۔ (1)

(اکمال فی اسماء الرجال، ص ۵۹۶ و بخاری شریف، ج ۱ ص ۵۴۵ مع حاشیہ)

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابة، ص ٥٩٦
و الاستیعاب، باب حرف السین، سعید بن زید بن عمرو، ج ٢، ص ١٧٨
و اسد الغابة، عمر بن الخطاب، ج ٤، ص ١٥٨-١٥٩

کرامت

کنواں قبر بن گیا

ایک عورت جس کا نام اروٰی بنت اویس تھا اس نے ان کے اوپر حاکم مدینہ مروان بن الحکم کی کچہری میں یہ دعویٰ دائر کر دیا کہ انہوں نے میری ایک زمین لے لی ہے۔مروان نے جب ان سے جواب طلب کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی کی بالشت برابر بھی زمین لے لے گا تو قیامت کے دن اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا تو اس حدیث کو سن لینے کے بعد بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں کسی کی زمین لے لوں گا۔آپ کا جواب سن کر مروان نے کہا: اے عورت! اب میں تجھ سے کوئی گواہ طلب نہیں کروں گا، جا تو اس زمین کو لے لے۔حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر یہ دعا مانگی: یا اللہ! عزوجل اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اندھی ہو جائے اور اسی زمین پر مرے۔چنانچہ اس کے بعد یہ عورت اندھی ہوگئی۔محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ میں نے اس عورت کو دیکھا ہے کہ وہ اندھی ہوگئی تھی اور دیواریں پکڑ کر ادھر ادھر چلتی پھرتی تھی یہاں تک کہ وہ ایک دن اسی زمین کے ایک کنوئیں میں گر کر مرگئی اور کسی نے اس کو نکالا بھی نہیں اس لئے وہی کنواں اس کی قبر بن گیا اور ایک اللہ والے کی دعا کی مقبولیت کا جلوہ نظر آ گیا۔(1) (مشکوٰۃ، ج۲،ص۵۴۶ و حجۃ اللہ ج۲،ص۸۶۶ بحوالہ بخاری و مسلم)

---

(1)......مشكاة المصابيح، كتاب احوال القيامة وبدء الخلق، الحديث:۵۹۵۳،ج۲، ص۴۱
وحجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ،ص۶۱۶

تبصرہ

اللہ والوں کی یہ کرامت ہے کہ ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت جلد مقبول ہوا کرتی ہیں اور ان کی زبان سے نکلے الفاظ کا ثمرہ خداوند کریم ضرور عالم وجود میں لاتا ہے۔ سچ ہے ؎

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

﴿۱۰﴾ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ خاندان قریش کے بہت ہی نامور اور معزز شخص ہیں۔ فہر بن مالک پر ان کا خاندانی شجرہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ یہ بھی ''عشرہ مبشرہ'' میں سے ہیں۔ ان کا اصلی نام ''عامر'' ہے۔ ابوعبیدہ ان کی کنیت ہے اور ان کو بارگاہ رسالت سے امین الامّۃ کا لقب ملا ہے۔ ابتدائے اسلام ہی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو آپ فوراً ہی اسلام قبول کر کے جاں نثاری کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ پہلے آپ نے حبشہ ہجرت کی۔ پھر حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ جنگ بدر وغیرہ تمام اسلامی جنگوں میں انتہائی جاں بازی کے ساتھ کفار سے معرکہ آرائی کرتے رہے۔ جنگ احد میں لوہے کی ٹوپی کی دو کڑیاں حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے رخسار منور میں چبھ گئی تھیں۔ آپ نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر ان کڑیوں کو کھینچ کر نکالا۔ اسی میں آپ کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ بہت ہی شیر دل، بہادر، بلند قامت اور بارعب چہرے والے پہلوان

تھے۔ ۱۸ھ میں بمقام اردن طاعونِ عمواس میں وفات پا گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور مقام بیسان میں دفن ہوئے۔ بوقت وفات عمر شریف اٹھاون برس تھی۔(1) (اکمال فی اسماء الرجال، ص ۶۰۸)

کرامت

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کرامتوں میں سے ایک بہت ہی مشہور اور عجیب کرامت درج ذیل ہے:

بے مثال مچھلی

آپ تین سو مجاہدین اسلام کے لشکر پر سپہ سالار بن کر "سیف البحر" میں جہاد کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں فوج کا راشن ختم ہو گیا یہاں تک کہ یہ چوبیس چوبیس گھنٹے میں ایک ایک کھجور بطور راشن کے مجاہدین کو دینے لگے۔ پھر وہ کھجوریں بھی ختم ہو گئیں۔ اب بھکمری کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔ اس موقع پر آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اچانک سمندر کی طوفانی موجوں نے ساحل پر ایک بہت بڑی مچھلی کو پھینک دیا اور اس مچھلی کو یہ تین سو مجاہدین کی فوج اٹھارہ دنوں تک شکم سیر ہو کر کھاتی رہی اور اس کی چربی کو اپنے جسموں پر ملتی رہی یہاں تک کہ سب لوگ تندرست اور خوب فربہ ہو گئے۔ پھر چلتے وقت اس مچھلی کا کچھ حصہ کاٹ کر اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ واپس آئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھی اس مچھلی کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص۶۰۸ ملخصاً والریاض النضرة فی مناقب العشرة، الباب العاشر فی مناقب ابی عبیدة بن الجراح، الفصل الاول فی نسبه، ج۲، ص۳۴۵ والفصل الرابع فی اسلامه، ج۲، ص۳۴۶

جس کو آپ نے تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس مچھلی کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا رزق بنا کر بھیج دیا۔ یہ مچھلی کتنی بڑی تھی لوگوں کو اس کا اندازہ بتانے کے لیے امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی دو پسلیوں کو زمین میں گاڑ دیں۔ چنانچہ دونوں پسلیاں زمین پر گاڑ دی گئیں تو اتنی بڑی محراب بن گئی کہ اس کے نیچے سے کجاوہ بندھا ہوا اونٹ گزر گیا۔[1] (بخاری شریف، ج ۲، ص ۶۲۶ باب غزوۂ سیف البحر)

تبصرہ

ایسے وقت میں جب کہ لشکر میں خوراک کا سارا سامان ختم ہو چکا تھا اور لشکر کے سپاہیوں کے لیے بھکمری کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں تھا بالکل ہی ناگہاں بغیر کسی محنت و مشقت کے اس مچھلی کا خشکی میں مل جانا اس کو کرامت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ پھر اتنی بڑی مچھلی کہ تین سو بھوکے سپاہیوں نے اس مچھلی کو کاٹ کاٹ کر اٹھارہ دنوں تک خوب خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ یہ ایک دوسری کرامت ہے کیونکہ اتنی بڑی مچھلی بہت ہی نادر الوجود ہے کہ اتنا بڑا لشکر اس کو اتنے دنوں تک کھاتا رہے اور پھر اس کے ٹکڑوں کو کاٹ کاٹ کر اونٹوں پر لاد کر مدینہ منورہ تک لے جائے مگر پھر بھی مچھلی ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کا کچھ حصہ لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔ اتنی بڑی مچھلی کا وجود دنیا میں بہت ہی کمیاب ہے۔ پھر مچھلی ایک ایسی چیز ہے کہ مرنے کے بعد دو چار دنوں میں سڑ گل کر اور پانی بن کر بہ جاتی ہے مگر عادت جاریہ کے خلاف مہینوں تک یہ مری ہوئی مچھلی زمین پر دھوپ میں پڑی رہی پھر بھی بالکل تازہ رہی نہ اس میں بدبو پیدا ہوئی نہ اس کا مزہ تبدیل ہوا یہ

---

[1] ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ سیف البحر...الخ، الحدیث: ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ج۳، ص ۱۲۷

تیسری کرامت ہے۔

غرض اس عجیب وغریب مچھلی کامل جانا اس ایک کرامت کے ضمن میں چند کرامتیں ظاہر ہوئیں جو بلاشبہ امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی صحابی کی بہت ہی عظیم اور نادر الوجود کرامتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۱۱﴾ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا ہیں اور چونکہ انہوں نے بھی حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا تھا اس لئے دودھ کے رشتہ سے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ صرف چار سال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عمر میں بڑے تھے اور بعض کا قول ہے کہ صرف دو ہی سال کا فرق تھا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انتہائی والہانہ محبت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابوجہل نے حرم کعبہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بہت زیادہ برا بھلا کہا تو یہ باوجودیکہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن جوش غضب میں آپے سے باہر ہوگئے اور حرم کعبہ میں جا کر ابوجہل کے سر پر اس زور کے ساتھ اپنی کمان سے ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا اور ایک ہنگامہ مچ گیا۔ آپ نے ابوجہل کا سر پھاڑ کر بلند آواز سے کلمہ پڑھا اور قریش کے سامنے زور زور سے اعلان کرنے لگے کہ میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں۔ اب کسی کی مجال نہیں ہے کہ میرے بھتیجے کو آج سے کوئی برا بھلا کہہ سکے۔

اس میں اختلاف ہے کہ اعلان نبوت کے دوسرے سال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے یا چھٹے سال، بہر حال آپ کے مسلمان ہوجانے سے بہت زیادہ اسلام اور مسلمانوں کی تقویت کا سامان ہوگیا کیونکہ آپ کی بہادری اور جنگی کارناموں

کا سکہ تمام بہادران قریش کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔ دربار نبوت سے ان کو ''اسد اللہ'' و ''اسد الرسول'' (اللہ ورسول کا شیر) کا معزز خطاب ملا۔ ۳ھ میں جنگ احد کے معرکہ میں لڑتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہو گئے اور سید الشہداء کے قابل احترام لقب کے ساتھ مشہور ہوئے۔(1)

(اکمال، ص ۵۶۰ وزرقانی ج ۳، ص ۲۷۰ تا ۲۸۵ ومدارج النبوۃ وغیرہ)

فرشتوں نے غسل دیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی کہ بے شک میرے چچا کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔(2) (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۸۶۳، ج ۲ بحوالہ ابن سعد)

تبصرہ

مسئلہ یہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ تو خود غسل دیا نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کا حکم فرمایا لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ چونکہ تمام شہدائے احد میں آپ سید الشہداء کے معزز خطاب سے سرفراز ہوئے اس لئے فرشتوں نے اعزازی طور پر آپ کے اعزاز واکرام کا اظہار

---

1 ......شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، اسلام حمزة، ج ۱، ص ۴۷۷
والاکمال فی اسماء الرجال، حرف الحاء، فصل فی الصحابة، ص ۵۹۰
ومدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم بدء الوحی وثبوت نبوت...الخ، ج ۲، ص ۴۴

2 ......حجة الله علی العالمين، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فی ذكر جملة جميلة ...الخ، ص ۶۱۴

کرنے کے لیے آپ کو غسل دیا یا ممکن ہے کہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ان کو بھی غسل کی حاجت ہو اور فرشتوں نے اس بناء پر غسل دیا۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ ایک صحابی کو غسل دینے کے لیے آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا اور اپنے نورانی ہاتھوں سے غسل دینا یہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت ہی عظیم الشان کرامت ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

قبر کے اندر سے سلام

حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سید الشہداء جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے گئی اور میں نے قبر منور کے سامنے کھڑے ہو کر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بآواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔(1) (حجۃ اللہ، ج۲، ص۸۶۳ بحوالہ بیہقی)

اسی طرح شیخ محمود کردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر منور کے اندر سے بآواز بلند ان کے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر ''حمزہ'' رکھنا۔ چنانچہ جب خداوند کریم نے ان کو فرزند عطا فرمایا تو انہوں نے اس کا نام ''حمزہ'' رکھا۔(2) (حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲، ص۸۶۳ بحوالہ کتاب الباقیات الصالحات)

---

1 ......حجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة ...الخ، ص٦١٤

2 ......حجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة ...الخ، ص٦١٤

تبصرہ

اس روایت سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند کرامتیں معلوم ہوئیں:

﴿۱﴾ یہ کہ آپ نے قبر کے اندر سے شیخ محمود کے سلام کو سن لیا اور دیکھ بھی لیا کہ سلام کرنے والے شیخ محمود ہیں۔ پھر آپ نے سلام کا جواب شیخ محمود کو سنا بھی دیا حالانکہ دوسرے قبر والے سلام کرنے والوں کے سلام کو سن تو لیتے ہیں اور پہچان بھی لیتے ہیں مگر سلام کا جواب سلام کرنے والوں کو سنا نہیں سکتے۔

﴿۲﴾ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی قبر شریف کے اندر رہتے ہوئے یہ معلوم تھا کہ ابھی شیخ محمود کے کوئی بیٹا نہیں ہے مگر آئندہ ان کو خداوند کریم فرزند عطا فرمائے گا۔ جبھی تو آپ نے حکم دیا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر حمزہ رکھنا۔

﴿۳﴾ آپ نے جواب سلام اور بیٹے کا نام رکھنے کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ اس قدر بلند آواز سے فرمایا کہ شیخ محمود اور دوسرے حاضرین نے سب کچھ اپنے کانوں سے سن لیا۔

مذکورہ بالا کرامتوں سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے کہ وہ یہاں تک جان اور پہچان لیتے ہیں کہ آدمی کی پشت میں جو نطفہ ہے اس سے پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ یہی توجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر رکھنا اگر ان کو بالیقین یہ معلوم نہ ہوتا کہ لڑکا ہی پیدا ہوگا تو آپ کس طرح لڑکے کا نام اپنے نام پر رکھنے کا حکم دیتے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبر میں سے خون نکلا

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا تو ایک نہر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے پہلو میں نکل رہی تھی۔ لاعلمی میں اچانک نہر کھودنے والوں کا پھاوڑا آپ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا پاؤں کٹ گیا تو اس میں سے تازہ خون بہہ نکلا حالانکہ آپ کو دفن ہوئے چھیالیس سال گزر چکے تھے۔(1)(حجۃ اللہ، ج۲،ص۸۶۴ بحوالہ ابن سعد)

تبصرہ

وفات کے بعد تازہ خون کا بہہ نکلنا یہ دلیل ہے کہ شہداء کرام اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں جیسا کہ اس سے قبل بھی ہم اس مسئلہ پر اسی کتاب میں قدرے روشنی ڈال چکے ہیں۔

﴿۱۲﴾ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دوسرے چچا ہیں ان کی عمر آپ سے دو سال زائد تھی۔ یہ ابتدائے اسلام میں کفار مکہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ آپ جنگ بدر میں کفار کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے مگر محققین کا قول یہ ہے کہ یہ جنگ بدر سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے اور کفار مکہ ان کو قومیت کا دباؤ ڈال کر زبردستی جنگ بدر میں لائے تھے۔ چنانچہ جنگ بدر میں لڑائی سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

1......الطبقات الکبری لابن سعد،طبقات البدریین من المهاجرین،ذکر الطبقة الاولیٰ...الخ، ج۳،ص۷ مختصراً

فرما دیا تھا کہ تم لوگ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل مت کرنا کیونکہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں لیکن کفار مکہ ان پر دباؤ ڈال کر انہیں جنگ میں لائے ہیں۔

یہ بہت ہی معزز اور مالدار تھے اور زمانہ جاہلیت میں بھی حجاج کو زمزم شریف پلانے اور خانہ کعبہ کی تعمیرات کا اعزاز آپ کو حاصل تھا۔ فتح مکہ کے دن انہیں کی ترغیب پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسلام قبول کرلیا اور دوسرے سرداران قریش بھی انہیں کے مشوروں سے متأثر ہوکر اسلام کے دامن میں آئے۔ ان کے فضائل میں چند حدیثیں بھی مروی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو بہت سی بشارتیں اور بہت زیادہ دعائیں دی ہیں جن کا تذکرہ صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ ۳۲ھ میں اٹھاسی برس کی عمر پاکر مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں سپرد خاک کئے گئے۔ (1)

(اکمال، ص ۶۰۶ و تاریخ الخلفاء وغیرہ)

کرامت

ان کے طفیل بارش ہوئی

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب شدید قحط پڑ گیا اور خشک سالی کی مصیبت سے دنیائے عرب بدحالی میں مبتلا ہو گئی تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز استسقاء کے لیے مدینہ منورہ سے باہر میدان میں تشریف لے گئے اور

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۰۶ مختصراً
واسد الغابۃ، عباس بن عبدالمطلب، ج ۳، ص ۱۶۳
والسیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ بدر الکبری، ذکر رؤیا عاتکۃ بنت عبدالمطلب، نہی النبی اصحابہ عن قتل...الخ، ص ۲۵۹ ملخصاً

اس موقع پر ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجتماع ہوا۔ اس بھرے مجمع میں دعا کے وقت حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو تھام کرانہیں اٹھایا اور انکو اپنے آگے کھڑا کر کے اس طرح دعا مانگی:

''یا اللہ! عزوجل پہلے جب ہم لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تھے تو تیرے نبی کو وسیلہ بنا کر بارش کی دعائیں مانگتے تھے اور تو ہم کو بارش عطا فرماتا تھا مگر آج ہم تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے ہیں لہٰذا تو ہمیں بارش عطا فرما دے۔''

پھر جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بارش کے لیے دعا مانگی تو ناگہاں اسی وقت اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ گھٹنوں گھٹنوں تک پانی میں چلتے ہوئے اپنے گھروں میں واپس آئے اور لوگ جوش مسرت اور جذبہ عقیدت سے آپ کی چادر مبارک کو چومنے لگے اور کچھ لوگ آپ کے جسم مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دربار نبوت کے شاعر تھے اس واقعہ کو اپنے اشعار میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎

سَئَلَ الْاِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدْبُنَا

فَسَقَی الْغَمَامُ بِغُرَّةِ الْعَبَّاسِ

اَحْیَی الْاِلٰـهُ بِهِ الْبِلَادَ فَاَصْبَحَتْ

مُخْضَرَّةَ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْیَاسِ

(یعنی امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حالت میں دعا مانگی کہ لگا تار کئی سال سے قحط پڑا ہوا تھا تو بدلی نے حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی روشن پیشانی کے طفیل میں سب کو سیراب کر دیا۔ معبود برحق نے اس بارش سے تمام شہروں کو زندگی عطا فرمائی اور ناامیدی کے بعد

تمام شہروں کے اطراف ہرے بھرے ہو گئے ۔(1)

(بخاری، ج۱،ص۵۲۶ و حجۃ اللہ، ج۲،ص۸۶۵ و دلائل النبوۃ، ج۳،ص۲۰۶)

﴿۱۳﴾ حضرت جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بھائی ہیں۔ یہ قدیم الاسلام ہیں۔ اکتیس آدمیوں کے مسلمان ہونے کے بعد یہ دامن اسلام میں آئے اور کفار مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آکر رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی اجازت سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر حبشہ سے کشتیوں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور خیبر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں اس وقت پہنچے جب کہ خیبر فتح ہو چکا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم مال غنیمت کو مجاہدین کے درمیان تقسیم فرما رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے جوش محبت میں ان سے معانقہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ جنگ خیبر کی فتح سے مجھے زیادہ خوشی حاصل ہوئی یا اے جعفر بن ابی طالب! رضی اللہ تعالٰی عنہ تم مہاجرین حبشہ کی آمد سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔

یہ بہت ہی جانباز اور بہادر تھے اور نہایت ہی خوبصورت اور وجیہہ بھی۔ ۸ھ کی جنگ موتہ میں امیر لشکر ہونے کی حالت میں اکتالیس برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اس جنگ میں سپہ سالار ہونے کی وجہ سے لشکر اسلام کا جھنڈا ان

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب ذکر العباس بن عبدالمطلب، الحدیث: ۳۷۱۰، ج۲، ص۵۳۷

وحجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ ...الخ، ص۶۱۵

کے ہاتھ میں تھا۔ کفار نے تلوار کی مار سے ان کے دائیں ہاتھ کو شہید کر دیا تو انہوں نے جھپٹ کر جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا جب بایاں ہاتھ بھی کٹ کر گر پڑا تو انہوں نے جھنڈے کو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے تھام لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جب ہم نے ان کی لاش مبارک کو اٹھایا تو ان کے جسم اطہر پر نوے زخم تھے مگر کوئی زخم بھی ان کے بدن کے پچھلے حصے پر نہیں لگا تھا بلکہ تمام زخم ان کے بدن کے اگلے ہی حصہ پر تھے۔(1)

(اکمال صفحہ ۵۸۹ وحواشی بخاری وغیرہ)

کرامت

ذُوالجُنَاحَیْن

ان کا ایک لقب ''ذوالجناحین'' (دو بازوؤں والا) ہے۔ دوسرا لقب طیار (اُڑنے والا) ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کی یہ کرامت بیان فرمائی ہے کہ ان کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں اور یہ جنت کے باغوں میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔(2)

تبصرہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی کرامت کو بیان کرتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فخریہ انداز میں یہ شعر ارشاد فرمایا ہے ۔

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الجیم، فصل فی الصحابۃ، ص۵۸۹ ملخصاً والاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جعفربن ابی طالب، ج۱، ص۳۱۳ ملخصاً

2 ......الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جعفربن ابی طالب، ج۱، ص۳۱۳

وَجَعْفَرُ الَّذِیْ یُمْسِیْ وَیُضْحِیْ

یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِکَۃِ ابْنُ اُمِّیْ

(یعنی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ جو صبح و شام فرشتوں کے جھرمٹ میں نورانی بازوؤں سے پرواز فرماتے رہتے ہیں وہ میرے حقیقی بھائی ہیں۔)(1)

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ کرامت نادر الوجود ہے کیونکہ اور کسی دوسرے صحابی کے بارے میں یہ کرامت ہماری نظر سے نہیں گزری۔

﴿۱۴﴾ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ خاندان قریش کے بہت ہی نامور اشراف میں سے ہیں۔ ان کی والدہ حضرت بی بی لبابہ صغری رضی اللہ تعالٰی عنہا ام المؤمنین حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی بہن تھیں۔ یہ بہادری اور فن سپہ گری و تدابیر جنگ کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں ایک خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے انکی اور ان کے باپ ولید کی اسلام دشمنی مشہور تھی۔ جنگ بدر اور جنگ احد کی لڑائیوں میں یہ کفار کے ساتھ رہے اور ان سے مسلمانوں کو بہت زیادہ جانی نقصان پہنچا مگر ناگہاں ان کے دل میں اسلام کی صداقت کا ایسا آفتاب طلوع ہو گیا کہ ۷ھ میں یہ خود بخود مکہ سے مدینہ جا کر دربار رسالت میں حاضر ہو گئے اور دامن اسلام میں آ گئے اور یہ عہد کر لیا کہ اب زندگی بھر میری تلوار کفار سے لڑنے کے لئے بے نیام رہے گی چنانچہ اس کے بعد ہر جنگ میں انتہائی مجاہدانہ جاہ و جلال کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں شمشیر بکف رہے یہاں تک کہ ۸ھ میں جنگ موتہ میں جب حضرت زید بن حارثہ و حضرت جعفر بن

1 ......البدایة و النهایة، فصل فی ذکر شیء من سیرته العادلة...الخ، ج۶، ص۴۸۷

ابی طالب و حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تینوں سپہ سالاروں نے یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کرلیا تو اسلامی فوج نے ان کو اپنا سپہ سالار منتخب کیا اور انہوں نے ایسی جاں بازی کے ساتھ جنگ کی کہ مسلمانوں کی فتح مبین ہوگئی۔ اور اسی موقع پر جب کہ یہ جنگ میں مصروف تھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے سامنے ان کو ''سیف اللہ'' (اللہ کی تلوار) کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا تو انہوں نے ان معرکوں میں بھی خصوصاً جنگ یمامہ میں مسلمان فوجوں کی سپہ سالاری کی ذمہ داری قبول کی اور ہر محاذ پر فتح مبین حاصل کی۔ پھر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران رومیوں کی جنگوں میں بھی انہوں نے اسلامی فوجوں کی کمان سنبھالی اور بہت زیادہ فتوحات حاصل ہوئیں، ۲۱ھ میں چند دن بیمار رہ کر وفات پائی۔(1) (اکمال،ص۵۹۳ و کنز العمال جلد ۱۵ و تاریخ الخلفاء)

کرامات

زہر نے اثر نہیں کیا

روایت ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام ''حیرہ'' میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر لشکر! آپ عجمیوں

---

(1)......الاكمال فی اسماء الرجال، حرف الخاء، فصل فی الصحابة، ص۵۹۲ مختصراً
وکنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة خالدبن الولید، الحدیث:۳۷۰۲۰،
ج۷، الجزء ۱۳، ص۱۶۱
وتاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابو بکرالصدیق، فصل فیماوقع فی خلافته، ص۵۸
واسد الغابة، خالد بن الولید بن المغیرة، ج۲، ص۱۳۵ـ۱۳۸ ملتقطاً

کے زہر سے بچتے رہیں۔ ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ آپ کو زہر نہ دے دیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لاؤ میں دیکھ لوں کہ عجمیوں کا زہر کیسا ہوتا ہے؟ لوگوں نے آپ کو دیا تو آپ "بسم اللہ" پڑھ کر کھا گئے اور آپ کو بال برابر بھی ضرر نہیں پہنچا اور "کلبی" کی روایت میں یہ ہے کہ ایک عیسائی پادری جس کا نام عبدالمسیح تھا ایک ایسا زہر لے کر آیا کہ اس کے کھا لینے سے ایک گھنٹہ کے بعد موت یقینی ہوتی ہے۔ آپ نے اس سے وہ زہر مانگ کر اس کے سامنے ہی بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِہٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ پڑھا اور یہ زہر کھا گئے۔ یہ منظر دیکھ کر عبدالمسیح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! یہ اتنا خطرناک زہر کھا کر بھی زندہ ہیں یہ بہت ہی حیرت کی بات ہے۔ اب بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کر لو ورنہ انکی فتح یقینی ہے۔ چنانچہ ان عیسائیوں نے ایک گراں قدر جزیہ دے کر صلح کر لی۔ یہ واقعہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔(1)

(حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸٦۷ بحوالہ بیہقی وغیرہ)

تبصرہ

ہم اسی کتاب کی ابتداء میں "تحقیق کرامات" کے عنوان کے تحت میں یہ تحریر کر چکے ہیں کہ کرامت کی پچیس قسموں میں سے مہلکات کا اثر نہ کرنا یہ بھی کرامت کی ایک بہت ہی شاندار قسم ہے چنانچہ مذکورۂ بالا روایت اس کی بہترین مثال ہے۔

---

1 ......حجة اللّٰہ علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة ...الخ، ص ٦١٧

والکامل فی التاریخ، سنة اثنتی عشرة، ذکر وقعة یوم...الخ، ج ۲، ص ۲٤٤ ملتقطاً

وحیاة الحیوان الکبری، باب الحاء المھملة، الحیة، فائدة، ج ۱، ص ۳۹۰۔ ۳۹۱ ملخصاً

شراب کی شہد

حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شراب سے بھری ہوئی مشک لے کر آیا تو آپ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل اس کو شہد بنا دے۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے دیکھا تو وہ مشک شہد سے بھری ہوئی تھی۔(1) (حجۃ اللہ ج ۲،ص ۸۶۷ وطبری ج ۴ص ۴)

شراب سرکہ بن گئی

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ اے امیر لشکر! آپ کی فوج میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں۔ آپ نے فوراً ہی تلاشی لینے کا حکم دے دیا۔ تلاشی لینے والوں نے ایک سپاہی کے پاس سے شراب کی ایک مشک برآمد کی لیکن جب یہ مشک آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں یہ دعا مانگی کہ ''یا اللہ! عزوجل اس کو سرکہ بنا دے'' چنانچہ جب لوگوں نے مشک کا منہ کھول کر دیکھا تو واقعی اس میں سے سرکہ نکلا۔ یہ دیکھ کر مشک والا سپاہی کہنے لگا: خدا کی قسم! یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ میں نے اس مشک میں شراب بھر رکھی تھی۔(2) (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲،ص ۸۶۷)

تبصرہ

کرامت کی پچیس قسموں میں سے ''قلب ماہیت'' یعنی کسی چیز کی حقیقت کو

---

1 ......حجة اللّٰه على العالمين، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فی ذكر جملة جميلة ...الخ،ص ٦١٧

2 ......حجة اللّٰه على العالمين، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فی ذكر جملة جميلة ...الخ،ص ٦١٧

بدل دینا بھی ہے۔ مذکورہ بالا دونوں روایات کرامت کی اسی قسم کی مثالیں ہیں کہ اولیاء اللہ جب بھی چاہتے ہیں اپنی روحانی طاقت یا اپنی مستجاب دعاؤں کی بدولت ایک چیز کی حقیقت کو بدل کر اس کو دوسری چیز بنا دیتے ہیں ۔ اولیاء اللہ کی کرامتوں کے تذکروں میں اس کی ہزاروں مثالیں ملیں گی ۔

﴿۱۵﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ یہ بچپن ہی میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ علم و فضل کے ساتھ بہت ہی عبادت گزار اور متقی و پرہیز گار تھے۔ میمون بن مہران تابعی کا فرمان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے بڑھ کر کسی کو متقی و پرہیز گار نہیں دیکھا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ مسلمانوں کے امام ہیں۔ یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات اقدس کے بعد ساٹھ برس تک حج کے مجمعوں اور دوسرے مواقع پر مسلمانوں کو اسلامی احکام کے بارے میں فتویٰ دیتے رہے۔ مزاج میں بہت زیادہ سخاوت کا غلبہ تھا اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات کی عادت تھی ۔ اپنی جو چیز پسند آ جاتی تھی فوراً ہی اس کو راہ خدا عزوجل میں خیرات کر دیتے تھے ۔ آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار غلاموں کو خرید خرید کر آزاد فرمایا۔ جنگ خندق اور اس کے بعد کی اسلامی لڑائیوں میں برابر کفار سے جنگ کرتے رہے۔ ہاں البتہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کے درمیان جو لڑائیاں ہوئیں آپ ان لڑائیوں میں غیر جانبدار رہے۔

عبدالملک بن مروان کی حکومت کے دوران حجاج بن یوسف ثقفی امیر الحج

بن کرآیا۔ آپ نے خطبہ کے درمیان اس کوٹوک دیا۔ حجاج ظالم نے جل بھن کر اپنے ایک سپاہی کو حکم دے دیا کہ وہ زہر میں بجھایا ہوا نیزہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاؤں میں مار دے چنانچہ اس مردود نے آپ کے پاؤں میں نیزہ ماردیا۔ زہر کے اثر سے آپ کا پاؤں بہت زیادہ پھول گیا اور آپ علیل ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ مکار حجاج بن یوسف آپ کی عیادت کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ حضرت! کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو نیزہ مارا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کو جان کر پھر تم کیا کرو گے؟ حجاج نے کہا کہ اگر میں اس کو قتل نہ کروں تو خدا مجھے مار ڈالے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ تم کبھی ہرگز ہرگز اس کو قتل نہیں کرو گے اس نے تو تمہارے حکم ہی سے ایسا کیا ہے۔ یہ سن کر حجاج بن یوسف کہنے لگا کہ نہیں نہیں، اے ابوعبدالرحمٰن! آپ ہرگز ہرگز یہ خیال نہ کریں اور جلدی سے اٹھ کر چل دیا۔ اسی مرض میں ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے تین ماہ بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ چوراسی یا چھیاسی برس کی عمر پا کر وفات پا گئے اور مکہ معظّمہ میں مقام ''محصب'' یا مقام ''ذی طویٰ'' میں مدفون ہوئے۔(1)

(اسد الغابہ، ج۳، ص۲۲۹، اکمال، ص۶۰۵ وتذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۳۵)

کرامات

شیر دم ہلاتا ہوا بھاگا

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے طبقات میں تحریر فرمایا ہے کہ

(1)......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص۶۰۴-۶۰۵ واسد الغابۃ، عبداللہ بن عمر بن الخطاب، ج۳، ص۳۴۷-۳۵۱ ملخصاً

ایک شیر راستہ میں بیٹھا ہوا تھا اور قافلہ والوں کا راستہ روکے ہوئے تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قریب جا کر فرمایا کہ راستہ سے الگ ہٹ کر کھڑا ہو جا۔ آپ کی یہ ڈانٹ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا راستہ سے دور بھاگ نکلا۔(1)

(تفسیر کبیر، ج۵، ص۷۹او حجۃ اللہ، ج۲، ص۸۶۶)

ایک فرشتہ سے ملاقات

حضرت عطاء بن ابی رباح کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوپہر کے وقت دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت سانپ نے سات چکر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ نے اس سانپ سے فرمایا: اب آپ جب کہ طواف سے فارغ ہو چکے ہیں یہاں پر آپ کا ٹھہرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ میرے شہر کے نادان لوگ آپ کو کچھ ایذا پہنچا دیں گے۔ سانپ نے بغور آپ کے کلام کو سنا پھر اپنی دم کے بل کھڑا ہو گیا اور فوراً ہی اڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ اس طرح لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کوئی فرشتہ تھا جو سانپ کی شکل میں طواف کعبہ کے لیے آیا تھا۔(2) (دلائل النبوۃ، ج۳، ص۲۰۷)

زیاد کیسے ہلاک ہوا؟

زیاد سلطنت بنو امیہ کا بہت ہی ظالم و جابر گورنر تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ وہ حجاز کا گورنر بن کر آ رہا ہے۔ آپ کو یہ ہرگز ہرگز گوارا نہ تھا کہ مکہ

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ، ص٦١٦

2 ......دلائل النبوة لابى نعيم، اجابة الدعوة، اذا بصر بحية...الخ، ج٢، ص١٢٢

مکرمہ اور مدینہ منورہ پر ایسا ظالم حکومت کرے۔ چنانچہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل ابن سمیہ (زیاد) کی اس طرح موت ہو جائے کہ اس کے قصاص میں کوئی مسلمان قتل نہ کیا جائے۔ آپ کی یہ دعا مقبول ہوگئی کہ اچانک زیاد کے انگوٹھے میں طاعون کی گلٹی نکل پڑی اور وہ ایک ہفتہ کے اندر ہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ (1)

(ابن عساکر و المنتخب، ج۵، ص۲۳۱)

تبصرہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی کرامت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی حکومت کا سکہ نہ صرف انسانوں ہی کے دلوں پر ہوتا ہے بلکہ انکے حاکمانہ تصرفات کا پرچم درندوں، چرندوں، پرندوں کے دلوں پر بھی لہراتا رہتا ہے اور سب کے سب اللہ والوں کے فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے ؎

تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد زِ حکم تو ہیچ

(یعنی تم خداوند تعالیٰ کے حکم سے گردن نہ موڑو تا کہ کوئی مخلوق تمہارے حکم سے گردن نہ موڑے۔) مطلب یہ ہے کہ اگر تم خدا کے فرمانبردار بنے رہو گے تو خدا کی تمام مخلوقات تمہاری فرمانبردار بنی رہے گی۔

دوسری کرامت سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب کعبہ معظّمہ کے طواف کے لیے فرشتے سانپ کی شکل میں آتے ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ فرشتے انسانوں کی شکل میں بھی

1......الکامل فی التاریخ، سنۃ ثلاث و خمسین، ذکر وفاۃ زیاد، ج۳، ص۳٤۱

ضرور ہی آتے ہوں گے۔ لہٰذا ہر حاجی کو یہ دھیان رکھنا چاہیے کہ حرم کعبہ میں ہرگز ہرگز کسی سے الجھنا نہیں چاہیے۔ خدانخواستہ تم کسی انسان سے جھگڑا تکرار کرو اور وہ حقیقت میں کوئی فرشتہ ہو جو انسان کے روپ میں تکرار کر رہا ہو تو پھر یہ سمجھ لو کہ کسی فرشتے سے لڑنے جھگڑنے کا انجام اپنی ہلاکت کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟

تیسری کرامت سے ظاہر ہے کہ اللہ والوں کی دعائیں اس تیر کی طرح ہوتی ہیں جو کمان سے نکل کر نشانہ سے بال برابر خطا نہیں کرتیں۔ اس لئے ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ کبھی بھی کسی بددعا کی زد اور پھٹکار میں نہ پڑیں اور مغرب زدہ ملحدوں اور بے دینوں کی طرح ہرگز ہرگز یہ نہ کہا کریں کہ ''میاں کسی کی دعا یا بددعا سے کچھ نہیں ہوتا، یہ ملا لوگ خواہ مخواہ لوگوں کو بددعا کی دھونس دیا کرتے ہیں'' بلکہ یہ ایمان رکھیں کہ بزرگوں کی دعاؤں اور بددعاؤں میں بہت زیادہ تاثیر ہے۔

﴿١٦﴾ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن معاذ بن النعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے بہت ہی جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لے جانے سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیج دیا کہ وہ مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دیں اور غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن اسلام میں آگئے اور خود اسلام قبول کرتے ہی یہ اعلان فرما دیا کہ میرے قبیلہ بنو عبدالاشہل کا جو مرد یا عورت اسلام سے منہ موڑے گا میرے لئے حرام ہے کہ میں اس سے کلام کروں۔ آپ کا یہ اعلان سنتے ہی قبیلہ بنو عبدالاشہل کا ایک ایک

بچہ دولت اسلام سے مالا مال ہوگیا۔اس طرح آپ کا مسلمان ہو جانا مدینہ منورہ میں اشاعت اسلام کے لیے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا۔(1)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی بہادر اور انتہائی نشانہ باز تیرانداز بھی تھے۔ جنگ بدر اور جنگ احد میں خوب خوب دادِ شجاعت دی، مگر جنگ خندق میں زخمی ہو گئے اور اسی زخم میں شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ان کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ آپ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے نیزہ لیکر جوش جہاد میں لڑنے کے لئے میدان جنگ میں جارہے تھے کہ ابن العرقہ نامی کافر نے ایسا نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ جس سے آپ کی ایک رگ جس کا نام ''اکحل'' ہے کٹ گئی۔حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے لیے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا۔خود اپنے دست مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا اور ان کا زخم بھرنے لگ گیا تھا لیکن انہوں نے شوق شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

''یا اللہ! عزوجل تو جانتا ہے کہ کسی قوم سے مجھے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے جتنی کفار قریش سے لڑنے کی تمنا ہے جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو ان کے وطن سے نکالا، اے اللہ! عزوجل میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفار قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اگر ابھی کفار قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو جب تو مجھے زندہ رکھنا تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو تو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت عطا فرما دے۔''

1 ......اسد الغابة، سعد بن معاذ، ج۲، ص٤٤١

خدا کی شان کہ آپ کی یہ دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہہ کر مسجد نبوی میں بنی غفار کے خیمے کے اندر پہنچ گیا۔ان لوگوں نے چونک کر کہا کہ اے خیمہ والو! یہ کیسا خون ہے جو تمہاری طرف سے بہ کر ہماری طرف آ رہا ہے؟ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون جاری تھا اسی زخم میں ان کی شہادت ہوگئی۔[1]

(بخاری، ج۲،ص۵۹۱ باب مرجع النبی من الاحزاب)

عین وفات کے وقت ان کے سرہانے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں۔جان کنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمال نبوت کا دیدار کیا اور کہا: السلام علیك یا رسول اللّٰه! پھر بلند آواز سے کہا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے تبلیغ رسالت کا حق ادا کر دیا۔[2] (مدارج النبوۃ، ج۲،ص۱۸۱)

آپ کا سال وصال ۵ ہجری ہے۔بوقت وصال آپ کی عمر شریف ۳۷ برس کی تھی۔جنت البقیع میں مدفون ہیں۔جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کو دفنا کر واپس آ رہے تھے تو شدت غم سے آپ کے آنسوؤں کے قطرات آپ کی ریش مبارک پر گر رہے تھے۔[3] (اکمال،ص۵۹۶ واسد الغابہ، ج۲،ص۲۹۸)

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احزاب...الخ، الحدیث:۴۱۲۲، ج۳،ص۵۷

2 ......مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج۲، ص۱۸۱

3 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابة، ص۵۹۶ واسد الغابة، سعد بن معاذ رضی اللّٰه عنه، ج۲، ص۴۴۳

کرامات

جنازہ میں ستر ہزار فرشتے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت سے عرش الٰہی ہل گیا اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔[1] (زرقانی، ج ۲،ص ۱۴۳ و حجۃ اللہ ج ۲،ص ۸۶۸)

مٹی مشک بن گئی

محمد بن شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی مٹی ہاتھ میں لی تو اس میں سے مشک کی خوشبو آنے لگی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس میں سے خوشبو آنے لگی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے سبحان اللہ! سبحان اللہ! فرمایا اور مسرت کے آثار آپ کے رخسارِ انور پر نمودار ہو گئے۔[2]

(زرقانی، ج ۲،ص ۱۴۳ و حجۃ اللہ، ج ۲ص ۸۶۸ بحوالہ ابن سعد)

فرشتوں سے خیمہ بھر گیا

حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی بھی آدمی موجود نہ تھا مگر پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لمبے لمبے قدم رکھ کر

---

1 ......شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، غزوة بنی قريظة، ج ۳، ص ۹۲
وحجة الله علی العالمين، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فی ذكر جملة جميلة ...الخ، ص ۶۱۷

2 ......شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، غزوة بنی قريظة، ج ۳، ص ۹۸-۹۹

پھلانگتے ہوئے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ان کی لاش کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ خیمہ میں لمبے لمبے قدم کے ساتھ پھلانگتے ہوئے داخل ہوئے حالانکہ خیمہ میں کوئی شخص بھی موجود نہ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیمہ میں اس قدر فرشتوں کا ہجوم تھا کہ وہاں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی اس لئے میں نے فرشتوں کے بازوؤں کو بچا بچا کر قدم رکھا۔(1)

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲،ص ۸۶۸ بحوالہ ابن سعد)

تبصرہ

خداعزوجل کے نیک اور محبوب بندوں کی نسبت سے جب انکی قبر کی مٹی میں مشک کی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے تو ان مقدس قبروں کے پاس حاضر ہونے والے زائروں کی اگر بیماریاں زائل ہو کر انہیں تندرستی مل جائے یا ان کی نحوست وشقاوت دور ہو کر انہیں برکت وسعادت حاصل ہو جائے تو اس میں کونسا تعجب ہے؟ جن کی تاثیر سے مٹی مشک بن سکتی ہے کیا ان کی تاثیر سے بیماری تندرستی اور بدنصیبی خوش نصیبی نہیں بن سکتی۔

کاش! وہ لوگ جو اولیاء اللہ کی قبروں کو مٹی کا ڈھیر کہہ کر قبروں کی زیارت کرنے والوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں اور ان مقدس قبروں کی تاثیروں کا انکار کرتے رہتے ہیں اس روایت سے ہدایت کی روشنی حاصل کرتے اور مقابر اولیاء اللہ کا ادب واحترام کرتے۔

---

1 ......حجة الله علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة ...الخ، ص٦١٧

﴿۱۷﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے انصاری ہیں اور مشہور صحابی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد ہیں ۔قبیلہ انصار میں یہ اپنے خاندان بنی سلمہ کے سردار اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بہت ہی جاں نثار صحابی ہیں ۔ جنگ بدر میں بڑی بہادری اور جاں بازی کے ساتھ کفار سے لڑے اور ۳ھ میں جنگ احد کے دن سب سے پہلے جام شہادت سے سیراب ہوئے ۔(1)

بخاری شریف وغیرہ کی روایت ہے کہ انہوں نے رات میں اپنے فرزند حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر یہ فرمایا: میرے پیارے بیٹے ! کل صبح جنگ احد میں سب سے پہلے میں ہی شہادت سے سرفراز ہوں گا اور بیٹا سن لو! رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد تم سے زیادہ میرا کوئی پیارا نہیں ہے لہٰذا تم میرا قرض ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ میری آخری وصیت ہے ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ واقعی صبح کو میدان جنگ میں سب سے پہلے میرے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی شہید ہوئے ۔(2)

(بخاری، ج۱،ص۱۸۰ واسد الغابہ، ج۳،ص۲۳۲)

کرامات

فرشتوں نے سایہ کیا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے دن جب میرے والد

---

1 ......اسد الغابة، عبداللہ بن عمرو بن حرام، ج۳، ص۳۵۳

2 ......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب هل یخرج المیت من القبر...الخ، الحدیث: ۱۳۵۱، ج۱، ص۴۵۴

حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس لاش کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے تو انکا یہ حال تھا کہ کافروں نے ان کے کان اور ناک کو کاٹ کر ان کی صورت بگاڑ دی تھی۔میں نے چاہا کہ ان کا چہرہ کھول کر دیکھوں تو میری برادری اور کنبہ قبیلہ والوں نے مجھے اس خیال سے منع کر دیا کہ لڑکا اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کر رنج وغم سے نڈھال ہو جائے گا۔اتنے میں میری پھوپھی روتی ہوئی ان کی لاش کے پاس آئیں تو سید عالم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان پر روؤ یا نہ روؤ فرشتوں کی فوج برابر لگا تار ان کی لاش پر اپنے بازوؤں سے سایہ کرتی رہی ہے۔[1] (بخاری، ج۱،ص۳۹۵)

کفن سلامت، بدن تروتازہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ احد کے دن میں نے اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دوسرے شہید (حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا تھا۔پھر مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میرے باپ ایک دوسرے شہید کی قبر میں دفن ہیں اس لئے میں نے اس خیال سے کہ ان کو ایک الگ قبر میں دفن کروں۔چھ ماہ کے بعد میں نے ان کی قبر کو کھود کر لاش مبارک کو نکالا تو وہ بالکل اسی حالت میں تھے جس حالت میں ان کو میں نے دفن کیا تھا بجز اس کے کہ انکے کان پر کچھ تغیر ہوا تھا۔[2] (بخاری، ج۱،ص۱۸۰ وحاشیہ بخاری)

اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب ظل الملئكة علی الشهید، الحدیث: ۲۸۱۶، ج۲، ص۲۵۸

2 ......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب هل یخرج المیت من القبر...الخ، الحدیث: ۱۳۵۱، ج۱، ص۴۵۴

پر زخم لگا تھا اور ان کا ہاتھ ان کے زخم پر تھا جب ان کا ہاتھ ان کے زخم سے ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا۔ پھر جب ان کا ہاتھ ان کے زخم پر رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا اور ان کا کفن جو ایک چادر تھی جس سے چہرہ چھپا دیا گیا تھا اور ان کے پیروں پر گھاس ڈال دی گئی تھی، چادر اور گھاس دونوں کو ہم نے اسی طرح پر پڑا ہوا پایا۔(1)

(ابن سعد، ج ۳، ص ۵۶۲)

پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں نہروں کی کھدائی کے وقت جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کرایا کہ سب لوگ میدان احد سے اپنے اپنے مردوں کو ان کی قبروں سے نکال کر لے جائیں تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ چھیالیس برس کے بعد اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کھود کر ان کی مقدس لاش کو نکالا تو میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب ان کا ہاتھ اٹھایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا پھر جب ہاتھ زخم پر رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا اور ان کا کفن جو ایک چادر کا تھا بدستور صحیح و سالم تھا۔(2)

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۲، ص ۸۶۴ بحوالہ بیہقی)

قبر میں تلاوت

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی زمین کی دیکھ بھال کے لیے ''غابہ'' جا رہا تھا تو راستہ میں رات ہو گئی۔ اس لئے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہر گیا۔ جب کچھ رات گزر گئی تو میں نے

---

1 ......الطبقات الکبریٰ لابن سعد، عبداللّٰہ بن عمرو بن حرام، ج۳، ص٤٢٤

2 ......حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ ...الخ، ص٦١٧

ان کی قبر میں سے تلاوت کی اتنی بہترین آواز سنی کہ اس سے پہلے اتنی اچھی قرأت میں نے کبھی بھی نہیں سنی تھی۔

جب میں مدینہ منورہ کولوٹ کر آیا اور میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اے طلحہ! تم کو یہ معلوم نہیں کہ خدا نے ان شہیدوں کی ارواح کو قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے اور ان قندیلوں کو جنت کے باغوں میں آویزاں فرما دیا ہے جب رات ہوتی ہے تو یہ روحیں قندیلوں سے نکال کر ان کے جسموں میں ڈال دی جاتی ہیں پھر صبح کو وہ اپنی جگہوں پر واپس لائی جاتی ہیں۔(1) (حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۲،ص ۸۷۱بحوالہ ابن مندہ)

تبصرہ

یہ مستندروایات اس بات کا ثبوت ہیں کہ حضرات شہداء کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ اپنے جسموں کے ساتھ جہاں چاہیں جاسکتے ہیں تلاوت کرسکتے ہیں اور دوسرے قسم قسم کے تصرفات بھی کرسکتے اور کرتے ہیں۔

﴿۱۸﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ قبیلہ خزرج کے انصاری اور مدینہ منورہ کے باشندہ ہیں۔ یہ ان ستر خوش نصیب انصار میں سے ایک ہیں جن لوگوں نے ہجرت سے بہت پہلے میدان عرفات کی گھاٹی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بیعت اسلام کی تھی۔ یہ جنگ بدر اور اس کے بعد کے تمام جہادوں میں مجاہدانہ شان سے شریک

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ، ص ٦٢٠

جنگ رہے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ان کو یمن کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا تھا اور حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان کو ملک شام کا گورنر بھی مقرر کر دیا تھا جہاں انہوں نے ۱۸ھ میں طاعونِ عمواس میں علیل ہو کر اڑتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔آپ بہت ہی بلند پایہ عالم، حافظ، قاری، معلم اور نہایت ہی متقی و پرہیز گار اور اعلیٰ درجے کے عبادت گزار تھے۔بنی سلمہ کے تمام بتوں کو انہوں نے ہی توڑ پھوڑ کر پھینک دیا تھا۔حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں ان کا لقب''امام العلماء''ہے۔(1)

(اکمال، ص۶۱۶ واسد الغابہ، ج۴، ص۳۷۸)

کرامت

منہ سے نور نکلتا تھا

حضرت ابو بحریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو''حمص''کی مسجد میں دیکھا وہ گھنے اور گھونگھریالے بال والے بہت خوبصورت تھے جب وہ گفتگو فرماتے تو ان کے ساتھ ساتھ ان کے منہ سے ایک نور نکلتا جس کی روشنی اور چمک صاف نظر آتی۔(2) (تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۰)

﴿۱۹﴾ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کے قبیلہ اوس کی شاخ بنی عبد الاشہل سے خاندانی تعلق رکھتے ہیں۔مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف المیم، فصل فی الصحابة، ص۶۱۶ واسد الغابة، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ج۵، ص۲۰۶ ملتقطاً

2 ......تذکرة الحفاظ، الطبقة الاولیٰ، معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس...الخ، ج۱، الجزء۱، ص۲۰

تبلیغ سے یہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اپنے قبیلہ بنی عبد الاشہل کے سردار اور مدینہ منورہ میں اپنی خوبیوں کی وجہ سے بہت ہی باوقار تھے۔ یہ قرآن مجید بڑی ہی خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی انکا بہت زیادہ اعزاز و اکرام کرتے تھے اور بارگاہ نبوت میں مقرب اور حاضر باش تھے۔

جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق وغیرہ تمام غزوات میں سر بکف اور کفن بردوش کفار سے جنگ کرتے رہے۔ زمانہ خلافت کے جہادوں میں بھی شرکت فرماتے رہے یہاں تک کہ فتح بیت المقدس میں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ رہے۔ ۲۰ھ میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (1)

(اکمال، ص ۵۸۵ و اسد الغابہ، ج ۱، ص ۹۲)

کرامت

فرشتے گھر کے اوپر اُتر پڑے

روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نماز تہجد میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کی۔ اسی گھر میں آپ کا گھوڑا بھی بندھا ہوا تھا اور گھوڑے کے قریب ہی میں ان کا بچہ یحیٰ بھی سو رہا تھا۔ یہ انتہائی خوش الحانی کے ساتھ قرأت کر رہے تھے۔ اچانک ان کا گھوڑا بدکنے لگا یہاں تک کہ ان کو خطرہ محسوس ہونے لگا کہ گھوڑا ان کے بچہ کو کچل دے گا۔ چنانچہ نماز ختم کر کے جب انہوں نے صحن میں آکر اوپر دیکھا تو یہ نظر آیا کہ بادل کے ٹکڑے کے مانند جس میں بہت سے چراغ روشن ہیں کوئی چیز ان کے مکان

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الھمزۃ، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۵ واسد الغابۃ، اسید بن حضیر، ج ۱، ص ۱۴۲-۱۴۴ ملخصاً وملتقطاً

کے اوپر اتر رہی ہے۔ آپ نے اس منظر سے گھبرا کر قرأت موقوف کردی اور صبح کو جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر یہ واقعہ بیان کیا تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ فرشتوں کی مقدس جماعت تھی جو تیری قرأت کی وجہ سے آسمان سے تیرے مکان کی طرف اتر پڑی تھی اگر تو صبح تک تلاوت کرتا رہتا تو یہ فرشتے زمین سے اس قدر قریب ہوجاتے کہ تمام انسانوں کو ان کا دیدار ہوجاتا۔(1)

(دلائل النبوۃ، ج ۳، ص ۲۰۵ و مشکوۃ شریف، ص ۱۸۴ فضائل قرآن)

تبصرہ

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے نیک بندوں کی تلاوت سننے کے لیے آسمان سے فرشتوں کی جماعت زمین کی طرف اترتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عام لوگ فرشتوں کو دیکھ نہیں سکتے مگر اللہ والوں میں سے کچھ خاص خاص لوگوں کو فرشتوں کا دیدار بھی نصیب ہوجاتا ہے بلکہ وہ فرشتوں سے گفتگو بھی کرلیتے ہیں۔

﴿۲۰﴾ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن ہشام بن عثمان بن عمرو قریشی، یہ قبیلہ قریش میں خاندان بنی تیم سے تعلق رکھتے ہیں ۴ھ میں پیدا ہوئے یہ مشہور محدث حضرت زہرہ بن معبد کے دادا ہیں۔ اہل حجاز کے محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ان کے شاگردوں میں ان کے پوتے زہرہ بن معبد بہت مشہور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچپن ہی میں ان کی والدہ حضرت زینب بنت حمید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ

---

1 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الاول، الحدیث:۲۱۱۶، ج۱، ص۳۹۸

میرے اس بچے سے بیعت لے لیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو بہت ہی چھوٹا ہے۔ پھر اپنا مقدس ہاتھ ان کے سر پر پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرما دی۔[1] (اسد الغابہ، ج ۳،ص ۲۷۰واکمال،ص ۵۹۵)

کرامت

تجارت میں برکت

اسی دعائے نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت حاصل ہوئی کہ ان کو تجارت میں نفع کے سوا کسی سودے میں کبھی بھی نقصان ہوا ہی نہیں۔ روایت ہے کہ یہ اپنے پوتے زہرہ بن معبد کو ساتھ لے کر بازار میں جاتے اور غلہ خریدتے تو حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سے ملاقات کرتے اور کہتے کہ ہم کو بھی آپ اپنی اس تجارت میں شریک کر لیجئے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔ پھر یہ سب لوگ اس تجارت میں شریک ہو جاتے تو بسا اوقات اونٹ کے بوجھ برابر نفع کما لیتے اور اس کو اپنے گھر بھیج دیتے۔[2]

(بخاری، ج ۱،ص ۳۴۰، باب الشرکۃ فی الطعام)

تبصرہ

نیک اور صالح لوگوں کو اپنے کاروبار اور دھندے روزگار میں اس نیت سے شریک کر لینا کہ ان کی برکت سے ہم فیضیاب ہوں گے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا

---

1 ......اسد الغابة، عبد اللّٰه بن هشام، ج ۳، ص ۴۲۱
والاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص ۶۰۵

2 ......صحیح البخاری، کتاب الشرکة، باب الشرکة فی الطعام وغیرہ، الحدیث: ۲۵۰۱، ج ۲، ص ۱۴۵

مقدس طریقہ ہے۔چنانچہ پرانے زمانے کے خوش عقیدہ اور نیک تاجروں کا یہی طریقہ تھا کہ وہ جب کوئی تجارت کرتے تھے تو کسی عالم دین یا پیر طریقت کا کچھ حصہ اس تجارت میں مقرر کر کے ان بزرگوں کو اپنا شریک تجارت بنالیتے تھے تا کہ ان اللہ والوں کی وجہ سے تجارت میں خیر وبرکت ہو۔اسی لئے آج کل بھی بعض خوش عقیدہ اور نیک بخت مؤمن خصوصاً میمن اپنی تجارت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حصہ دار بنالیتے ہیں اور نفع میں جتنی رقم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی نکلتی ہے۔اس کو یہ لوگ نیاز کھاتہ کہتے ہیں اور اسی رقم سے یہ لوگ گیارہویں شریف کی فاتحہ بھی دلاتے ہیں اور عالموں اور سیدوں کو اسی رقم سے نذرانہ بھی دیا کرتے ہیں۔یقیناً یہ بہت ہی اچھا طریقہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۲۱﴾ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے انصاری ہیں اور قبیلہ انصار میں خاندان اوس کے بہت ہی نامی گرامی فرزند ہیں۔بہت ہی پر جوش اور جانباز صحابی ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے انکو بے پناہ والہانہ عشق تھا۔جنگ بدر میں دل کھول کر انتہائی بہادری کے ساتھ کفار سے لڑے۔جنگ احد میں بھی آپ کے مجاہدانہ کارنامے شجاعت کے شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ۴ھ میں عسفان و مکہ مکرمہ کے درمیان مقام ''رجیع'' میں یہ کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔چونکہ انہوں نے جنگ بدر میں کفار مکہ کے ایک مشہور سردار ''حارث بن عامر'' کو قتل کر دیا تھا اس لئے ان کے بیٹوں نے ان کو خرید لیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کو اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی میں قید کر دیا۔پھر مکہ مکرمہ سے باہر مقام ''تنعیم'' میں لے جا کر ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے ان کو سولی پر چڑھا

کر شہید کر دیا۔ اسلام میں یہ پہلے خوش نصیب صحابی ہیں جن کو کفار نے سولی پر چڑھا کر شہید کیا۔ سولی پر چڑھنے سے پہلے انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے گروہ کفار سن لو! میرا دل تو یہی چاہتا تھا کہ دیر تک نماز پڑھتا رہوں کیونکہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے مگر مجھ کو یہ خیال آ گیا کہ کہیں تم لوگ یہ نہ سمجھ لو کہ میں شہادت سے ڈر رہا ہوں اس لئے میں نے بہت ہی مختصر نماز پڑھی۔ کفار نے آپ کو جب سولی پر چڑھا دیا تو آپ نے چند وجد آفریں اور ایمان افروز اشعار پڑھے پھر حارث بن عامر کے بیٹے ''ابو سروعہ'' نے آپ کے مقدس سینہ میں نیزہ مار کر آپ کو شہید کر دیا۔(1) آپ کی شہادت کا مفصل حال آپ ہماری کتاب ''ایمانی تقریریں'' اور ''سیرۃ المصطفیٰ'' میں پڑھیے۔ ان کی مندرجہ ذیل کرامات قابل ذکر ہیں۔

کرامات

بے موسم کا پھل

جن دنوں یہ حارث بن عامر کے بیٹوں کی قید میں تھے ظالموں نے دانہ پانی بند کر دیا تھا اور ان کو زنجیروں میں اس طرح جکڑ دیا تھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں دونوں بندھے ہوئے تھے۔ حارث بن عامر کی بیٹی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں نے خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا میں نے بار ہا یہ دیکھا کہ وہ قید کی کوٹھڑی کے اندر زنجیروں میں بندھے ہوئے بہترین انگوروں کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھا رہے ہیں حالانکہ خدا کی قسم! ان دنوں مکہ معظّمہ کے اندر کوئی پھل بھی نہیں ملتا تھا اور انگور کا تو

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع...الخ، الحدیث: ٤٠٨٦، ج٣، ص٤٦
والمواهب اللدنية وشرح الزرقاني، کتاب المغازي، بعث الرجيع، ج٢، ص٤٨١-٤٩٠ ملتقطاً

موسم بھی نہیں تھا۔[1] (حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۲،ص ۸۶۹ و بخاری شریف)

مکہ کی آواز مدینہ پہنچی

جب حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولی پر چڑھائے گئے تو انہوں نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا کہ یااللہ! عزوجل میں یہاں کسی کو نہیں پاتا جس کے ذریعے میں آخری سلام تیرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک پہنچا سکوں لہٰذا تو میرا سلام حبیب علیہ الصلوۃ والسلام تک پہنچا دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ کے اندر اپنے اصحاب کی مجلس میں رونق افروز تھے کہ بالکل ہی ناگہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بلند آواز سے وعلیك السلام فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کس کے سلام کا جواب دیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا دینی بھائی خبیب ابھی ابھی مکہ مکرمہ میں سولی پر چڑھا دیا گیا ہے اور اس نے سولی پر چڑھ کر میرے پاس اپنا سلام بھیجا ہے اور میں نے اس کے سلام کا جواب دیا ہے۔[2]

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲،ص ۸۶۹)

---

1 ...... حجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذكر جملة جمیلة ...الخ، ص٦١٨

وصحیح البخاری، كتاب المغازی، باب ١٠، الحدیث:٣٩٨٩، ج٣، ص١٥

2 ...... حجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات كرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذكر جملة جمیلة ...الخ،ص٦١٩

وفتح الباری شرح صحیح البخاری، كتاب المغازی، باب غزوة الرّجیع..الخ،تحت الحدیث:٤٠٨٦، ج٧، ص٣٢٧

ایک سال میں تمام قاتل ہلاک

روایت ہے کہ سولی پر چڑھائے جانے کے وقت حضرت خبیب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قاتلوں کے مجمع کی طرف دیکھ کر یہ دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ اَحْصِھِمْ عَدَدًا وَّاقْتُلْھُمْ بَدَدًا وَّلَا تُبْقِ مِنْھُمْ اَحَدًا۔ (یعنی اے اللہ! عزوجل تو میرے ان تمام قاتلوں کو گن کر شمار کر لے اور ان سب کو ہلاک فرما دے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ رکھ۔) ایک کافر کا بیان ہے کہ میں نے جب خبیب (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو بددعا کرتے ہوئے سنا تو میں زمین پر لیٹ گیا تاکہ خبیب کی نظر مجھ پر نہ پڑے۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک سال پورا ہوتے ہوتے تمام وہ لوگ جو آپ کے قتل میں شریک و راضی تھے سب کے سب ہلاک و برباد ہو گئے۔ فقط تنہا میں بچ گیا ہوں۔ (1) (حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲، ص۸۶۹ و بخاری)

لاش کو زمین نگل گئی

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ارشاد فرمایا کہ مقام تنعیم میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی لاش سولی پر لٹکی ہوئی ہے جو مسلمان ان کی لاش کو سولی سے اتار کر لائے گا میں اس کے لیے جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔ یہ خوشخبری سن کر حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالٰی عنہما تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر راتوں کو سفر کرتے اور دن میں چھپتے ہوئے مقام تنعیم میں گئے۔ چالیس کفار

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ، ص٦١٨

وصحيح البخارى، كتاب المغازى، باب ١٠، الحديث: ٣٩٨٩، ج٣، ص١٥

وفتح البارى شرح صحيح البخارى، كتاب المغازى، باب غزوة الرّجيع...الخ، تحت الحديث: ٤٠٨٦، ج٧، ص٣٢٧

سولی کے پہرہ دار بن کر سو رہے تھے۔ ان دونوں حضرات نے لاش کو سولی سے اتارا اور چالیس دن گزر جانے کے باوجود لاش بالکل تروتازہ تھی اور زخموں سے تازہ خون ٹپک رہا تھا۔ گھوڑے پر لاش کو رکھ کر مدینہ منورہ کا رخ کیا مگر ستر کافروں نے ان لوگوں کا پیچھا کیا۔ جب ان دونوں حضرات نے دیکھا کہ اب ہم گرفتار ہو جائیں گے تو ان دونوں نے مقدس لاش کو زمین پر رکھ دیا۔ خدا کی شان دیکھئے کہ ایک دم زمین پھٹ گئی اور مقدس لاش کو زمین نگل گئی اور پھر زمین اس طرح برابر ہو گئی کہ پھٹنے کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ''بلیع الارض'' (جن کو زمین نگل گئی) ہے۔ پھر ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ اے کفار مکہ! ہم تو دو شیر ہیں جو اپنے جنگل میں جا رہے تھے اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو ہمارا راستہ روک کر دیکھ لو ورنہ اپنا راستہ لو جب کفار مکہ نے دیکھ لیا کہ ان دونوں حضرات کے پاس لاش نہیں ہے تو وہ لوگ مکہ واپس چلے گئے۔[1] (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۱۴۱)

تبصرہ

شہید اسلام حضرت خبیب انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان چاروں کرامتوں کو پڑھ کر عبرت حاصل کیجئے کہ خداوند کریم شہداء کرام بالخصوص اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب کرام کو کیسی کیسی عظیم الشان کرامتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور یہ نصیحت حاصل کیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دین اسلام کی خاطر کیسی کیسی قربانیاں پیش کی ہیں اور پھر سوچئے کہ ہم آج کل کے مسلمان اسلام کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ اور ہمیں کیا کرنا چاہیے اور پھر خدا کا نام لے کر اٹھئے اور اسلام کے لیے کچھ کر ڈالئے۔

---

1 ......مدارج النبوت، قسم سوم، باب سوم، ج ۲، ص ۱۴۱

﴿۲۲﴾ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے وہی خوش نصیب انصاری ہیں جن کے مکان کو شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مہمان بن کر شرف نزول بخشا اور یہ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میزبانی سے سات ماہ تک سرفراز ہوتے رہے اور دن رات صبح وشام ہر وقت وہر آن اپنے ہر قول وفعل سے ایسی والہانہ عقیدت اور عاشقان جاں نثاری کا مظاہرہ کرتے رہے کہ مشکل ہی سے اس کی مثال مل سکے گی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ملاقاتیوں کی آسانی کے لیے نیچے کی منزل میں قیام پسند فرمایا۔ مجبوراً حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوپر کی منزل میں رہے۔ ایک مرتبہ اتفاقاً پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا تو اس اندیشہ سے کہ کہیں پانی بہ کر نیچے والی منزل میں نہ چلا جائے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کچھ تکلیف نہ پہنچ جائے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے اور سارا پانی اپنے لحاف میں جذب کرلیا۔ گھر میں بس یہی ایک رضائی تھی جو گیلی ہوگئی۔ رات بھر میاں بیوی نے سردی کھائی مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ذرہ بھر بھی تکلیف پہنچ جائے یہ گوارا نہیں کیا۔ غرض بے پناہ ادب واحترام اور محبت وعقیدت کے ساتھ سلطان دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مہمان نوازی ومیزبانی کے فرائض ادا کرتے رہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخاوت کے ساتھ ساتھ شجاعت اور بہادری میں بھی بے حد طاق تھے۔ تمام اسلامی لڑائیوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ معرکہ آزمائی فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب مجاہدین اسلام کا لشکر جہاد قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہوا تو اپنی ضعیفی کے باوجود آپ بھی

مجاہدین کے اس لشکر کے ساتھ جہاد کے لیے تشریف لے گئے اور برابر مجاہدین کی صفوں میں کھڑے ہو کر جہاد کرتے رہے۔

جب سخت بیمار ہو گئے اور کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رہی تو آپ نے مجاہدین اسلام سے فرمایا کہ جب تم لوگ جنگ بندی کرو تو مجھے بھی صف میں اپنے قدموں کے پاس لٹائے رکھو اور جب میرا انتقال ہو جائے تو تم لوگ میری لاش کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے پاس دفن کرنا۔ چنانچہ ۵۱ھ میں اسی جہاد کے دوران آپ کی وفات ہوئی اور اسلامی لشکر نے ان کی وصیت کے مطابق ان کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے پاس دفن کر دیا۔

یہ اندیشہ تھا کہ شاید عیسائی لوگ آپ کی قبر مبارک کو کھود ڈالیں مگر عیسائیوں پر ایسی ہیبت سوار ہو گئی کہ وہ آپ کی مقدس قبر کو ہاتھ نہ لگا سکے اور آج تک آپ کی قبر شریف اسی جگہ موجود ہے اور زیارت گاہ خلائق خاص و عام ہے جہاں ہر قوم و ملت کے لوگ ہمہ وقت حاضری دیتے ہیں۔

کرامت

قبر مبارک شفاخانہ بن گئی

یہ آپ کی کرامت کا ایک روحانی اور نورانی جلوہ ہے کہ بہت ہی دور دور سے قسم قسم کے مایوس العلاج مریض آپ کی قبر شریف پر شفا کے لئے حاضری دیتے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔(1)

(اکمال فی اسماء الرجال، ص ۵۸۶ وحاشیہ کنز العمال، ج ۶، ص ۲۲۵ مطبوعہ حیدر آباد)

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الهمزہ، فصل فی الصحابة، ص ۵۸۶
واسد الغابة، خالد بن زید بن کلیب، ج ۲، ص ۱۱۶ ملتقطاً

﴿۲۳﴾ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ عبداللہ بن بسر مازنی ہیں۔ان کی کنیت ابو بسر یا ابوصفوان ہے۔انکے والد نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی دعوت کی اور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ماحضر تناول فرمایا پھر کھجوریں لائی گئیں، آپ نے کھجوریں بھی کھائیں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ یہ آخری عمر میں ملک شام میں چلے گئے۔

علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ یہ آخری صحابی ہیں جن کا ملک شام میں وصال شریف ہوا۔ان کی عمر میں اختلاف ہے۔اصابہ میں ہے کہ ۹۴ برس کی عمر میں وفات پائی اور علامہ ابونعیم کا قول ہے کہ ایک سو برس کی عمر میں ان کا وصال ہوا۔بغیر کسی بیماری کے شہر حمص میں وضو کرتے ہوئے بالکل ہی اچانک وفات پا گئے۔(1)

(اکمال، ص۶۰۳ و اسد الغابہ، ج۳، ص۱۲۵ و کنز العمال، ج۱۶، ص۱۰۴)

کرامت

رزق میں کبھی تنگی پیدا نہیں ہوئی

دعائے نبوی کی برکت سے عمر بھر کبھی ان کی روزی میں تنگی نہیں ہوئی۔حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے انکے گھر میں طعام سے فارغ ہو کر گھر والوں کے لئے تین دعائیں مانگی تھیں:﴿۱﴾ یا اللہ! عزوجل ان لوگوں کی مغفرت فرما۔﴿۲﴾ یا اللہ! عزوجل ان لوگوں

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال،حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص۶۰۳
واسد الغابۃ، عبداللّٰہ بن بسرالمازنی،ج۳،ص۱۸۶
والاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حرف العین المھملۃ، عبداللّٰہ بن بسر، ج۴، ص۲۰

پر رحمت نازل فرما۔﴿۳﴾ یا اللہ! عزوجل ان لوگوں کی روزی میں برکت فرما۔(1)

(کنز العمال، ج۱۶،ص۱۰۴ مطبوعہ حیدر آباد)

﴿۲٤﴾ حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ تعالٰی عنہ

صلح حدیبیہ کے بعد یہ اپنے قبیلہ بنی خزاعہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور دربار نبوت میں حاضر رہ کر حدیثیں یاد کرتے رہے۔ پھر کوفہ چلے گئے اور وہاں سے مصر جا کر مقیم ہو گئے۔ کچھ دنوں شام میں بھی رہے۔ان کے شاگردوں میں جبیر بن نفیر اور رفاعہ بن شداد وغیرہ بہت مشہور محدثین ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے طرفدار تھے اور جنگ جمل و صفین و نہروان میں حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ رہے جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سونپ دی تو اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گورنر ''زیاد'' کے خوف سے یہ عراق سے بھاگ کر ''موصل'' کے ایک غار میں روپوش ہو گئے اور اسی غار میں ان کو سانپ نے کاٹ لیا جس سے ان کی وہیں وفات ہوگئی۔علامہ ابن اثیر صاحب اسد الغابہ کا بیان ہے کہ ان کی قبر شریف موصل میں بہت ہی مشہور زیارت گاہ ہے۔قبر پر بہت بڑا گنبد اور لمبی چوڑی درگاہ ہے۔ ۵۰ھ میں آپ کی شہادت ہوئی۔(2) (اسد الغابہ، ج۴،ص۱۰۰)

کرامت

اسی برس کی عمر میں سب بال کالے

انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ہدیہ پیش کیا،

---

1 ......کنز العمال، کتاب الفضائل،فضائل الصحابۃ،الحدیث:۳۷۲۷٤،ج۷،الجزء۱۳،ص۲۱۰

2 ......اسد الغابۃ،عمرو بن الحمق الخزاعی،ج٤،ص۲۳۰

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دودھ نوش فرما کران کی جوانی کی بقا کیلئے دعا فرمادی۔ اس دعاء نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت مل گئی کہ اسی برس کی عمر ہو جانے کے باوجود ان کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔(1) (کنز العمال، ج۱۶، ص۱۲۱ و اسد الغابہ، ج۴، ص۱۰۰)

﴿۲۵﴾ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح انصاری یہ انصار میں قبیلہ اوس کے مایہ ناز سپوت ہیں۔ بہت ہی جانباز اور بہادر صحابی ہیں۔ انہوں نے جنگ بدر میں بے مثال جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور کفار قریش کے بڑے بڑے نامور سرداروں کو قتل کر دیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا ہیں۔ ۴ھ میں غزوۃ الرجیع کی جنگ میں یہ کفار سے دست بدست لڑتے ہوئے اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ شہید ہو گئے۔(2) (اسد الغابہ، ج۳، ص۷۳)

ان کی مندرجہ ذیل دو کرامتیں بہت ہی مشہور ہیں جو نہایت ہی مستند ہیں۔

کرامات

شہد کی مکھیوں کا پہرہ

چونکہ آپ نے جنگ بدر کے دن کفار مکہ کے بڑے بڑے نامی گرامی سورماؤں اور نامور سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اس لئے جب کفار مکہ کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو ان کافروں نے چند آدمیوں کو اس لئے مقام رجیع میں بھیج دیا تا کہ انکے بدن

1 ......اسد الغابة، عمرو بن الحمق الخزاعی، ج٤، ص ٢٣١
وکنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحدیث: ٣٧٢٨٥، ج٧، الجزء١٣، ص٢١٣

2 ......اسد الغابة، عاصم بن ثابت، ج٣، ص١٠٦

کا کوئی ایسا حصہ (سر وغیرہ) کاٹ کر لائیں جس سے یہ شناخت ہو جائے کہ واقعی حضرت عاصم قتل ہو گئے۔ چنانچہ چند کفار ان کی لاش کی تلاش میں مقام رجیع تک پہنچ گئے مگر وہاں جا کر ان کافروں نے اس شہید مرد کی یہ کرامت دیکھی کہ لاکھوں کی تعداد میں شہد کی مکھیوں کے جھنڈ نے ان کی لاش کے اردگرد اس طرح گھیرا ڈال رکھا ہے جس سے وہاں تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہو گیا ہے اس لئے کفار مکہ ناکام و نامراد ہو کر مکہ واپس چلے گئے۔[1] (بخاری، ج۲،ص۵۶۹ وزرقانی، ج۲،ص۷۳)

سمندر میں قبر

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مکہ کی ایک کافرہ عورت سلافہ بنت سعد کے دو بیٹوں کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جنگ احد میں قتل کر ڈالا تھا، اس لئے اس عورت نے جوش انتقام میں یہ قسم کھا رکھی تھی کہ اگر مجھ کو عاصم بن ثابت کا سر مل گیا تو میں ان کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ چنانچہ اس نے کچھ لوگوں کو بھیجا تھا کہ تم ان کا سر کاٹ کر لاؤ، میں اس کو بہت بڑی قیمت دے کر خرید لوں گی۔ اس لالچ میں چند کفار مقام رجیع تک پہنچے مگر جب انہوں نے شہد کی مکھیوں کا گھیرا دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے مگر یہ چند لالچی لوگ اس انتظار میں وہاں ٹھہر گئے کہ جب کبھی یہ شہد کی مکھیاں اڑ جائیں گی تو ہم ان کا سر کاٹ کر لے جائیں گے۔ خدا کی شان کہ نہایت ہی زوردار بارش ہوئی اور پہاڑوں سے برساتی نالہ بہتا ہوا اس میدان میں پہنچا اور اس زور کا ریلا آیا کہ کفار جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ کی مقدس لاش پانی

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۰، الحدیث:۳۹۸۹، ج۳، ص۱۵-۱۶ وحجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ،المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ ...الخ،ص۶۱۸

کے بہاؤ کے ساتھ بہتی ہوئی سمندر میں پہنچ گئی۔

روایت ہے کہ جس دن عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا اسی دن خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ میں نہ تو کسی کافر کے بدن کو ہاتھ لگاؤں گا نہ کسی کافر کو موقع دوں گا کہ وہ میرے بدن کو چھو سکے۔ اللہ اکبر! خدا کی شان کہ زندگی بھر تو ان کا یہ عہد پورا ہوتا ہی رہا مگر شہادت کے بعد بھی خداوند قدوس نے ان کے اس عہد کو پورا فرما دیا کہ کفاران کے مقدس بدن کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ پہلے شہد کی مکھیوں کا پہرہ لگا دیا پھر برساتی نالوں نے ان کے بدن مبارک کو ان کے مدفن تک پہنچا دیا۔(1)

(حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۸۶۹ بحوالہ بیہقی و کنز العمال، ج ۱۶، ص ۱۷۸)

تبصرہ

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان دونوں کرامتوں کو پڑھ کر غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کا شہداء کرام پر کتنا فضل عظیم ہوتا ہے اور راہ خدا میں جان فدا کرنے والوں کو رب العزت جل جلالہ کے دربار عالیہ سے کیسی کیسی عظیم الشان کرامتوں کے نشان عطا کئے جاتے ہیں۔ وفات کے بعد بھی ان کے تصرفات بصورت کرامات جاری رہتے ہیں۔ لہٰذا شہیدوں سے عقیدت و محبت اور ان کا ادب و احترام واجب العمل اور لازم الایمان ہوتا ہے۔

---

1 ......حجۃ اللّٰہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ ...الخ، ص۶۱۸

ودلائل النبوۃ للبیھقی، باب غزوۃ الرجیع وما ظھر...الخ، ج۳، ص۳۲۸

وکنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث:۳۷۴۶۵، ج۷، الجزء۱۳، ص۲۴۵

﴿۲۶﴾ حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا وطن مکہ مکرمہ ہے اور یہ خاندان قریش کے بہت ہی ممتاز اور نامور شخص ہیں۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ پھر ہجرت بھی کی۔ نہایت ہی وجیہ بہت ہی بہادر اور جانباز صحابی ہیں۔ ۲ھ میں ساٹھ یا اسّی مہاجرین کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو ''رابغ'' کی طرف جہاد کے لیے روانہ فرمایا۔ چنانچہ تاریخ اسلام میں مجاہدین کا یہ لشکر سریہ عبیدہ بن الحارث کے نام سے مشہور ہے۔

۲ھ جنگ بدر میں انہوں نے شیبہ بن ربیعہ سے جنگ کی جو لشکر کفار کے سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ کا بھائی تھا۔ یہ بڑی جاں بازی کے ساتھ لڑتے رہے مگر اس قدر زخمی ہو گئے کہ ان کی پنڈلی ٹوٹ کر چور چور ہو گئی اور نلی کا گودا بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے۔ اس حالت میں حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا میں شہادت سے محروم رہا؟ ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ تم شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ یہ سنکر انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر آج ابو طالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہی ہوں ؎

وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ

وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(یعنی ہم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ہم ان کے گرداگرد لڑتے لڑتے خون میں لت پت ہو جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو

بھول جائیں گے۔)اسی زخم میں آپ منزل صفراء میں پہنچ کر شرف شہادت سے سرفراز ہو گئے۔(1)(ابوداود، ج۲،ص۲۶۱وزرقانی، ج۱،ص۴۱۸)

کرامت

قبر کی خوشبو دور تک

عشق رسول میں بے پناہ جاں نثاریوں اور فدا کاریوں کی بدولت ان کو یہ شاندار کرامت نصیب ہوئی کہ ان کی قبر اطہر سے اس قدر مشک کی تیز خوشبو آتی کہ پورا میدان ہر وقت مہکتا رہتا۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک مدت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ منزل صفراء میں قیام ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حیران ہو کر بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس صحرا میں مشک کی اس قدر تیز خوشبو کہاں سے اور کیوں آرہی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس میدان میں ابو معاویہ (حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر موجود ہوتے ہوئے تمہیں تعجب کیوں ہو رہا ہے کہ یہاں مشک کی خوشبو مہک رہی ہے۔(2)

(کتاب صد صحابہ،ص۳۱۴مرتبہ شاہ مراد مارہروی)

اللہ اکبر! یہ سچ ہے ۔

کمالاتِ ولی مٹی میں بھی یوں جگمگاتے ہیں   کہ جیسے نور ظلمت میں کبھی پنہاں نہیں ہوتا

---

1 ......شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة، باب غزوة بدر الکبریٰ، ج۲، ص۲۷۶
و سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب فی المبارزة، الحدیث:۲۶۶۵، ج۳، ص۷۲
و اسد الغابة، عبیدة بن الحارث بن المطلب، ج۳، ص۵۷۲۔۵۷۴ ملتقطاً

2 ......الاستعاب فی معرفة الاصحاب، باب حرف العین، باب عبیدة، عبیدة بن الحرث المطلبی، ج۳، ص۱۴۱

﴿۲۷﴾ حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن الربیع بن عمرو انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعۃ العقبہ اولیٰ اور بیعۃ العقبہ ثانیہ دونوں بیعتوں میں شریک رہے اور یہ انصار میں سے خاندان بنی الحارث کے سردار بھی تھے۔ زمانہ جاہلیت میں جبکہ عرب میں لکھنے پڑھنے کا بہت ہی کم رواج تھا اس وقت یہ کاتب تھے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے انتہائی شیدائی اور بے حد جاں نثار صحابی ہیں۔

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی کا بیان ہے کہ میں امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئی تو انہوں نے اپنے بدن کی چادر اتار کر میرے لئے بچھا دی اور مجھے اس پر بٹھایا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور پوچھا: یہ لڑکی کون ہے؟ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس شخص کی بیٹی ہے جس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے ہی میں جنت کے اندر اپنا ٹھکانا بنا لیا اور میں اور تم یوں ہی رہ گئے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ اے خلیفہ رسول! وہ کون شخص ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ''سعد بن الربیع'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔

جنگ بدر میں نہایت شجاعت کے ساتھ کفار سے معرکہ آرائی کی۔ جنگ احد میں بارہ کافروں کو ایک ایک نیزہ مارا اور جس کو ایک نیزہ مارا وہ مر کر ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر گھمسان کی جنگ میں زخمی ہو کر اسی جنگ احد میں ۳ھ میں شہید ہو گئے اور حضرت

خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن ہو گئے۔(1)

(اکمال،ص ۵۹۶، حاشیہ کنز العمال، ج۱۶،ص ۳۶، اسد الغابہ، ج۲،ص ۲۷۷)

کرامت

دنیا میں جنت کی خوشبو

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ احد کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ زندہ ملیں تو تم ان سے میرا اسلام کہہ دینا۔ چنانچہ جب تلاش کرتے کرتے میں ان کے پاس پہنچا تو ان کو اس حال میں پایا کہ ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سلام پہنچایا تو انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے میرا اسلام کہہ دینا اور سلام کے بعد یہ بھی عرض کر دینا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں جنت کی خوشبو میدان جنگ میں سونگھ چکا اور میری قوم انصار سے میرا یہ آخری پیغام کہہ دینا کہ اگر تم میں ایک آدمی بھی زندہ رہا اور کفار کا حملہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک پہنچ گیا تو خدا تعالیٰ کے دربار میں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوسکتا اور تمہارا وہ عہد ٹوٹ جائے گا جو تم لوگوں نے بیعۃ العقبہ میں کیا تھا، اتنا کہتے کہتے ان کی روح پرواز کر گئی۔

(حجۃ اللہ، ج۲،ص ۸۷۰ بحوالہ حاکم وبیہقی)

---

1 ......اسد الغابة، سعد بن الربیع، ج۲، ص۴۱۴
والاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابة، ص۵۹۶
والاصابة فی تمییز الصحابة، سعد بن الربیع، ج۳، ص۴۹

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جس شخص کو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالٰی عنہ کی لاش کا پتہ لگانے کے لیے بھیجا تھا وہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہی قول ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔(1) (اسد الغابہ، ج۲،ص۲۷۷)

تبصرہ

اللہ اکبر! غور فرمایئے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم سے کتنی والہانہ محبت اور کس قدر عاشقانہ لگاؤ تھا کہ جان کنی کا عالم ہے، زخموں سے نڈھال ہیں مگر اس وقت میں بھی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کا خیال دل و دماغ کے گوشہ گوشہ میں چھایا ہوا ہے۔ اپنے گھر والوں کے لیے، اپنی بچیوں کے لیے کوئی وصیت نہیں فرماتے مگر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے لیے اپنی ساری قوم کو کتنا اہم آخری پیغام دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی یہی وہ نیکیاں ہیں جو قیامت تک کسی کو نصیب نہیں ہو سکتیں اور اسی لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ساری امت میں وہی درجہ ہے جو آسمان پر ستاروں کی برات میں چاند کا درجہ ہے۔

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کوئی بیٹا نہیں تھا فقط دو صاحبزادیاں تھیں جن کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ان کی میراث میں سے دو ثلث عطا فرمایا۔ واللہ تعالٰی اعلم

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة ...الخ، ص٦١٩
واسد الغابة، سعد بن الربيع، ج٢، ص٤١٤

﴿۲۸﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے: انس بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام انصاری۔ آپ قبیلہ انصار میں خزرج کی ایک شاخ بنی نجار میں سے ہیں ان کی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان ہے۔ ان کی کنیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ابوحمزہ رکھی اور ان کا مشہور لقب ''خادم النبی'' ہے اور اس لقب پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حد فخر تھا۔ دس برس کی عمر میں یہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور دس برس تک سفر و وطن، جنگ و صلح ہر جگہ ہر حال میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت کرتے رہے اور ہر دم خدمت اقدس میں حاضر باش رہتے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات میں سے ان کے پاس چھوٹی سی لاٹھی تھی۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ اس کو بوقت دفن میرے کفن میں رکھ دیں۔ چنانچہ یہ لاٹھی آپ کے کفن میں رکھ دی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے لیے خاص طور پر مال اور اولاد میں ترقی اور برکت کی دعائیں فرمائی تھیں، چنانچہ ان کے مال اور اولاد میں بے حد برکت و ترقی ہوئی۔ مختلف بیویوں اور باندیوں سے آپ کے اسّی لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور جس دن آپ کا وصال ہوا اس دن آپ کے بیٹوں اور پوتوں وغیرہ کی تعداد ایک سو بیس تھی۔ بہت زیادہ حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے حنا کا خضاب سر اور داڑھی میں لگاتے تھے اور خوشبو بھی بکثرت استعمال کرتے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ میرے کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پسینہ ملا ہوا ہے۔ ان کی والدہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پسینہ کو جمع کر کے خوشبو میں ملایا کرتی تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے آپ مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے۔ آپ کے سال وصال اور آپ کی عمر شریف کے بارے میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ۹۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بعضوں نے ۹۲ھ بعض نے ۹۳ھ بعض نے ۹۰ھ کو آپ کے وصال کا سال تحریر کیا ہے۔ بوقت وصال آپ کی عمر شریف ایک سو تین برس کی تھی۔ بعض نے ایک سو دس بعض نے ایک سو سات اور بعض نے ننانوے برس لکھا ہے۔ بصرہ میں وفات پانے والے صحابیوں میں سے سب سے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے بعد شہر بصرہ میں کوئی صحابی باقی نہیں رہا۔ بصرہ سے دو کوس کے فاصلہ پر آپ کی قبر شریف بنی جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ بہت ہی حق گو، حق پسند، عبادت گزار صحابی ہیں اور آپ کی چند کرامتیں بھی منقول ہیں۔(1)

(اکمال، ص ۵۸۵ و اسد الغابہ، ج ۱، ص ۱۲۷)

کرامات

سال میں دو مرتبہ پھل دینے والا باغ

ان کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ دنیا بھر میں کھجوروں کا باغ سال میں ایک ہی مرتبہ پھلتا ہے مگر آپ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا۔(2)

(مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۵۴۵)

کھجوروں میں مشک کی خوشبو

اسی طرح یہ بھی آپکی بہت ہی بے مثال کرامت ہے کہ آپکے باغ کی کھجوروں

---

1 ......الاكمال في اسماء الرجال، حرف الهمزة، فصل في الصحابة، ص ٥٨٥ واسد الغابة، انس بن مالك بن النضر، ج ١، ص ١٩٢۔١٩٥ ملتقطاً

2 ......مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل و الشمائل، باب الكرامات، الحديث: ٥٩٥٢، ج ٢، ص ٤٠١

میں مشک کی خوشبو آتی تھی جس کی مثال کہیں دنیا بھر میں نہیں مل سکتی ہے۔(1)

(مشکوٰۃ شریف، ج۲،ص۵۴۵)

دعا سے بارش

آپ کا باغبان آیا اور شدید قحط اور خشک سالی کی شکایت کرنے لگا۔آپ نے وضو فرمایا اور نماز پڑھی پھر فرمایا کہ اے باغبان! آسمان کی طرف دیکھ! کیا تجھے کچھ نظر آرہا ہے؟ باغبان نے عرض کیا کہ حضور! میں تو آسمان میں کچھ بھی نہیں دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے نماز پڑھ کر یہی سوال فرمایا اور باغبان نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری بار یا چوتھی بار نماز پڑھ کر آپ نے باغبان سے پوچھا کہ کیا آسمان میں کچھ نظر آرہا ہے۔اب کی مرتبہ باغبان نے جواب دیا کہ جی ہاں! ایک پرند کے پر کے برابر بدلی کا ٹکڑا نظر آرہا ہے۔ پھر آپ برابر نماز اور دعا میں مشغول رہے یہاں تک کہ آسمان میں ہر طرف ابر چھا گیا اور نہایت ہی زوردار بارش ہوئی۔ پھر حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے باغبان کو حکم دیا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کر دیکھو کہ یہ بارش کہاں تک پہنچی ہے؟ اس نے چاروں طرف گھوڑا دوڑا کر دیکھا اور آ کر کہا کہ یہ بارش ''مسیرین'' اور ''غضبان'' کے محلوں سے آگے نہیں بڑھی۔(2) (طبقات ابن سعد، ج ۷،ص۲۱)

تبصرہ

بارش کہاں تک ہوئی ہے؟ اس کو دیکھنے اور معلوم کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس شہر میں جہاں آپ تھے قحط پڑ گیا تھا اور پانی کی سخت ضرورت تھی باقی دوسرے علاقوں

1 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب الکرامات، الحدیث:۵۹۵۲، ج۲،ص۴۰۱

2 ......الطبقات الکبری لابن سعد، انس بن مالک بن النضر، ج۷، ص۱۵

میں کافی بارش ہو چکی تھی۔ ان علاقوں میں قطعاً مزید بارش کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہاں زیادہ بارش سے نقصان ہونے کا اندیشہ تھا اسی لئے آپ نے دریافت فرمایا کہ بارش کہاں تک ہوئی ہے؟ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ بارش اسی شہر میں ہوئی ہے جہاں بارش کی ضرورت تھی تو پھر آپ کو اطمینان ہو گیا کہ الحمدللہ! اس بارش سے کہیں بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

اللہ اکبر! بارگاہ الٰہی کے مقبول بندوں کی شان اور دربار خداوندی میں ان کی مقبولیت کا کیا کہنا؟ جب خدا سے عرض کیا بارش ہو گئی اور جہاں تک بارش برسانا چاہی وہیں تک برسی۔

لِلّٰہ! غور فرمایئے کہ کیا اولیاء اللہ کا حال اور ان کی شان عام انسانوں جیسی ہے؟ توبہ نعوذ باللہ! کہاں یہ اللہ تعالٰی کے پاک بندے اور کہاں منحوس اور دلوں کے گندے لوگ! ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شَیر و شِیر

(یعنی پاک لوگوں کے معاملات کو اپنے اوپر مت قیاس کر، اگرچہ لکھنے میں شیر اور شیر بالکل ہم شکل اور مشابہ ہیں لیکن ایک شیر وہ ہے کہ انسان کو پھاڑ کر کھا جاتا ہے اور ایک شیر (دودھ) ہے کہ اسے انسان کھاتا اور پیتا ہے۔) فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ○ (1)

---

1 ...... ترجمۂ کنز الایمان: تو عبرت لو اے نگاہ والو۔ (پ ۲۸، الحشر: ۲)

﴿۲۹﴾ حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں۔ یہ بہت ہی بہادر اور جاں باز صحابی ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ احد کے دن اکیلے ہی کفار سے لڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہی چلے گئے جب آپ نے دیکھا کہ کچھ مسلمان سست پڑ گئے ہیں اور آگے نہیں بڑھ رہے ہیں تو آپ نے بلند آواز سے للکار کر فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ الْجَنَّۃِ دُوْنَ اُحُدٍ وَّاِنَّھَا لَرِیْحُ الْجَنَّۃِ (یعنی میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں احد پہاڑ کے پاس جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور یقیناً بلاشبہ یہ جنت ہی کی خوشبو ہے۔) آپ نے یہ فرمایا اور اکیلے ہی کفار کے نرغہ میں لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑے اور شہادت کے شرف سے سرفراز ہوئے۔

ان کے بدن پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے اسی سے زیادہ زخم گنے گئے تھے اور کفار نے ان کی آنکھوں کو پھوڑ کر اور ناک، کان، ہونٹ کو کاٹ کر ان کی صورت اس قدر بگاڑ دی تھی کہ کوئی شخص ان کی لاش کو پہچان نہ سکا مگر جب ان کی بہن حضرت رُبَیّع رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو انہوں نے ان کی انگلیوں کے پوروں کو دیکھ کر پہچانا کہ یہ میرے بھائی انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس کا انہیں شدید رنج و قلق تھا کہ افسوس! میں اسلام کے پہلے غزوہ میں غیر حاضر رہا۔ پھر وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر آئندہ کبھی اللہ تعالیٰ نے یہ دن دکھایا کہ کفار سے جنگ کا موقع ملا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں جنگ کیا کرتا ہوں اور کیا کر دکھاتا ہوں۔

چنانچہ ۳ھ میں جب جنگ احد ہوئی تو انہوں نے خدا تعالٰی سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر کے دکھا دیا کہ اپنے بدن پر اسی زخموں سے زائد زخم کھا کر شہید ہو گئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی شان میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ (1)

مؤمنین میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کر دیا۔(2)

(اکمال، ص ۵۸۵، اسد الغابہ، ج ۱، ص ۱۲۲، حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۷۱ بخاری شریف)

کرامت

ان کی کرامتوں میں سے یہ ایک کرامت بہت زیادہ مشہور اور مستند ہے۔

خدا نے قسم پوری فرما دی

حضرت انس بن النضر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بہن ربیع رضی اللہ تعالٰی عنہا نے جھگڑا و تکرار کرتے ہوئے ایک انصاری کی لڑکی کے دو اگلے دانت توڑ ڈالے۔ لڑکی والوں نے قصاص کا مطالبہ کیا اور شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے قرآن مجید کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ فرما دیا کہ ربیع بنت النضر کے دانت قصاص میں توڑ دیئے جائیں۔

---

1 ...... ترجمۂ کنز الایمان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔
(پ ۲۱، الاحزاب: ۲۳)

2 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الھمزة، فصل فی الصحابة، ص۵۸۵
واسد الغابة، انس بن النضر، ج ۱، ص۱۹۸ وحجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکرجملة جمیلة...الخ، ص۶۱۹

جب حضرت انس ابن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا: یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خدا تعالیٰ کی قسم! میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس بن النضر! تم کیا کہہ رہے ہو؟ قصاص تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا فیصلہ ہے۔ یہ گفتگو ابھی ہو رہی تھی کہ لڑکی والے دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قصاص میں ربیع کا دانت توڑنے کے بدلے میں ہم لوگوں کو دیت (مالی معاوضہ) دلا دیا جائے۔ اس طرح انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم پوری ہوگئی اور ان کی بہن حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دانت توڑے جانے سے بچ گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر وہ کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری فرما دیتا ہے۔(1)

(بخاری شریف، ج ۲، ص ۶۶۴، باب قولہ والجروح قصاص)

تبصرہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد گرامی کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے مقبولان بارگاہ الٰہی ہیں کہ اگر کسی ایسی چیز کے بارے میں جو بظاہر ہونے والی نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے یہ بندے اگر قسم کھالیں کہ ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان مقدس بندوں کی قسموں کو ٹوٹنے نہیں دیتا بلکہ اس نہ ہونے والی چیز کو موجود فرما دیتا ہے تاکہ ان مقدس بندوں کی قسم پوری ہو جائے۔

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب والجروح قصاص، الحدیث: ۴۶۱۱، ج ۳، ص ۲۱۵

دیکھ لیجئے کہ حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلیئے دربار نبوت سے قصاص کا فیصلہ ہو چکا تھا اور مدعی نے قصاص ہی کا مطالبہ کیا تھا لیکن جب حضرت انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا گئے کہ خدا کی قسم! میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا تو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی سبب پیدا کر دیا۔ تو ظاہر ہے کہ اگر فیصلہ کے مطابق دانت توڑ دیا جاتا تو ان کی قسم ٹوٹ جاتی مگر خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہو گیا کہ مدعی کا دل بدل گیا اور اس نے بجائے قصاص کے دیت کا مطالبہ کر دیا اس طرح دانت ٹوٹنے سے بچ گیا اور ان کی قسم پوری ہو گئی۔

اس کی بہت سی مثالیں اور ثبوت حاصل ہوں گے کہ اللہ والے جس بات کی قسم کھا گئے اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو موجود فرما دیا اگرچہ وہ چیز ایسی تھی کہ بظاہر اس کے ہونے کی کوئی بھی صورت نہیں تھی۔

﴿۳۰﴾ حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے باشندہ ہیں اور انصار کے قبیلہ اوس سے انکا خاندانی تعلق ہے۔ ان کا باپ ابو عامر اپنے قبیلہ کا سردار تھا اور زمانہ جاہلیت میں اس کی عبادت کی کثرت کو دیکھ کر عام طور پر لوگ اس کو ابو عامر راہب کہا کرتے تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور پورا مدینہ اور اطراف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں پر قربان ہونے لگا تو مدینہ کے دو شخصوں پر حسد کا بھوت سوار ہو گیا۔ ایک عبداللہ بن ابی، دوسرے ابو عامر راہب۔ لیکن عبداللہ بن ابی نے تو اپنی دشمنی کو چھپائے رکھا اور منافق بن کر مدینہ ہی میں رہا لیکن ابو عامر راہب حسد کی آگ میں جل بھن کر مدینہ سے مکہ چلا گیا اور کفار مکہ کو بھڑکا کر مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے تیار کیا چنانچہ ۳ھ میں جب جنگ احد ہوئی تو ابو عامر کفار کے لشکر میں شامل

تھا اور کفار کی طرف سے لڑ رہا تھا مگر اس کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرچم اسلام کے نیچے نہایت ہی جواں مردی اور جوش و خروش کے ساتھ کفار سے لڑ رہے تھے۔ابو عامر راہب جب تلوار گھما تا ہوا میدان میں نکلا تو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنی تلوار سے اپنے باپ ابو عامر کا سر کاٹ کر لاؤں مگر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ بیٹے کی تلوار باپ کا سر کاٹے اس لئے آپ نے اجازت نہیں دی مگر حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش جہاد میں اس قدر آپے سے باہر ہو گئے تھے کہ سر ہتھیلی پر رکھ کر انتہائی جانبازی کے ساتھ لڑتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گئے اور کفار کے سپہ سالار ابو سفیان پر حملہ کر دیا اور قریب تھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ابو سفیان کا فیصلہ کر دے مگر اچانک پیچھے سے شداد بن الاسود نے جھپٹ کر وار کو روکا اور حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔(1)

(اسد الغابہ، ج ۲، ص ۶۷ و مدارج النبوۃ، ص ۱۲۳)

کرامت

غسیل الملائکہ

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے۔ جب ان کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا گیا تو انہوں نے یہ بتایا کہ وہ جنگ احد کی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ

---

(1)......اسد الغابة، حنظلة بن ابی عامر، ج ۲، ص ۸۴۔۸۵
والاصابة فی تمییز الصحابة، حنظلة بن ابی عامر، ج ۲، ص ۱۱۹

سوئے تھے اور غسل کی حاجت ہوگئی تھی مگر وہ رات کے آخری حصہ میں دعوت جنگ کی پکار سن کر اس خیال سے بلا غسل میدان جنگ کی طرف دوڑ پڑے کہ شاید غسل کرنے میں اللہ کے رسول کی پکار پر دوڑنے میں دیر لگ جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے شہادت کے بعد ان کو غسل دیا، ورنہ شہید کو غسل دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اسی واقعہ کی بناء پر حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو غسیل الملائکہ (فرشتوں کے نہلائے ہوئے) کہا جاتا ہے۔(1)

(مدارج النبوۃ، ج۲ و مشکوۃ شریف وغیرہ)

تبصرہ

فرشتوں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہادت کے بعد غسل دیا۔ یہ آپ کی بہت بڑی کرامت اور نہایت ہی عظیم الشان فضیلت ہے۔ چنانچہ آپ کے قبیلہ والوں کو اس پر بہت بڑا فخر اور ناز تھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمارے قبیلہ کے ایک عدیم المثال فرد ہیں کہ جن کو فرشتوں نے نہلایا۔ اس تفاخر کے سلسلے میں منقول ہے کہ قبیلہ اوس کے لوگوں نے قبیلہ خزرج والوں سے کہا کہ دیکھو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ غسیل الملائکہ ہمارے قبیلۂ اوس کے ہیں اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ شہد کی مکھیوں نے جن کی لاش پر پہرہ دیا تھا وہ بھی ہمارے قبیلہ اوس کے ہیں اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ جن کی وفات پر عرش الٰہی ہل گیا وہ بھی ہمارے قبیلہ اوس کے ہیں اور حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ جن کی اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے وہ بھی ہمارے قبیلہ اوس ہی کے ہیں۔ یہ سن کر قبیلہ خزرج کے لوگوں نے کہا کہ ہمارے

---

1 ......مدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم، ج۲، ص۱۲۳، ۱۲٤

قبیلۂ خزرج والوں کو بھی یہ فخر حاصل ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی موجودگی میں ہمارے قبیلہ کے چار آدمی حافظ قرآن وقاری ہوئے اور تمہارے قبیلہ میں اس وقت تک کوئی بھی پورا حافظ قرآن نہیں ہوا۔ دیکھو حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو زید و حضرت ابی بن کعب و حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) یہ چاروں حفاظ ہمارے قبیلۂ خزرج کے سپوت ہیں۔[1] (اسد الغابہ، ج۲، ص۶۸)

﴿۳۱﴾ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوگئے تھے پھر کفار مکہ نے ان کو بہت زیادہ ستایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کردیا۔ واقعہ ہجرت کے وقت جبکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے یارِ غار صدیق جاں نثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ غار ثور میں تشریف فرما ہوئے تو یہی حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر بکریوں کو چرا کر غار کے پاس رات کو لاتے اور ان بکریوں کا دودھ دوہ کر دونوں عالم کے تاجدار اور ان کے یار غار کو پلاتے جب غار ثور سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے تو ایک اونٹنی پر شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ایک اونٹنی پر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھے۔ صفر ۴ھ واقعہ ''بیر معونہ'' میں آپ کو شہادت کی سعادت حاصل ہوئی۔[2] (اسد الغابہ، ج۳، ص۹۱)

(پوری تفصیل کیلئے پڑھئے ہماری کتاب ''سیرۃ المصطفیٰ'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

---

1 ......اسد الغابة، حنظلة بن ابی عامر رضی اللّٰه عنه، ج۲، ص۸۵

2 ......اسد الغابة، عامر بن فهيرة رضی اللّٰه عنه، ج۳، ص۱۳۳

کرامت

لاش آسمان تک بلند ہوئی

جنگ بیر معونہ میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے صرف عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ بچے باقی سب جام شہادت سے سیراب ہو گئے۔ ان ہی شہداء کرام میں سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ کفار کے سردار عامر بن طفیل کا بیان ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ جب شہید ہو گئے تو ایک دم ان کی لاش زمین سے بلند ہو کر آسمان تک پہنچی پھر تھوڑی دیر کے بعد آہستہ آہستہ وہ زمین پر اتر آئی اور اس کے بعد ان کی لاش تلاش کرنے پر نہیں ملی کیونکہ فرشتوں نے انہیں دفن کر دیا۔(1)

(بخاری، ج۲، ص۵۸۷)

تبصرہ

جس طرح حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرشتوں نے غسل دیا تو ان کا لقب ''غسیل الملائکہ'' ہوا۔ اسی طرح چونکہ ان کو فرشتوں نے قبر میں دفن کیا تھا اس لئے یہ ''دفین الملائکہ'' (فرشتوں کے دفن کردہ) ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۳۲﴾ حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت غالب بن عبداللہ بن مسعر بن جعفر بن کلب لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کا وطن مکہ معظّمہ ہے اور یہ فتح مکہ سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ فتح مکہ میں یہ حضور

---

1 ...... صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع ورعل...الخ، الحدیث: ۴۰۹۳، ج۳، ص۴۹

واسد الغابۃ، عامر بن فھیرۃ رضی اللہ عنہ، ج۳، ص۱۳۴

اقدس شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو مکہ مکرمہ کے راستوں کی درستی اور کفار کے حالات کی جاسوسی کے کام پر مامور فرمایا۔ پھر فتح مکہ کے بعد ساٹھ سواروں کا افسر بنا کر آپ نے ان کو مقام کدید میں بنی الملوح سے جنگ کے لیے بھیج دیا۔

ابن الکلبی کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو بنی مرہ سے لڑنے کیلئے ''فدک'' بھیجا، وہیں یہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔[1] (اسد الغابہ، ج۴،ص۱۶۸)

ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی یہ جہادوں میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ خاص طور پر جنگ قادسیہ میں خوب خوب کفار سے لڑے۔ مشہور ہے کہ ہرمزانہی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کے دوران زیاد نے ان کو خراسان کا حاکم بنا دیا تھا۔[2] (اصابہ، ج۵،ص۱۸۷)

ان کی یہ ایک کرامت بہت مشہور اور نہایت ہی مستند ہے۔

کرامت

خشک نالہ میں ناگہاں سیلاب

حضرت جندب بن مکیث جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک چھوٹے سے

---

1 ......اسد الغابة، غالب بن عبدالله الكنانی الليثی، ج ٤، ص ٣٥٧ ملتقطاً

2 ......الاصابة فی تمييز الصحابة، حرف الغين المعجمة، ج ٥، ص ٢٤٣

لشکر کا امیر بنا کر جہاد کے لیے بھیجا میں بھی اس لشکر میں شامل تھا ہم لوگوں نے مقام "کدید" میں قبیلہ بنی الملوح پر حملہ کیا اوران کے اونٹوں کو مال غنیمت بنا کر واپس آنے لگے ابھی ہم لوگ کچھ دور ہی چلے تھے کہ بنوالملوح کے تمام قبائل کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہوکر ہمارے تعاقب میں آ گیا ہم لوگ ایک نالے کے پار آ گئے جو بالکل ہی خشک تھا اور ہم لوگوں کو بالکل ہی یقین ہوگیا کہ اب ہم لوگ ان کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوجائیں گے مگر کفار جب نالہ کے پاس آئے تو باوجودیکہ نہ بارش ہوئی نہ بدلی کسی طرف سے نظر آئی اچانک نالہ پانی سے بھر گیا اور اس زور وشور سے پانی کا بہاؤ تھا کہ اس کو پار کرنا انتہائی دشوار تھا چنانچہ کفار کا لشکر نالہ کے پاس ٹھہر گیا اور ایک کافر بھی نالہ کو پار نہ کر سکا اور ہم لوگ نہایت ہی اطمینان اور سلامتی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔(1)

(حجۃ اللہ، ج۲، ص۸۷۲ بحوالہ ابن سعد)

تبصرہ

ہم کرامت کی قسموں کے بیان میں لکھ چکے ہیں کہ بالکل ناگہاں اور اچانک غیب سے کسی چیز کا بطور امداد کے ظاہر ہوجانا یہ بھی کرامت کی ایک قسم ہے۔ خشک نالہ میں اچانک پانی بھر جانا یہ حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی قسم کی کرامت ہے، ان کی اسی کرامت کی بدولت تمام صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جان بچ گئی۔

﴿۳۳﴾ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے باشندہ تھے مکہ مکرمہ میں آ کر اسلام قبول کیا۔ پہلے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے پھر حبشہ سے کشتیوں پر سوار ہو کر تمام

(1) ......الطبقات الکبری لابن سعد، سریة غالب بن عبداللّٰہ اللیثی...الخ، ج۲، ص۹۵

مہاجرین حبشہ کے ساتھ آپ بھی تشریف لائے اور خیبر میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۰ھ میں ان کو بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک یہ بصرہ کے گورنر رہے جب حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جنگ شروع ہوئی تو پہلے آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرفدار تھے مگر اس جھگڑے سے منقبض ہو کر مکہ مکرمہ چلے گئے یہاں تک کہ ۵۲ھ میں آپ کی وفات ہوگئی۔(1) (اکمال، ص ۶۱۸)

کرامات

غیبی آواز سنتے تھے

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ایک خاص کرامت تھی کہ غیبی آوازیں آپ کے کان میں آیا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمندری جہاد میں امیر لشکر بن کر گئے۔ رات میں سب مجاہدین کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کر رہے تھے کہ بالکل ناگہاں اوپر سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی:

''کیا میں تم لوگوں کو خدا تعالیٰ کے اس فیصلہ کی خبر دے دوں جس کا وہ اپنی ذات پر فیصلہ فرما چکا ہے؟ یہ وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے گرمی کے دنوں میں پیاسا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ پیاس کے دن (قیامت میں) ضرور ضرور اس کو سیراب فرمادے گا۔''(2) (حجۃ اللہ، ج۲، ص۸۷۲ بحوالہ حاکم)

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف المیم، فصل فی الصحابۃ، ص۶۱۸

2 ......المستدرك علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ علیھم الرضوان، باب جزاء من یعطش للّٰہ فی یوم صائف، الحدیث:۶۰۲۲، ج۴، ص۵۸۶

لحن داؤدی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز اور لہجہ میں اتنی زبردست کشش تھی کہ اس کو کرامت کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے: ذَکِّرْنَا رَبَّنَا یَا اَبَا مُوْسٰی (اے ابوموسیٰ! ہم کو اپنے رب کی یاد دلاؤ) یہ سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن شریف پڑھنے لگتے ان کی قراءت سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب میں ایسی نوری تجلی پیدا ہو جاتی کہ انہیں دنیا سے دوری اور اپنے رب کی حضوری نصیب ہو جاتی تھی۔(1)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت سنی تو ارشاد فرمایا کہ حضرت داود علیہ الصلوۃ والسلام کی سی خوش الحانی اس شخص کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔(2)

(کنز العمال، ج ۱۶، ص ۲۱۸، مطبوعہ حیدر آباد)

﴿۳۴﴾ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت تمیم بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے نصرانی تھے پھر ۹ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بہت ہی عبادت گزار تھے۔ ایک ہی رکعت میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی ایک ہی آیت کو رات بھر صبح تک نماز میں بار بار پڑھتے رہتے۔ حضرت محمد بن المنکدر کا بیان ہے کہ ایک رات سوتے رہ گئے اور نماز تہجد کے لیے نہیں اٹھ سکے تو انہوں نے اپنی اس کوتاہی کا کفارہ اس طرح ادا کیا کہ مکمل ایک سال تک رات

1 ...... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحدیث: ۳۷۵۴۷، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۲۶۰

2 ...... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحدیث: ۳۷۵۵۰، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۲۶۰

بھر نہیں سوئے۔ پہلے مدینہ منورہ میں رہتے تھے پھر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ملک شام میں چلے گئے اور اخیر عمر تک ملک شام ہی میں رہے۔ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں سب سے پہلے انہوں نے قندیل جلائی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دجال کے جساسہ کا واقعہ ان سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سنایا۔(1) (اکمال، ص ۵۸۸ و اسد الغابہ، ج ۱، ص ۲۱۵)

کرامت

چادر دکھا کر آگ بجھادی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں میں سے ایک مشہور اور مستند کرامت یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب پہاڑ کے ایک غار سے ایک قدرتی آگ نمودار ہوئی تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنی چادر عطا فرمائی، یہ چادر لے کر جب آگ کے قریب پہنچے تو آگ بجھتی ہوئی پیچھے کو ہٹتی چلی گئی یہاں تک کہ آگ غار کے اندر داخل ہوگئی اور یہ خود بھی آگ کو چادر سے دفع کرتے ہوئے غار میں گھستے چلے گئے جب یہ آگ کو بجھا کر حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے تمیم داری! رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن کے لئے ہم نے تم کو چھپا رکھا تھا۔(2) (حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۸۷۳ بحوالہ ابونعیم)

(اس آگ کا مفصل حال ہم نے اپنی کتاب "روحانی حکایات" ج ۲ اور "سیرۃ المصطفیٰ" میں تحریر کیا ہے)

---

1 ......اسد الغابة، تمیم بن اوس رضی اللّٰه عنه، ج ۱، ص ۳۱۹
والاکمال فی اسماء الرجال، حرف التاء، فصل فی الصحابة، ص ۵۸۸

2 ......حجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة...الخ، ص ۶۲۱

﴿۳۵﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ''ابو نجید'' ہے اور یہ ''قبیلہ بنو خزاعہ'' کی ایک شاخ بنو کعب کے خاندان سے ہیں اس لئے خزاعی اور کعبی کہلاتے ہیں۔ ۷ھ میں جنگ خیبر کے سال مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران ان کو اہل بصرہ کی تعلیم کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ محمد بن سیرین محدث فرمایا کرتے تھے کہ بصرہ میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ پرانا اور افضل کوئی صحابی نہیں۔ ان کی پوری زندگی مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی تھی طرح طرح کی عبادتوں میں بہت زیادہ محنت شاقہ فرماتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اتنی والہانہ عقیدت تھی اور آپ کا اتنا احترام رکھتے تھے کہ جس ہاتھ سے انہوں نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اس ہاتھ سے عمر بھر انہوں نے پیشاب کا مقام نہیں چھوا۔ تیس برس تک مسلسل استسقاء کی بیماری میں صاحب فراش رہے اور شکم کا آپریشن بھی ہوا مگر صبر وشکر کا یہ حال تھا کہ ہر مزاج پرسی کرنے والے سے یہی فرمایا کرتے تھے کہ میرے خدا کو جو پسند ہے وہی مجھے بھی محبوب ہے۔ ۵۲ھ میں بمقام بصرہ آپ کا وصال ہوا۔(1) (حجۃ اللہ، ج۲، ص۸۷۳ واکمال واسد الغابہ، ج۴، ص۱۳۷)

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص۶۰۷
واسد الغابة، عمران بن حصین رضی اللّٰہ عنه، ج٤، ص۲۹۹
وحجة اللّٰہ علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة...الخ، ص۶۲۱
والطبقات الکبری لابن سعد، عمران بن حصین رضی اللّٰہ عنه، ج٤، ص۲۱۵

کرامت

فرشتوں سے سلام ومصافحہ

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنا کرتے اور فرشتے آپ سے مصافحہ کیا کرتے تھے نیز آپ بہت مستجاب الدعوات بھی تھے۔یعنی آپ کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں۔(1)

(حجۃ اللہ، ج ۲،ص ۸۷۳واسد الغابہ، ج ۴،ص ۱۳۷وابن سعد، ج ۴،ص ۲۸۸)

﴿۳۶﴾ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے غلام تھے انہوں نے اس شرط پر ان کو آزاد کیا تھا کہ عمر بھر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں گے۔''سفینہ''ان کا لقب ہے۔ان کے نام میں اختلاف ہے کسی نے''رباح''کسی نے''مہران''کسی نے''رومان''نام بتایا ہے۔''سفینہ''عربی میں کشتی کو کہتے ہیں۔ان کا لقب''سفینہ''ہونے کا سبب یہ ہے کہ دوران سفر ایک شخص تھک گیا تو اس نے اپنا سامان ان کے کندھوں پر ڈال دیا اور یہ پہلے ہی بہت زیادہ سامان اٹھائے ہوئے تھے۔یہ دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے خوش طبعی اور مزاح کے طور پر یہ فرمایا کہ اَنْتَ سَفِیْنَۃٌ (تم تو کشتی ہو)اس دن سے آپ کا یہ لقب اتنا مشہور ہوگیا کہ لوگ

---

1 ......حجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة...الخ، ص ٦٢١
والطبقات الکبری لابن سعد، عمران بن حصین رضی اللّٰه عنه، ج٤، ص٢١٦
واسد الغابة، عمران بن حصین رضی اللّٰه عنه، ج٤، ص٢٩٩

آپ کا اصلی نام ہی بھول گئے، لوگ ان کا اصلی نام پوچھتے تو یہ فرماتے تھے کہ میں نہیں بتاؤں گا۔ میرا نام رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ''سفینہ'' رکھ دیا ہے اب میں اس نام کو کبھی ہرگز ہرگز نہیں بدلوں گا۔(1) (اکمال، ص۵۹۷ واسد الغابہ، ج۲، ص۳۲۴)

کرامت

شیر نے راستہ بتایا

ان کی مشہور اور نہایت ہی مستند کرامت یہ ہے کہ یہ روم کی سرزمین میں جہاد کے دوران اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے اور لشکر کی تلاش میں دوڑتے بھاگتے چلے جارہے تھے کہ بالکل ہی اچانک جنگل سے ایک شیر نکل کر ان کے سامنے آ گیا انہوں نے ڈانٹ کر بلند آواز سے فرمایا کہ اے شیر! میں رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا غلام ہوں اور میرا معاملہ یہ ہے کہ میں لشکر اسلام سے الگ پڑ گیا ہوں اور لشکر کی تلاش میں ہوں۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا ان کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا اور برابر ان کو اپنے ساتھ میں لئے ہوئے چلتا رہا یہاں تک کہ یہ لشکر اسلام میں پہنچ گئے تو شیر واپس چلا گیا۔(2)

(مشکوٰۃ، ج۲، ص۵۴۵، باب الکرامات)

﴿۳۷﴾ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا نام صدی بن عجلان ہے مگر یہ اپنی کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہیں۔ بنو باہلہ کے خاندان سے ہیں اس لئے باہلی کہلاتے ہیں۔ مسلمان ہونے کے بعد سب

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابۃ، ص۵۹۷ واسد الغابۃ، سفینۃ رضی اللّٰہ عنہ، ج۲، ص۴۸۱

2 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب الکرامات، الحدیث:۵۹۴۹، ج۲، ص۴۰۰

سے پہلے صلح حدیبیہ میں شریک ہو کر بیعۃ الرضوان کے شرف سے سرفراز ہوئے۔ دو سو پچاس حدیثیں ان سے مروی ہیں اور حدیثوں کے درس و اشاعت میں ان کو بے حد شغف تھا، پہلے مصر میں رہتے تھے پھر حمص چلے گئے اور وہیں ۸۶ھ میں اکانوے برس کی عمر میں وفات پائی۔ بعض مؤرخین نے ان کا سال وفات ۸۱ھ تحریر کیا ہے۔ یہ اپنی داڑھی میں زرد رنگ کا خضاب کرتے تھے۔(1)

(اکمال، ص ۵۸۶ و اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۶)

کرامات

فرشتہ نے دودھ پلایا

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ جس کو وہ خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو بھیجا کہ تم اپنی قوم میں جا کر اسلام کی تبلیغ کرو چنانچہ حکم نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے یہ اپنے قبیلہ میں پہنچے اور اسلام کا پیغام پہنچایا مگر ان کی قوم نے ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا، کھانا کھلانا تو بڑی بات ہے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا بلکہ ان کا مذاق اڑاتے ہوئے اور برا بھلا کہتے ہوئے ان کو بستی سے باہر نکال دیا۔ یہ بھوک پیاس سے انتہائی بے تاب اور نڈھال ہو چکے تھے لاچار ہو کر کھلے میدان ہی میں ایک جگہ سو گئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور ان کو دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن دیا۔ یہ اس دودھ کو پی کر خوب جی بھر کر سیراب ہو گئے۔ خدا کی شان دیکھئے کہ جب نیند سے بیدار ہوئے تو نہ بھوک تھی نہ پیاس۔

---

1 ......اسد الغابة، صدی بن عجلان، ج۳، ص۱۶۔۱۷
والاكمال في اسماء الرجال، حرف الهمزة، فصل في الصحابة، ص۵۸۶
والاعلام للزركلي، صدى بن عجلان، ج۳، ص۲۰۳

اس کے بعد گاؤں کے کچھ خیر پسند اور سلجھے ہوئے لوگوں نے گاؤں والوں کو ملامت کی کہ اپنے ہی قبیلہ کا ایک معزز آدمی گاؤں میں آیا اور تم لوگوں نے اس کے ساتھ شرمناک قسم کی بدسلوکی کرڈالی جو ہمارے قبیلہ والوں کی پیشانی پر ہمیشہ کے لیے کلنک کا ٹیکہ بن جائے گی۔ یہ سن کر گاؤں والوں کو ندامت ہوئی اور وہ لوگ کھانا پانی وغیرہ لے کر میدان میں ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تمہارے کھانے پانی کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے مجھ کو تو میرے رب نے کھلا پلا کر سیراب کردیا ہے اور پھر اپنے خواب کا قصہ بیان کیا۔ گاؤں والوں نے جب یہ دیکھ لیا کہ واقعی یہ کھا پی کر سیراب ہوچکے ہیں اور ان کے چہرے پر بھوک و پیاس کا کوئی اثر و نشان نہیں حالانکہ اس سنسان جنگل اور بیابان میں کھانا پانی کہیں سے ملنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو گاؤں والے آپ کی اس کرامت سے بے حد متأثر ہوئے یہاں تک کہ پوری بستی کے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ (1)

(حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۸۷۳ بحوالہ بیہقی و کنز العمال، ج ۱۶، ص ۲۲۲ و مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۶۴۲)

امدادِ غیبی کی اشرفیاں

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی کا بیان ہے کہ یہ بہت ہی سخی اور فیاض آدمی تھے۔ کسی سائل کو بھی اپنے دروازے سے نامراد نہیں لوٹاتے تھے۔ ایک دن ان کے پاس صرف تین ہی اشرفیاں تھیں اور یہ اس دن روزہ سے تھے اتفاق سے اس دن تین سائل دروازہ پر آئے اور آپ نے تینوں کو ایک ایک اشرفی دے دی۔ پھر سو رہے۔ باندی کہتی ہیں کہ میں نے نماز کے لیے انہیں بیدار کیا اور وہ وضو کر کے مسجد

---

1 ......دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی ما ظھر علی ابی امامۃ...الخ، ج ۶، ص ۱۲۶ و کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۷۵۶۲، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۲۶۲

میں چلے گئے۔ مجھے ان کے حال پر بڑا ترس آیا کہ گھر میں نہ ایک پیسہ ہے نہ اناج کا ایک دانہ، بھلا یہ روزہ کس چیز سے افطار کریں گے؟ میں نے ایک شخص سے قرض لے کر رات کا کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا۔ پھر میں جب ان کے بستر کو درست کرنے کے لیے گئی تو کیا دیکھتی ہوں تین سو اشرفیاں بستر پر پڑی ہوئی ہیں۔ میں نے ان کو گن کر رکھ دیا وہ نماز عشاء کے بعد جب گھر آئے اور چراغ جلتا ہوا اور بچھا ہوا دستر خوان دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا کہ آج تو ماشاء اللہ میرے گھر میں اللہ عزوجل کی طرف سے خیر ہی خیر ہے۔ پھر میں نے انہیں کھانا کھلایا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ ان اشرفیوں کو یونہی لاپرواہی کے ساتھ بستر پر چھوڑ کر چلے گئے اور مجھ سے کہہ کر بھی نہیں گئے کہ میں ان کو اٹھا لیتی آپ نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیسی اشرفیاں؟ میں تو گھر میں ایک پیسہ بھی چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔ یہ سن کر میں نے ان کا بستر اٹھا کر جب انہیں دکھایا کہ یہ دیکھ لیجئے اشرفیاں پڑی ہوئی ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے لیکن انہیں بھی اس پر بڑا تعجب ہوا۔ پھر سوچ کر کہنے لگے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری امداد غیبی ہے میں اس کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں۔(1)

(حلیۃ الاولیاء، ج ۱۰، ص ۲۹ او شواہد النبوۃ، ص ۲۱۸)

﴿۳۸﴾ حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بہت ہی بلند مرتبہ صحابی ہیں۔ جنگ احد اور اس کے بعد کے تمام اسلامی معرکوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ ۶ھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو روم کے بادشاہ قیصر کے دربار میں اپنا مبارک خط دے کر بھیجا اور قیصر روم حضور علیہ الصلوۃ

1 ......شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد و دلایلی...الخ، ابوامامہ باھلی...الخ، ص ۲۸۴

والسلام کا نامۂ مبارک پڑھ کر ایمان لے آیا مگر اس کی سلطنت کے ارکان نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا۔

انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں چمڑے کا موزہ بطور نذرانہ پیش کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔ یہ مدینہ منورہ سے شام میں آکر مقیم ہوگئے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔[1] (اکمال، ص۵۹۴)

کرامت

حضرت جبریل علیہ السلام ان کی صورت میں

ان کی مشہور کرامت یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی صورت میں زمین پر نازل ہوا کرتے تھے۔[2] (اکمال، ص۵۹۴ واسد الغابہ، ج۲، ص۱۳۰)

﴿۳۹﴾ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو یزید ہے بنو کندہ میں سے تھے۔ ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ حج کیا۔ امام زہری ان کے شاگردوں میں بہت ہی مشہور ہیں۔ ۸۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔[3] (اکمال، ص۵۹۸)

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الدال، فصل فی الصحابة، ص۵۹۳
واسد الغابة، دحیة بن خلیفة، ج۲، ص۱۹۰

2 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الدال، فصل فی الصحابة، ص۵۹۳
واسد الغابة، دحیة بن خلیفة، ج۲، ص۱۹۰

3 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابة، ص۵۹۸

کرامت

چورانوے برس کا جوان

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔ جُعَیْد بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ چورانوے برس تک نہایت ہی تندرست اور قوی ہیکل رہے اور کان، آنکھ، دانت کسی چیز میں بھی کمزوری کے آثار نہیں پیدا ہوئے تھے۔ (کنزالعمال، ج۱۶، ص۵۱)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عطاء کہتے ہیں کہ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے اگلے حصے کے بال بالکل سیاہ تھے اور سر کے پچھلے حصے کے سب بال اور داڑھی بالکل سفید تھی۔ میں نے حیران ہوکر پوچھا: اے میرے آقا! یہ کیا معاملہ ہے؟ مجھے اس پر تعجب ہو رہا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے میرا نام پوچھا میں نے اپنا نام سائب بن یزید بتایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا جہاں تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک پہنچا ہے وہ بال سفید نہیں ہوئے اور آئندہ بھی کبھی سفید نہیں ہوں گے۔(1)

﴿۴۰﴾ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ یہ فارس کے شہر ''رامہرمز'' کے باشندہ تھے۔ مجوسی مذہب کے پابند

1...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، السائب بن یزید، الحدیث:۳۷۱۳۷، ۳۷۱۳۸، ج۷، الجزء۱۳، ص۱۸۷، ۱۸۸

تھے اوران کے باپ مجوسیوں کی عبادت گاہ آتش خانہ کے منتظم تھے۔ یہ بہت سے راہبوں اورعیسائی سادھوؤں کی صحبت اٹھا کر مجوسی مذہب سے بیزار ہو گئے اوراپنے وطن سے مجوسی دین چھوڑ کر دین حق کی تلاش میں گھر سے نکل پڑے اور عیسائیوں کی صحبت میں رہ کر عیسائی ہو گئے۔ پھر ڈاکوؤں نے گرفتار کرلیا اوراپنا غلام بنا کر بیچ ڈالا اور یکے بعد دیگرے یہ دس آدمیوں سے زیادہ اشخاص کے غلام رہے۔ جب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت یہ ایک یہودی کے غلام تھے جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو جناب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کوخرید کرآزادفرمادیا۔

جنگ خندق میں مدینہ منورہ شہر کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ انہوں نے ہی دیا تھا۔ یہ بہت ہی طاقتور تھے اورانصار ومہاجرین دونوں ہی ان سے محبت کرتے تھے۔ چنانچہ انصاریوں نے کہنا شروع کیا کہ سَلْمَانُ مِنَّا یعنی سلمان ہم میں سے ہیں اورمہاجرین نے بھی یہی کہا کہ سَلْمَانُ مِنَّا یعنی سلمان ہم میں سے ہیں۔ حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ان پر بہت بڑا کرم عظیم تھا جب انصار ومہاجرین کا نعرہ سنا تو ارشاد فرمایا: سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلُ الْبَیْتِ (یعنی سلمان ہم میں سے ہیں) یہ فرما کران کواپنے اہل بیت میں شامل فرمالیا۔ عقدمواخات میں حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کوابوالدرداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنادیا تھا، اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ان کا شمار ہے۔ بہت عابدوزاہداورمتقی وپرہیزگارتھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ یہ رات میں بالکل ہی اکیلے صحبت نبوی سے سرفراز ہوا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے

کہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم اول بھی سیکھا اور علم آخر بھی سیکھا اور وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ احادیث میں ان کے فضائل ومناقب بہت مذکور ہیں۔ ابونعیم نے فرمایا کہ ان کی عمر بہت زیادہ ہوئی۔ بعض کا قول ہے تین سو پچاس برس کی عمر ہوئی اور دو سو پچاس برس کی عمر پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ ۳۵ھ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔

یہ مرض الموت میں تھے تو حضرت سعد اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی بیمار پرسی کے لیے گئے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ ان حضرات نے رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہم لوگوں کو وصیت کی تھی کہ تم لوگ دنیا میں اتنا ہی سامان رکھنا جتنا کہ ایک سوار مسافر اپنے ساتھ رکھتا ہے لیکن افسوس کہ میں اس مقدس وصیت پر عمل نہیں کر سکا کیونکہ میرے پاس اس سے کچھ زائد سامان ہے۔

بعض مؤرخین نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا سال ۱۰ رجب ۳۳ھ یا ۳۶ھ تحریر کیا ہے۔ مزار مبارک مدائن میں ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے۔(1)

(ترمذی مناقب سلمان فارسی واکمال، ص ۵۹۷ وحاشیہ کنز العمال، ج۱۶، ص ۳۶ واسد الغابہ، ج۲، ص ۳۲۸)

---

(1)......اسد الغابة، سلمان الفارسی، ج ۲، ص۴۸۷۔۴۹۲ ملتقطاً

والاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابة، ص۵۹۷

وکنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، سلمان الفارسی، الحدیث:۳۷۱۲۶، ج۷، الجزء۱۳، ص۱۸۴

وتھذیب التھذیب، حرف السین، سلمان الخیر الفارسی، ج۳، ص۴۲۴ ملتقطاً

کرامات

ملک الموت نے سلام کیا

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ تم نے جو تھوڑا سا مشک رکھا ہے اس کو پانی میں گھول کر میرے سر میں لگا دو کیونکہ اس وقت میرے پاس کچھ ایسی ہستیاں تشریف لانے والی ہیں جو نہ انسان ہیں اور نہ جن۔ ان کی بیوی صاحبہ کا بیان ہے کہ میں نے مشک کو پانی میں گھول کر ان کے سر میں لگا دیا اور میں جیسے ہی مکان سے باہر نکلی گھر کے اندر سے آواز آئی: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ میں یہ آواز سن کر مکان کے اندر گئی تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہرہ پرواز کر چکی تھی اور وہ اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ گویا گہری نیند سو رہے ہیں۔(1) (شواہد النبوۃ، ص۲۲۱)

خواب میں اپنے انجام کی خبر دینا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جو بھی پہلے وصال کرے وہ خواب میں آ کر اپنا حال دوسرے کو بتا دے۔ میں نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں مؤمن کی روح آزاد رہتی ہے۔ روئے زمین میں جہاں چاہے جا سکتی ہے۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

پھر میں ایک دن قیلولہ کر رہا تھا تو بالکل ہی اچانک حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ

1 ......شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد و دلایلی...الخ، سلمان فارسی...الخ، ص ۲۸۷

عنہ میرے سامنے آ گئے اور بلند آواز سے انہوں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ میں نے جواب میں: وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہا اور ان سے دریافت کیا کہ کہیئے وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبہ پر ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ خدا پر توکل کرتے رہیں کیونکہ توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے۔ اس جملہ کو انہوں نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔(1)

(شواہد النبوۃ، ص۲۲۱)

تبصرہ

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ خدا کے نیک بندوں کی روحیں اپنے گھر والوں یا احباب کے مکانوں پر جایا کرتی ہیں اور اپنے متعلقین کو ضروری ہدایات بھی دیتی رہتی ہیں اور یہ روحیں کبھی خواب میں اور کبھی عالم امثال میں اپنے مثالی جسموں کے ساتھ بیداری میں بھی اپنے متعلقین سے ملاقات کر کے ان کو ہدایات دیتی اور نصیحت فرماتی رہتی ہیں۔ چنانچہ بہت سے بزرگوں سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے وفات کے بعد اپنے جسموں کے ساتھ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے متعلقین سے ملاقات کی نیز اپنے اور دوسروں کے حالات کے بارے میں بات کی۔

چنانچہ مشہور روایت ہے کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ روزانہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ قبر منور سے باہر تشریف لائے اور

---

1 ……شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد ودلایلی...الخ،سلمان فارسی...الخ، ص۲۸۷

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی نسبت طریقت سے سرفراز فرما کر خلافت عطا فرمائی۔

چنانچہ شجرہ نقشبندیہ پڑھنے والے یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں حالانکہ تاریخوں سے ثابت ہے کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے تقریباً انتالیس برس بعد حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقان میں پیدا ہوئے۔

چرندو پرند تابع فرمان

ان کی مشہور کرامت یہ ہے کہ جنگل میں دوڑتے ہوئے ہرن کو بلایا تو وہ آپ کے پاس فوراً ہی حاضر ہو گیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ اڑتی ہوئی چڑیا کو آپ نے آواز دی تو وہ آپ کی آواز سن کر زمین پر اتر پڑی۔ (تذکرۂ محمود)

فرشتہ سے گفتگو

سلم بن عطیہ اسدی کا بیان ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مسلمان کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے وہ جاں کنی کے عالم میں تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے فرشتہ! تو اس کے ساتھ نرمی کر! راوی کہتے ہیں کہ اس مسلمان نے کہا کہ اے سلمان فارسی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ فرشتہ آپ کے جواب میں کہتا ہے کہ میں تو ہر مؤمن کے ساتھ نرمی ہی اختیار کرتا ہوں۔(1)

(حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۲۰۴)

---

(1) حلية الاولياء، ذكر الصحابة من المهاجرين، سلمان الفارسی، الحديث: ٦٤٩، ج ١، ص ٢٦٢

﴿۴۱﴾ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ''اسماء بنت عمیس'' رضی اللہ تعالٰی عنہا ہے۔ ان کے والدین جب ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تو یہ حبشہ ہی میں پیدا ہوئے پھر اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے۔ یہ بہت ہی دانشمند و حلیم، نہایت ہی علم وفضل والے اور بہت ہی پاکباز و پرہیز گار تھے اور سخاوت میں تو اس قدر بلند مرتبہ تھے کہ ان کو بَحۡرُ الۡجُوۡدِ (سخاوت کا دریا) اور اَسۡخَی الۡمُسۡلِمِیۡنَ (مسلمانوں میں سب سے زیادہ سخی) کہتے تھے۔ نوّے برس کی عمر پا کر ۸۰ھ میں مدینہ منورہ کے اندر وفات پائی۔(1)

(اکمال فی اسماء الرجال، ص۶۰۴)

ان کے وصال کے وقت عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ کی طرف سے مدینہ منورہ کے حاکم حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہما تھے ان کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ آئے اور خود اپنے ہاتھوں سے ان کو غسل دے کر کفن پہنایا اور ان کا جنازہ اٹھا کر جنت البقیع کے قبرستان تک لے گئے۔

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہما کے آنسوان کے رخسار پر بہہ رہے تھے اور وہ زور زور سے یہ کہہ رہے تھے کہ اے عبداللہ بن جعفر! رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ بہت ہی بہترین آدمی تھے، آپ میں کبھی کوئی شر تھا ہی نہیں، آپ شریف تھے، لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے والے نیکوکار تھے۔ پھر حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہما نے آپ

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص٦٠٤
واسد الغابة، عبدالله بن جعفر رضي الله عنه، ج٣، ص١٩٩

کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپ کی عمر شریف کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ کی عمر نوّے برس کی تھی اور بعض کا قول ہے کہ بانوے برس کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔ اسی طرح آپ کے وصال کے سال میں بھی اختلاف ہے۔ ۸۰ھ، ۸۲ھ، ۸۵ھ تین اقوال ہیں۔ (1) (اسد الغابہ، ج۳، ص۱۳۳ تا ۱۳۵)

کرامات

سجدہ گاہ سے چشمہ اُبل پڑا

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرے باپ کے ذمہ تمہارا کچھ قرض باقی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو معاف کردیا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اس قرض کو معاف کرانا ہرگز ہرگز پسند نہیں کروں گا ہاں یہ اور بات ہے کہ میرے پاس نقد رقم نہیں ہے لیکن میرے پاس زمینیں ہیں۔ آپ میری فلاں زمین اپنے اس قرض میں لے لیجئے مگر اس زمین میں کنواں نہیں ہے اور آبپاشی کے لئے دوسرا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا، بہر حال میں نے آپ کی وہ زمین لے لی۔ پھر آپ اس زمین میں تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر اپنے غلام کو مصلّی بچھانے کا حکم دیا اور آپ نے اس جگہ دو رکعت نماز پڑھی اور بڑی دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ پھر مصلّی اٹھا کر آپ نے غلام سے فرمایا کہ اس جگہ زمین کھودو۔ غلام نے زمین کھودی تو ناگہاں وہاں سے پانی کا ایک ایسا زخار چشمہ ابلنے لگا جس سے نہ صرف اس زمین بلکہ آس پاس کی تمام زمینوں کی آبپاشی وسیرابی کا انتظام ہوگیا۔ (اسد الغابہ، ج۳، ص۱۳۵)

---

1 ......اسد الغابة، عبداللّٰه بن جعفر رضی اللّٰه عنه، ج۳، ص۲۰۱ وتهذيب التهذيب، حرف العين، عبداللّٰه بن جعفر...الخ، ج٤، ص۲۵۷

قبر پر اشعار

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر منور پر مندرجہ ذیل دو اشعار لکھے ہوئے دیکھے گئے مگر یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ یہ کس کے اشعار ہیں اور کس نے لکھے ہیں؟ اس لئے ہم اس کو آپ کی ایک کرامت شمار کرتے ہیں۔ اشعار یہ ہیں۔

مُقِیْمٌ اِلٰی اَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ خَلْقَہٗ
لِقَاؤُكَ لَا یُرْجٰی وَاَنْتَ قَرِیْبٌ

(آپ اس وقت تک یہاں مقیم رہیں گے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو قبروں سے اٹھائے گا۔ آپ کی ملاقات کی کوئی امید ہی نہیں کی جاسکتی حالانکہ آپ بہت ہی قریب ہیں۔)

تَزِیْدُ بِلًی فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ
وَتُنْسٰی کَمَا تَبْلٰی وَاَنْتَ حَبِیْبٌ

(آپ ہر دن اور ہر رات پرانے ہوتے جائیں گے اور جیسے جیسے آپ پرانے ہوتے جائیں گے لوگ آپ کو بھولتے جائیں گے حالانکہ آپ ہر شخص کے محبوب ہیں۔)(1)

(اسد الغابہ، ج۳، ص۱۳۵)

تبصرہ

حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند اور خاندان بنو امیہ کے ایک ممتاز فرد ہیں اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ ہیں اور باوجودیکہ دونوں خاندانوں میں خاندانی عصبیت کی بناء پر خصوصاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کشیدگی رہا

1 ......اسد الغابة، عبداللّٰه بن جعفر رضی اللّٰه عنه، ج۳، ص ۲۰۰ ـ ۲۰۱ ملخصاً

کرتی تھی مگر حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ عثمانی تھے خاندان بنوامیہ کے ایک نامور فرزند تھے پھر اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے حاکم تھے لیکن ان سب وجوہات کے باوجود انہوں نے حاکم مدینہ منورہ ہوتے ہوئے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا کفن پہنایا اور جنت البقیع کے قبرستان تک روتے ہوئے جنازہ اٹھایا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی نیک نفس اور خاندانی عصبیت سے بالکل ہی پاک صاف تھے اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر مقبول خلائق تھے کہ خاندان بنو ہاشم و خاندان بنوامیہ دونوں کی نگاہوں میں انتہائی محترم و معظم تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۴۲﴾ حضرت ذؤیب بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ذؤیب بن کلیب بن ربیعہ خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن کی سرزمین میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔(1)

کرامت

آگ نہیں جلاسکی

ان کی انتہائی حیرتناک کرامت یہ ہے کہ اسود عنسی نے جب یمن کے شہر صنعاء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اپنا کلمہ پڑھنے پر مجبور کرنے لگا تو حضرت ذؤیب بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی سختی کے ساتھ اس کی جھوٹی نبوت کا انکار کرتے ہوئے لوگوں کو اس کی اطاعت سے روکنا شروع کر دیا۔ اس سے جل بھن کر اسود عنسی ظالم نے

---

1 ......اسد الغابة، ذؤیب بن کلیب، ج۲، ص۲۱۹

آپ کو گرفتار کر کے جلتی ہوئی آگ کے شعلوں میں ڈال دیا مگر آگ سے بدن تو کیا ان کے جسم کے کپڑے بھی نہیں جلے یہاں تک کہ پوری آگ جل کر بجھ گئی اور یہ زندہ وسلامت رہے۔ جب یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے اس نادرالوجود کرامت کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں حضرت خلیل علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح آگ کے شعلوں میں جلنے سے محفوظ رہا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ خبر سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے باآواز بلند یہ کہا کہ الحمدللہ! کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی امت میں اللہ تعالٰی نے ایک ایسے شخص کو بھی پیدا فرمایا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح آگ کے شعلوں میں جلنے سے محفوظ رہا۔(1)

(حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۸۷۴ و اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۴۸)

تبصرہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی موجودگی میں دو کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک ''مسیلمۃ الکذاب'' دوسرا ''اسود عنسی'' حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی موجودگی ہی میں حضرت فیروز دیلمی اور حضرت قیس بن عبد یغوث رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اسود عنسی کو اس طرح قتل کیا کہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ اس کو پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ گئے اور حضرت قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کا سر کاٹ لیا مگر مسیلمۃ الکذاب کو حضرت ابوبکر

---

1 ......اسدالغابة، ذؤیب بن کلیب رضی اللّٰه عنه، ج۲، ص۲۱۹

وحجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة...الخ، ص۶۲۲

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوجوں نے قتل کیا اور یہ دونوں جھوٹے مدعیان نبوت دنیا سے فنا ہو گئے۔[1] (اکمال، ص ۵۸۵ وغیرہ)

﴿۴۳﴾ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے والد کا نام عمرو تھا جو ابن عویمر بن حارث اعرج کے نام سے مشہور ہیں۔ اہل حجاز نے ان کی حدیثوں کو بیان کیا ہے۔ ۶۱ھ میں ۷۱ یا ۸۰ برس کی عمر میں وفات پائی۔[2] (اکمال، ص ۵۶۰ و اسد الغابہ، ج ۲، ص ۵۰)

کرامت

اُنگلیاں روشن ہو گئیں

ان کی ایک بہت نادر الوجود کرامت یہ ہے کہ یہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جہاد میں گئے تھے اتفاق سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ساتھ چھوٹ گیا اور یہ چند آدمی سخت اندھیری رات میں ادھر ادھر بکھر گئے نہ کسی کو راستہ ملتا تھا نہ ایک دوسرے کی خبر تھی۔ اس پریشانی و حیرانی کے عالم میں ایک دم اچانک ان کی پانچوں انگلیاں اس قدر روشن ہو گئیں کہ ان کی روشنی میں سب کو راستہ نظر آ گیا اور سب بکھرے ہوئے لوگ اکٹھا ہو گئے اور ہلاکت و بربادی سے بچ گئے۔[3]

(دلائل النبوۃ، ج ۳، ص ۲۰۶)

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الھمزۃ، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۵
و تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، فصل فیما...الخ، ص ۵۸

2 ......اسد الغابۃ، حمزۃ بن عمرو، ج ۲، ص ۷۱، ۷۲
والاکمال فی اسماء الرجال، حرف الحاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۰

3 ......دلائل النبوۃ للبیھقی، باب ماجاء فی اضائۃ عصی الرجلین...الخ، ج ۶، ص ۷۹

﴿۴۴﴾ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلہ بنوثقیف میں سے ہیں۔ بہت ہی بہادر اور جاں باز صحابی تھے۔ بہت سی اسلامی لڑائیوں میں شریک جہاد رہے اور محدثین کی بہت بڑی جماعت نے ان سے حدیثوں کا درس لیا اور کوفہ کے محدثین میں ان کا شمار ہے۔[1] (اکمال، ص ۶۲۳)

کرامت

عذاب قبر کی آواز سن لی

ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول خدا عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ساتھ قبرستان میں گزرے تو میں نے ایک قبر میں دھماکہ سنا گھبرا کر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایک قبر میں دھماکہ کی آواز سنی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے بھی اس دھماکہ کی آواز سن لی؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے ایک قبر والے کو اس کی قبر میں عذاب دیا جارہا ہے یہ اسی عذاب کی آواز کا دھماکہ تھا جو تو نے سنا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قبر والے کو کس گناہ کے سبب عذاب دیا جارہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص چغل خوری کیا کرتا تھا اور اپنے بدن اور کپڑوں کو پیشاب سے نہیں بچاتا تھا۔[2]

(حجۃ اللہ، ج ۲، ص ۸۷۴ بحوالہ بیہقی)

﴿۴۵﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الیاء، فصل فی الصحابة، ص ٦٢٣

2 ......حجة اللّٰه علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملة جمیلة...الخ، ص ٦٢٢

فرزند ہیں۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے لیے حکمت اور فقہ و تفسیر کے علوم کے حاصل ہونے کے لیے دعا مانگی۔ان کا علم بہت ہی وسیع تھا اسی لئے کچھ لوگ ان کو بحر (دریا) کہتے تھے اور حبر الامۃ (امت کا بہت بڑا عالم) یہ تو آپ کا بہت ہی مشہور لقب ہے۔یہ بہت ہی خوبصورت اور گورے رنگ کے نہایت ہی حسین و جمیل شخص تھے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو کم عمری کے باوجود امور خلافت کے اہم ترین مشوروں میں شریک کرتے رہے۔

لیث بن ابی سلیم کا بیان ہے کہ میں نے طاؤس محدث سے کہا کہ تم اس نوعمر شخص (عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی درس گاہ سے چمٹے ہوئے ہو اور اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی درس گاہوں میں نہیں جا رہے ہو۔

طاؤس محدث نے فرمایا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کے مابین کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تھا تو وہ سب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر عمل کرتے تھے اس لئے مجھے ان کے علم کی وسعت پر اعتماد ہے اس لئے میں ان کی درس گاہ چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف خدا کا بہت زیادہ غلبہ رہتا۔آپ اس قدر زیادہ روتے کہ آپ کے دونوں رخساروں پر آنسوؤں کی دھار بہنے کا نشان پڑ گیا تھا۔۶۸ھ میں بمقام طائف ۷۱ برس کی عمر میں وصال ہوا۔(1) (اکمال،ص۶۰۴ و اسد الغابہ،ج۳،ص۱۹۲)

کرامات

ان کی کرامتوں میں سے تین کرامتیں بہت زیادہ مشہور ہیں جو درج ذیل ہیں:

1 ......اسد الغابة،عبداللّٰه بن عباس،ج۳،ص۲۹۵۔۲۹۹ ملتقطاً

کفن میں پرند

میمون بن مہران تابعی محدث کا بیان ہے کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جنازہ میں حاضر تھا جب لوگ نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہوئے تو بالکل ہی اچانک نہایت تیزی کے ساتھ ایک سفید پرند آیا اور ان کے کفن کے اندر داخل ہوگیا۔ نماز کے بعد ہم لوگوں نے ٹٹول ٹٹول کر بہت تلاش کیا مگر اس پرند کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا اور کیا ہوا؟(1) (مستطرف، ج۲، ص۲۸۱)

غیبی آواز

جب لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دفن کر چکے اور قبر پر مٹی برابر کی جا چکی تو تمام حاضرین نے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ تلاوت کر رہا ہے

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝(2)

اے اطمینان پانے والی جان! تو اپنے رب کے دربار میں اس طرح حاضر ہو جا کہ تو خدا سے خوش ہے اور خدا تجھ سے خوش ہے۔(3)

(مستطرف، ج۲، ص۲۸۱ و کنز العمال، ج۱۶ و حاشیہ کنز العمال، ص۷۳)

---

1 ......المستطرف فی کل فن مستظرف، البا ب الحادی والثمانون فی ذکر الموت...الخ، ج۲، ص ٤٧٦

2 ......پ ۳۰، الفجر:۲۷-۲۸

3 ......وکنزالعمال، کتاب الفضائل،فضائل الصحابة، عبداللّٰه بن عباس، الحدیث:۳۷۱۸٦، ج۷، الجزء۱۳،ص۱۹۷ والمستطرف فی کل فن مستظرف ، الباب الحادی والثمانون فی ذکر الموت ...الخ، ج۲،ص٤٧٦

حضرت جبریل علیہ السلام کا دیدار

یہ بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی ایک کرامت ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔(1) (اکمال، ص۶۰۴)

﴿۴۶﴾ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ مدینہ منورہ کے انصاری ہیں اور خاندان بنی خزرج سے ان کا نسبی تعلق ہے۔ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فہرست میں ان کا نام نامی بہت ہی مشہور ہے۔ یہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے خطیب تھے اور ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے بہترین زندگی پھر شہادت پھر جنت کی بشارت دی تھی۔ ۱۲ھ میں جنگ یمامہ کے دن مسیلمۃ الکذاب کی فوجوں سے جنگ کرتے ہوئے شہادت سے سربلند ہو گئے۔(2)

(اکمال، ص۵۸۸ وغیرہ)

کرامت

موت کے بعد وصیت

ان کی یہ ایک کرامت ایسی بے مثل کرامت ہے کہ اس کی دوسری کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ شہید ہو جانے کے بعد آپ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے خواب میں یہ فرمایا کہ اے شخص! تم امیر لشکر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے میرا یہ پیغام کہہ دو کہ میں جس وقت شہید ہوا میرے جسم پر لوہے کی ایک زرہ تھی جس کو ایک مسلمان سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا اور اپنے گھوڑا باندھنے کی جگہ پر اس کو رکھ کر اس پر

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص ۶۰۴

2 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الثاء، فصل فی الصحابة، ص۵۸۸
واسد الغابة، ثابت بن قیس، ج۱، ص ۳۴۰

ایک ہانڈی اوندھی کر کے اس کو چھپا رکھا ہے لہٰذا امیر لشکر میری اس زرہ کو برآمد کر کے اپنے قبضے میں لے لیں اور تم مدینہ منورہ پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا یہ پیغام کہہ دینا کہ جو مجھ پر قرض ہے وہ اس کو ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ خواب دیکھنے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خواب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فوراً ہی تلاشی لی اور واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زرہ برآمد ہوئی جس جگہ کا خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا اور جب امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے انکا قرض ادا فرما دیا اور انکے غلام کو آزاد قرار دے دیا۔

مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ خصوصیت ہے جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ایسا کوئی شخص بھی میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کے مرجانے کے بعد خواب میں کی ہوئی اس کی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔[1] (تفسیر صاوی، ج ۲،ص ۱۰۸)

﴿۴۷﴾ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا اصلی نام عبداللہ اور ان کا اصلی وطن ''حضر موت'' ہے۔ یہ ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہوگئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو بحرین کا حاکم بنا دیا۔ ۱۴ھ میں بحالت جہاد آپ کی وفات ہوئی۔[2] (اکمال،ص ۶۰۷)

---

1 ......حاشية الصاوی علی تفسير الجلالين،سورة الحجرات،تحت الآية:۳،ج۵،ص۱۹۸۸
واسد الغابة، ثابت بن قيس،ج ۱،ص ۳۴۰

2 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العين، فصل فی الصحابة،ص۶۰۷
والطبقات الکبری لابن سعد، العلاء بن الحضرمی، ج ۴، ص۲۶۶، ۲۶۸

کرامات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین کے مرتدین سے جہاد کرنے کے لیے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا تو ہم لوگوں نے ان کی تین کرامتیں ایسی دیکھی ہیں کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان تین میں سے کون سی زیادہ تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے۔

پیادہ اور سوار دریا کے پار

''دارین'' پر حملہ کرنے کے لیے کشتیوں اور جہازوں کی ضرورت تھی مگر کشتیوں کے انتظام میں بہت لمبی مدت درکار تھی اس لئے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو للکار کر پکارا کہ اے مجاہدین اسلام! تم لوگ خشک میدانوں میں تو خداوند قدوس کی امداد و نصرت کا نظارہ بار بار دیکھ چکے ہو۔ اب اگر سمندر میں بھی اس کی تائید غیبی کا جلوہ دیکھنا ہو تو تم سب لوگ سمندر میں داخل ہو جاؤ۔ آپ نے یہ کہا اور مع اپنے لشکر کے یہ دعا پڑھتے ہوئے سمندر میں داخل ہو گئے۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا کَرِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَاحَیُّ یَامُحْیَ الْمَوْتٰی یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

کوئی اونٹ پر سوار تھا، کوئی گھوڑے پر، کوئی گدھے پر سوار تھا، کوئی خچر پر اور بہت سے پیدل چل رہے تھے مگر سمندر میں قدم رکھتے ہی سمندر کا پانی خشک ہو کر اس قدر رہ گیا کہ جانوروں کے صرف پاؤں تر ہوئے تھے۔ پورا اسلامی لشکر اس طرح آرام و راحت کے ساتھ سمندر میں چل رہا تھا گویا بھیگے ہوئے ریت پر چل رہا ہے جس پر چلنا نہایت ہی سہل اور آسان ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کرامت کو دیکھ کر ایک مسلمان

مجاہد نے جن کا نام عفیف بن المنذر تھا برجستہ اپنے ان دوشعروں میں اس کی ایسی منظر کشی کی ہے جو بلاشبہ وجد آفریں ہے ؎

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰـهَ ذَلَّلَ بَحْرَهٗ

وَاَنْزَلَ بِالْکُفَّارِ اِحْدٰی الْجَلَائِلِ

(کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالٰی نے ان مجاہدوں کے لیے اپنے سمندر کو فرمانبردار بنا دیا اور کفار پر ایک بہت بڑی مصیبت نازل فرمادی۔)

دَعَوْنَا اِلٰی شَقِّ الْبِحَارِ فَجَاءَ نَا

بِاَعْجَبَ مِنْ فَلْقِ الْبِحَارِ الْاَوَائِلِ

(ہم لوگوں نے سمندر کے پھٹ جانے کی دعا مانگی تو خدا نے اس سے کہیں زیادہ عجیب واقعہ ہمارے لئے پیش فرمادیا جو دریا پھاڑنے کے سلسلے میں پہلے لوگوں کے لیے ہوا تھا۔)(1)

(البدایہ والنہایہ، ج۷،ص۳۲۹ودلائل النبوۃ، ج۳،ص۲۰۸)

چمکتی ریت سے پانی نمودار ہوگیا

دوسری کرامت یہ ہے کہ ہم لوگ چٹیل میدان میں جہاں پانی بالکل ہی نایاب تھا پیاس کی شدت سے بے تاب ہوگئے اور بہت سے مجاہدین کو تو اپنی ہلاکت کا یقین بھی ہوگیا۔ اپنے لشکر کا یہ حال دیکھ کر حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نماز پڑھ کر دعا مانگی تو ایک دم ناگہاں لوگوں کو بالکل ہی قریب سوکھی ریت پر پانی چمکتا ہوا نظر آ گیا۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اچانک ایک بدلی نمودار ہوئی اور اس قدر پانی

---

(1)......البدایة والنهایة، کتاب تاریخ الاسلام......الخ،ذکر ردة اهل البحرین...الخ ،ج۵، ص۳۵ ودلائل النبوة لابی نعیم، ذکرخبر، الفصل التاسع والعشرون...الخ،ج۲،ص۱۳۰ والکامل فی التاریخ ، سنة احدی عشرة ، ذکر ردة اهل البحرین ،ج۲،ص۲۲۷

برسا کہ جل تھل ہوگیا اور سارا لشکر جانوروں سمیت پانی سے سیراب ہوگیا اور لشکر والوں نے اپنے تمام برتنوں کو بھی پانی سے بھر لیا۔(1)

(طبری، ج۳،ص۲۵۷ودلائل النبوۃ، ج۳،ص۲۰۸)

لاش قبر سے غائب

تیسری کرامت یہ ہے کہ جب حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو ہم لوگوں نے ان کو ریتلی زمین میں دفن کردیا۔ پھر ہم لوگوں کو خیال آیا کہ کوئی جنگلی جانور آسانی کے ساتھ ان کی لاش کو نکال کر کھاڈالے گا لہٰذا ان کو کسی آبادی کے قریب سخت زمین میں دفن کرنا چاہیے۔ چنانچہ ہم لوگوں نے فوراً ہی پلٹ کر ان کی قبر کو کھودا تو ان کی مقدس لاش قبر سے غائب ہوچکی تھی اور تلاش کے باوجود ہم لوگوں کو نہیں ملی۔(2) (دلائل النبوۃ، ج۳،ص۲۰۸)

﴿۴۸﴾ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بہت ہی مشہور صحابی ہیں۔ آپ کے والد کا نام رباح ہے۔ یہ حبشہ کے رہنے والے تھے اور مکہ مکرمہ میں ایک کافر امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ اسی حال میں مسلمان ہوگئے۔ امیہ بن خلف نے ان کو بہت ستایا اور ان پر بڑے بڑے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے مگر یہ پہاڑ کی طرح اسلام پر ڈٹے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

---

1 ......جامع کرامات الاولیاء، اسماء الصحابة رضی اللّٰه تعالی عنهم، العلاء بن الحضرمی، ج۱،ص۱۵۲

ودلائل النبوة لابی نعیم، ذکر خبر، الفصل التاسع والعشرون...الخ،ج۲،ص۱۳۰

2 ......ممکن ہے کہ وہ جنت البقیع میں فرشتوں نے منتقل کردی ہو۔ (تابش مورس) ۱۲منہ۔

دلائل النبوة لابی نعیم، ذکر خبر، الفصل التاسع والعشرون الخ،ج۲،ص۱۳۰

عنہ نے ایک کثیر رقم اور ایک غلام دے کر ان کو امیہ بن خلف سے خرید لیا اور اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا جوئی کے لیے ان کو آزاد کر دیا۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار (بلال) کو آزاد کیا۔

خدا کی شان کہ جنگ بدر میں امیہ بن خلف کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے چند انصاریوں کی مدد سے قتل کیا۔ تمام اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ جہاد فرماتے رہے اور مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے مؤذن بھی رہے۔ وصال نبوی کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جگہ کو خالی دیکھنا ان کے لیے ناقابل برداشت ہو گیا۔ فراق رسول میں ہر وقت روتے رہتے۔ اس لئے مدینہ منورہ کو خیر باد کہہ دیا اور ملک شام میں سکونت اختیار کر لی۔ پھر ۲۰ھ میں ۶۳ برس کی عمر پا کر شہر دمشق میں وصال فرمایا اور باب الصغیر میں مدفون ہوئے اور بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آپ کا وصال شہر حلب میں ہوا اور باب الاربعین میں آپ کی قبر مبارک بنائی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (1) (اکمال فی اسماء الرجال، ص ۵۰۷)

کرامت

خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار

ایک مرتبہ خواب میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیار بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا: اے

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الباء، فصل فی الصحابة، ص ۵۸۷
واسد الغابة، بلال بن رباح رضی اللہ عنه، ج ۱، ص ۳۰۵۔۳۰۹ ملتقطاً

بلال! یہ کیا انداز ہے کہ تم ہمارے پاس کبھی نہیں آتے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اس قدر بے قرار ہو گئے کہ فوراً ہی اونٹ پر سوار ہو کر عازم سفر ہو گئے۔ جب مدینہ منورہ میں روضۂ انور کے پاس پہنچے تو شدت غم سے غش کھا کر گر پڑے اور زمین پر لوٹنے لگے جب کچھ سکون ہوا تو حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اذان کی فرمائش کی۔ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لاڈلوں کی فرمائش پر انکار کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ آپ نے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اذان دی اور زمانہ نبوت کی بلالی اذان جب اہل مدینہ کے کان میں پڑی تو ایک کہرام مچ گیا یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں جوش بے قراری میں گھروں سے باہر نکلیں اور ہر چھوٹا بڑا دور نبوت کی یاد سے بے قرار ہو کر زار زار رونے لگا۔ چند دنوں مدینہ منورہ میں رہ کر پھر آپ ملک شام چلے گئے۔(1)

(اسد الغابہ، ج ۱، ص ۲۰۶ تا ۲۰۹)

﴿۴۹﴾ حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابی ہیں۔ ایک مرتبہ اپنے باپ کے ساتھ دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور ان کے باپ نے ان کے لیے دعا کی درخواست کی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے از راہ کرم اپنا دست اقدس ان کے سر پر پھیرا جس کی بدولت ان کو مندرجہ ذیل کرامت ملی۔(2) (اسد الغابہ، ج ۲، ص ۶۵)

کرامت

سر لگتے ہی مرض غائب

جس قسم کا بھی کوئی مریض انسان یا جانور جب ان کے پاس لایا جاتا تو یہ اپنا

---

(1)......اسد الغابة، بلال بن رباح رضی اللہ عنه، ج ۱، ص ۳۰۷

(2)......اسد الغابة، حنظلة بن حذیم، ج ۲، ص ۸۲

سر اس مریض کے بدن پر لگا دیتے تھے تو فی الفور شفاء حاصل ہو جاتی تھی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ اپنے ہاتھ میں اپنا لعاب دہن لگا کر اپنے سر پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پھر اپنا ہاتھ مریض کے ورم پر پھیر دیتے تو فوراً مریض شفایاب ہو جاتا۔(1) (کنز العمال، ج۱۵، ص۳۲۷ مطبوعہ حیدر آباد)

﴿۵۰﴾ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا اسم گرامی جندب بن جنادہ ہے مگر اپنی کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ بہت ہی بلند پایہ صحابی ہیں اور یہ اپنے زہد وقناعت اور تقوی و عبادت کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے یہاں تک کہ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ اسلام لانے میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا پھر اپنے وطن قبیلۂ بنی غفار میں چلے گئے پھر جنگ خندق کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کچھ دنوں کے لیے ملک شام چلے گئے پھر وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ آئے اور مدینہ منورہ سے چند میل دور مقام ''ربذہ'' میں سکونت اختیار کر لی۔ (اکمال، ص۵۹۴)

بہت سے صحابہ اور تابعین علم حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بمقام ربذہ ۳۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔(2) (اکمال، ص۵۹۴)

---

1 ...... كنز العمال، كتاب الفضائل، فضائل الصحابة، حنظلة بن حذيم...الخ، الحديث: ۳۶۹۹۴، ج۷، الجزء ۱۳، ص۱۵۵

2 ...... الاكمال في اسماء الرجال، حرف الذال، فصل في الصحابة، ص۵۹۴ واسد الغابة، جندب بن جنادة، ج۱، ص۴۴۰، ۴۴۱ ملتقطاً

ان کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کا شوق ہو وہ ابوذر کا دیدار کر لے۔(1)

(کنز العمال، ج ۱۲،ص ۲۵۵)

کرامات

جنگل میں کفن

روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو ان کی بیوی صاحبہ رونے لگیں۔ آپ نے پوچھا: بیوی تم روتی کیوں ہو؟ بیوی نے جواب دیا: میں کیوں نہ روؤں جنگل میں آپ وصال فرما رہے ہیں اور ہمارے پاس نہ کفن ہے نہ کوئی آدمی مجھے یہ فکر ہے کہ اس جنگل میں آپ کی تجہیز و تکفین کا میں کہاں سے اور کیسے انتظام کروں گی؟ آپ نے فرمایا: تم مت روؤ اور نہ کوئی فکر کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ میں سے ایک شخص جنگل میں وصال فرمائے گا اور اس کے جنازہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہو جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جنگل میں وصال کرنے والا صحابی میں ہی ہوں اس لئے تم فکر نہ کرو اور انتظار کرو ممکن ہے کوئی جماعت آرہی ہو۔ یہ کہہ کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے۔

ان کی بیوی کا بیان ہے کہ وصال کے تھوڑی ہی دیر کے بعد بالکل اچانک چند سوار آگئے اور ایک نوجوان نے اپنی گٹھڑی میں سے ایک نیا کفن نکالا اور آپ اسی کفن

---

(1)...... كنز العمال، كتاب الفضائل، ذكر الصحابة وفضلهم ...الخ، الحديث:۳۳۲۲۷، ج٦، الجزء ١١، ص ٣٠٧

میں مدفون ہوئے اور سواروں کی اس جماعت نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ ودفن کا انتظام کیا۔(1)

(الکلام المبین وکنز العمال، ج ۱۵،ص ۲۸۴،مطبوعہ حیدر آباد)

فقط زمزم پر زندگی

بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ مسلمان ہوئے تو روزانہ مسجد حرام میں جا کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے رہتے اور کفار مکہ ان کو اس قدر مارتے تھے کہ یہ مرنے کے قریب ہو جاتے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان کو لوگوں سے یہ کہہ کر بچایا کرتے تھے کہ یہ قبیلہ غفار کے آدمی ہیں جو تم قریشیوں کی شامی تجارت کی شاہراہ پر واقع ہے۔ لہٰذا ان کو ایذا مت دو ورنہ تمہاری شامی تجارت کا راستہ بند ہو جائے گا۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ پندرہ دن اور پندرہ رات اسی حرم کعبہ میں روزانہ اپنے اسلام کا اعلان کرتے اور کفار سے مار کھاتے رہے اور ان پندرہ دنوں اور راتوں میں زمزم شریف کے پانی کے سوا ان کو گیہوں یا چاول کا ایک دانہ یا ذرہ برابر کوئی دوسری غذا میسر نہیں ہوئی مگر یہ صرف زمزم شریف پی کر زندہ رہے اور پہلے سے زیادہ تندرست اور فربہ ہو گئے۔(2)

(بخاری، ج ۱،ص ۴۹۹، باب قصہ زمزم وحاشیہ بخاری،ص ۴۹۹ وفتح الباری)

---

1 ...... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، جندب بن جنادة، الحدیث: ۳۶۸۸۹، ج۷، الجزء ۱۳، ص ۱۳۶ ملخصاً

واسد الغابة، جندب بن جنادة، ج ۱، ص ۴۴۱۔۴۴۲ ملخصاً

2 ...... صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصة زمزم، الحدیث: ۳۵۲۲، ج ۲، ص ۴۸۰

وفتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصة زمزم، تحت الحدیث: ۳۵۲۲، ج ۶، ص ۴۵۹

﴿۵۱﴾ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فرزند اکبر ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد اور لقب ''سبط پیمبر'' و ''ریحانۃ الرسول'' ہے۔۱۵ رمضان ۳ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔آپ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور آپ کے فضائل ومناقب میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔آپ نے تین مرتبہ اپنا آدھا مال خدا تعالٰی کی راہ میں خیرات کر دیا۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد کوفہ میں چالیس ہزار مسلمانوں نے آپ کے دست مبارک پر موت کی بیعت کر کے آپ کو امیر المؤمنین منتخب کیا لیکن آپ نے تقریباً چھ ماہ کے بعد جمادی الاولیٰ ۴۱ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرما کر خلافت ان کے سپرد فرما دی اور خود عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔

اس طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے جو غیب کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو گئی کہ میرا یہ بیٹا ''سید'' ہے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالٰی مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔ چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ اگر خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سپرد نہ فرما دیتے تو ظاہر ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی دونوں فوجوں کے درمیان بڑی ہی خونریز جنگ ہوتی جس سے ہزاروں عورتیں بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہو جاتے اور سلطنت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا مگر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خیر پسند طبیعت اور نیک مزاجی کی بدولت مسلمانوں میں خونریزی

کی نوبت نہیں آئی۔ ۵ ربیع الاول ۴۹ھ میں آپ بمقام مدینہ منورہ زہر خورانی کے باعث شہادت سے سرفراز ہوئے۔(1) (اکمال، ص۵۶۰ و اسد الغابہ، ج۲، ص۹۰ تا ۹۲)

کرامات

خشک درخت پر تازہ کھجوریں

آپ کی بہت سی کرامتوں میں سے یہ ایک کرامت بہت زیادہ مشہور ہے کہ ایک سفر میں آپ کا گزر کھجوروں کے ایک ایسے باغ میں ہوا جس کے تمام درخت خشک ہو گئے تھے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فرزند بھی اس سفر میں آپ کے ہمرکاب تھے آپ نے اسی باغ میں پڑاؤ کیا اور خدام نے آپ کا بستر ایک سوکھے درخت کی جڑ میں بچھا دیا اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ! کاش! اس سوکھے درخت پر تازہ کھجوریں ہوتیں تو ہم لوگ سیر ہو کر کھا لیتے۔ یہ سن کر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چپکے سے کوئی دعا پڑھی اور بالکل ہی اچانک منٹوں میں وہ سوکھا درخت بالکل سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس میں تازہ پکی ہوئی کھجوریں لگ گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر ایک شتربان کہنے لگا کہ خدا کی قسم! یہ تو جادو کا کرشمہ ہے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند نے اس کو بہت زور سے ڈانٹا اور فرمایا کہ توبہ کر، یہ جادو نہیں ہے بلکہ یہ شہزادۂ رسول کی دعائے مقبول کی کرامت ہے۔ پھر لوگوں نے کھجوروں کو درخت سے توڑا اور سب ہمراہیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔(2)

(روضۃ الشہداء، باب ۶، ص ۱۰۹)

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الحاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۰
واسد الغابۃ، الحسن بن علی، ج ۲، ص ۱۵ ـ ۲۲ ملتقطاً
وتاریخ الخلفاء، الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ، ص ۱۵۲

2 ......روضۃ الشہداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱، ص ۴۰۴

فرزند پیدا ہونے کی بشارت

آپ پیدل حج کے لیے جارہے تھے درمیان راہ میں ایک منزل پر قیام فرمایا وہاں آپ کا ایک عقیدت مند حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضور میں آپ کا غلام ہوں۔ میری بیوی دردزہ میں مبتلا ہے آپ دعا فرمائیں کہ تندرست لڑکا پیدا ہو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر جاؤ تمہیں جیسے فرزند کی تمنا ہے ویسا ہی فرزند تم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا ہے اور تمہارا یہ لڑکا ہمارا عقیدت منداور جاں نثار ہوگا۔ وہ شخص جب اپنے مکان پر پہنچا تو یہ دیکھ کر خوشی سے باغ باغ ہوگیا کہ واقعی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسے فرزند کی بشارت دی تھی ویسا ہی لڑکا اس کے ہاں پیدا ہوا۔(1)

(شواہد النبوۃ، ص۱۷۲)

تبصرہ

خشک درخت پر تازہ کھجوروں کا دفعتاً لگ جانا اور عقیدت مند کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے یا لڑکا؟ اور پھر اس بات کو جان لینا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر ہمارا عقیدت مند و جاں نثار ہوگا۔ غور فرمائیے کہ یہ کتنی عظیم اور کس قدر شاندار کرامتیں ہیں۔ سبحان اللہ! کیوں نہ ہو کہ آپ ابن رسول اور نورِ دیدۂ حیدر و بتول ہیں اور خداوند کی بارگاہ میں بے انتہا مقبول ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

﴿۵۲﴾ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام نامی ''حسین'' اور لقب

---

1 ......شواهد النبوة، ركن سادس... الخ، ذكر امير المؤمنين حسن رضى الله عنه، ص۲۲۷

''سبط الرسول'' و ''ریحانۃ الرسول'' ہے۔ ۱۰ محرم ۶۱ ھ جمعہ کے دن کربلا کے میدان میں یزیدی ستم گاروں نے انتہائی بیدردی کے ساتھ آپ کو شہید کر دیا۔(1)

(اکمال، ص ۵۶۰)

کرامات

کنوئیں سے پانی ابل پڑا

ابوعون کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں ابن مطیع کے پاس سے گزر ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے ابن رسول! میرے اس کنوئیں میں پانی بہت کم ہے اس میں ڈول بھرتا نہیں میری ساری تدبیریں بیکار ہو چکی ہیں۔ کاش! آپ ہمارے لئے برکت کی دعا فرمائیں۔ حضرت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کنوئیں کا پانی منگایا اور آپ نے ڈول سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا۔ پھر اس ڈول میں کلی فرمادی اور حکم دیا کہ سارا پانی کنوئیں میں انڈیل دیں جب ڈول کا پانی کنوئیں میں ڈالا تو نیچے سے پانی ابل پڑا۔ کنوئیں کا پانی بہت زیادہ بڑھ گیا اور پانی پہلے سے بہت زیادہ شیریں اور لذیذ بھی ہو گیا۔(2) (ابن سعد ج ۵، ص ۱۴۴)

بے ادبی کرنے والا آگ میں

میدان کربلا میں ایک بے باک اور بے ادب مالک بن عروہ نے جب آپ کے خیمہ کے گرد خندق میں آگ جلتی ہوئی دیکھی تو اس بدنصیب نے یہ کہا کہ اے حسین! تم نے آخرت کی آگ سے پہلے ہی یہاں دنیا میں آگ لگا لی؟ حضرت امام

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الحاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۰

2 ......الطبقات الکبری لابن سعد، الطبقۃ الاولی من اھل المدینۃ من التابعین، ومن عبداللّٰہ بن مطیع، ج ۵، ص ۱۱۰

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ظالم! کیا تیرا گمان ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا؟ پھر حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مجروح دل سے یہ دعا مانگی کہ ''خداوندا! تو اس بدنصیب کو نارِ جہنم سے پہلے دنیا میں بھی آگ کے عذاب میں ڈال دے۔'' امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً ہی مالک بن عروہ کا گھوڑا پھسل گیا اور یہ شخص اس طرح گھوڑے سے گر پڑا کہ گھوڑے کی رکاب میں اس کا پاؤں الجھ گیا اور گھوڑا اس کو گھسیٹتے ہوئے خندق کی طرف لے بھاگا اور یہ شخص خیمہ کے گرد خندق کی آگ میں گر کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ (1) (روضۃ الشہداء، ص۱۶۹)

نیزہ پر سر اقدس کی تلاوت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب یزیدیوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں گشت کیا تو میں اپنے مکان کے بالا خانہ پر تھا جب سر مبارک میرے سامنے سے گزرا تو میں نے سنا کہ سر مبارک نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝

(کہف، پ۱۵)(2) اسی طرح ایک دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ جب یزیدیوں نے سر مبارک کو نیزہ سے اتار کر ابن زیاد کے محل میں داخل کیا تو آپ کے مقدس ہونٹ ہل رہے تھے اور زبان اقدس پر اس آیت کی تلاوت جاری تھی:

---

1 ...... روضۃ الشہداء (مترجم)، باب نہم، ج۲، ص ۱۸۶

2 ...... ترجمۂ کنزالایمان: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔ (پ۱۵، الکہف: ۹)

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ [1] (روضۃ الشہداء،ص ۲۳۰)

تبصرہ

ان ایمان افروز کرامتوں سے یہ ایمانی روشنی ملتی ہے کہ شہدائے کرام اپنی اپنی قبروں میں تمام لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ خدا کی عبادت بھی کرتے ہیں اور قسم قسم کے تصرفات بھی فرماتے رہتے ہیں اوران کی دعائیں بھی بہت جلد مقبول ہوتی ہیں۔

﴿۵۳﴾ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے والد کا نام ابوسفیان اور والدہ کا نام ہند بنت عتبہ ہے۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے دن یہ خود اور آپ کے والدین سب مسلمان ہوگئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بہت ہی عمدہ کاتب تھے اس لئے دربار نبوت میں وحی لکھنے والوں کی جماعت میں شامل کر لئے گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یہ شام کے گورنر مقرر ہوئے اور حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت ختم ہونے تک اس عہدہ پر فائز رہے مگر جب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ نے ان کو گورنری سے معزول کر دیا لیکن انہوں نے معزولی کا پروانہ قبول نہیں کیا اور شام کی حکومت سے دست بردار نہیں ہوئے بلکہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کے قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ان سے مقام صفین میں جنگ بھی ہوئی۔

---

[1] ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔ (پ ۱۳، ابرھیم: ۴۲)

و روضۃ الشھداء (مترجم)، دسواں باب، فصل اول، ج ۲، ص ۳۸۴

پھر جب ۴۱ھ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت ان کے سپرد فرمادی تو یہ پورے عالم اسلام کے بادشاہ ہوگئے۔ بیس برس تک خلافت راشدہ کے گورنر رہے اور بیس برس تک خود مختار بادشاہ رہے اس طرح چالیس برس تک شام کے تختِ سلطنت پر بیٹھ کر حکومت کرتے رہے اور خشکی و سمندر میں جہادوں کا انتظام فرماتے رہے۔

اسلام میں بحری لڑائیوں کے موجد آپ ہیں، جنگی بیڑوں کی تعمیر کا کارخانہ بھی آپ نے بنوایا، خشکی اور سمندری فوجوں کی بہترین تنظیم فرمائی اور جہادوں کی بدولت اسلامی حکومت کی حدود کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہے اور اشاعت اسلام کا دائرہ برابر بڑھتا رہا۔ جا بجا مساجد کی تعمیر اور درس گاہوں کا قیام فرماتے رہے۔

رجب ۶۰ھ میں آپ نے لقوہ کی بیماری میں مبتلا ہوکر اپنے دارالسلطنت دمشق میں وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے پاس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک پیراہن، ایک چادر، ایک تہبند اور کچھ موئے مبارک اور ناخن اقدس کے چند تراشے ہیں۔ ان تینوں مقدس کپڑوں کو میرے کفن میں شامل کیا جائے اور موئے مبارک اور ناخن اقدس کو میری آنکھوں میں رکھ کر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کیا جائے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کی اس وصیت پر عمل کیا۔ (1)

(اکمال، ص ۶۱۷ وغیرہ)

بوقت وصال اٹھتّر یا چھیاسی برس کی عمر تھی۔ وصال کے وقت ان کا بیٹا یزید

---

(1)......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف المیم، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۱۷
واسد الغابۃ، معاویۃ بن صخربن ابی سفیان، ج۵، ص ۲۲۰۔۲۲۳ ملتقطاً

دمشق میں موجود نہیں تھا اس لئے ضحاک بن قیس نے آپ کے کفن و دفن کا انتظام کیا اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بہت ہی خوبصورت، گورے رنگ والے اور نہایت ہی وجیہ اور رعب والے تھے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ''معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ عرب کے کسریٰ'' ہیں۔(1)

(اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۸۵ تا ۳۸۷)

کرامات

آپ کی چند کرامتیں بہت ہی مشہور ہیں اور آپ کے فضائل میں چند احادیث بھی مروی ہیں۔

جنگ میں کبھی مغلوب نہیں ہوئے

ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ کشتی یا جنگ میں کبھی بھی اور کہیں بھی اور کسی شخص سے بھی مغلوب نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ ہی اپنے مدمقابل پر غالب رہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرما دیا تھا: اِنَّ مُعَاوِیَةَ لَا یُصَارِعُ اَحَدًا اِلَّا صَرَعَهٗ مُعَاوِیَةُ (یعنی معاویہ جس شخص سے لڑے گا معاویہ ہی اس کو پچھاڑے گا۔)(2) (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۳۱۷ بحوالہ دیلمی عن ابن عباس)

دعا مانگتے ہی بارش

سلیم بن عامر خبائری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ملک شام میں بالکل ہی بارش

---

1 ......اسد الغابة، معاوية بن صخر بن ابی سفيان، ج۵، ص۲۲۲۔۲۲۳ ملتقطاً

2 ......كنزالعمال، كتاب الفضائل، ذكر الصحابة وفضلهم...الخ، معاوية بن ابی سفيان، الحديث: ۳۳۶۵۱، ج۶، الجزء۱۱، ص۳۴۲

نہیں ہوئی اور شدید قحط کا دور دورہ ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز استسقاء کے لیے میدان میں نکلے اور منبر پر بیٹھ کر آپ نے حضرت ابن الاسود جرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان کو منبر کے نیچے اپنے قدموں کے پاس بٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل ہم تیرے حضور میں حضرت ابن الاسود جرشی کو سفارشی بنا کر لائے ہیں جن کو ہم اپنے سے نیک اور افضل سمجھتے ہیں۔

پھر حضرت ابن الاسود جرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام حاضرین بھی اپنے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر بارش کی دعا مانگنے لگے ناگہاں پچھّم سے ایک زوردار ابر اٹھا پھر موسلا دھار بارش ہونے لگی یہاں تک کہ ملک شام کی زمین سیراب ہو کر کھیتی سے سرسبز و شاداب ہو گئی۔(1) (طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۴۴۴)

شیطان نے نماز کے لیے جگایا

حضرت علامہ مولانا جلال الدین مولانائے روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں آپ کی اس کرامت کو بڑی دھوم سے بیان فرمایا ہے کہ ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محل میں داخل ہو کر کسی نے آپ کو نماز فجر کے لیے بیدار کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ اور کس لئے تو نے مجھے جگایا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اے امیر معاویہ! میں شیطان ہوں۔ آپ نے حیران ہو کر پوچھا کہ اے شیطان! تیرا کام تو انسان سے گناہ کرانا ہے اور تو نے مجھے نماز کے لیے جگا کر مجھے نیک عمل کرنے کا موقع دیا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو شیطان نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین!

---

(1)......الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقۃ الاولی من اھل الشام ...الخ، یزید بن الاسود الجرشی، ج۷، ص۳۰۹

میں جانتا ہوں کہ اگر سوتے رہنے میں آپ کی نماز فجر قضا ہوجاتی تو آپ خوف الٰہی سے اس قدر روتے اور اس کثرت سے توبہ واستغفار کرتے کہ خدا کی رحمت کو آپ کی بے قراری وگریہ وزاری پر پیار آجاتا اور وہ آپ کی قضا نماز قبول فرما کر ادا نماز سے ہزاروں گنا زیادہ اجر وثواب عطا فرما دیتا چونکہ مجھے خدا کے نیک بندوں سے بغض وحسد ہے اس لئے میں نے آپ کو جگا دیا تاکہ آپ کو کچھ زیادہ ثواب نہ مل سکے۔(1)

(مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

تبصرہ

مثنوی شریف کی اس حکایت سے معلوم ہوا کہ شیطان کبھی لوگوں کو سلا کر اور نمازیں قضا کرا کر نیکیوں اور ثوابوں سے محروم کراتا ہے کبھی کچھ لوگوں کو نمازوں کے لیے جگا کر اور ادا نمازیں پڑھوا کر زیادہ نیکیوں اور ثوابوں سے محروم کراتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جو لوگ صبح کو بیدار ہو کر نماز فجر جماعت سے پڑھتے ہیں تو شیطان کبھی کبھی کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ میں خدا کا بہت ہی نیک بندہ ہوں کیونکہ میں نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی ہے اور فلاں فلاں لوگوں کی نمازیں قضا ہوگئیں یقیناً میں ان لوگوں سے بہت نیک اور بہت اچھا ہوں۔ ظاہر ہے کہ اپنی اچھائی اور برائی کا خیال آتے ہی نماز کا اجر وثواب تو غارت اور اکارت ہو ہی گیا، الٹے تکبر اور گھمنڈ کا گناہ سر پر سوار ہوگیا بہرحال شیطان کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ۔

1 ......مثنوی مولانا روم (مترجم)، دفتر دوم، ص ۴۹۔۵۰ ملخصاً

﴿۵۴﴾ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالٰی عنہ

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالٰی عنہ افاضل صحابہ میں سے ہیں۔ جنگ بدر اور جنگ احد وغیرہ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ معرکہ آرائی کرتے رہے۔ یہ قبیلہ بنونجار میں سے ہیں۔(1)

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرأت کی آواز سنی جب میں نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہیں؟ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ یہ اپنی والدہ کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والے صحابی ہیں۔(2) (مشکوۃ، ج ۲،ص ۴۱۹ باب البر والصلۃ)

کرامت

حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا

ان کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے پاس سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام کیا اور وہاں سے چل دیا جب میں واپس آیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے حارثہ! تم نے اس شخص کو دیکھا جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہارے سلام کا جواب بھی دیا تھا۔(3)

(اکمال فی اسماء الرجال، ص ۵۶۱)

---

1 ......اسد الغابة، حارثة بن النعمان، ج ۱، ص ۵۲۵

2 ......مشكاة المصابيح، كتاب الأداب، باب البر والصلة، الحديث: ۴۹۲۶، ج ۲، ص ۲۰۶

3 ......الاكمال فی اسماء الرجال، حرف الحاء، فصل فی الصحابة، ص ۵۹۱

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسّی آدمیوں میں سے ایک ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے جبریل! علیہ السلام اس کا کیا مطلب ہے کہ یہ اسّی آدمیوں میں سے ایک ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جنگ حنین کے دن کچھ دیر کے لیے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شکست کھا کر پیچھے ہٹ جائیں گے مگر اسّی آدمی پہاڑ کی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایسی حالت میں ڈٹے رہیں گے جب کہ کفار کی طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی ہوگی ان اسّی بہادروں میں سے ایک ''حارثہ بن النعمان'' ہیں۔[1] (اسد الغابہ، ج۱ص ۳۵۸)

یہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اس لئے ہر وقت اپنے مصلیٰ پر بیٹھے رہتے تھے اور اپنے مصلیٰ کے پاس ایک ٹوکری میں کھجور بھر کر رکھتے تھے اور اپنے مصلے سے حجرہ کے دروازے تک ایک دھاگا باندھے ہوئے تھے جب مسکین دروازہ پر آکر سلام کرتا تو اسی دھاگا میں کھجوریں باندھ کر دھاگا کھینچ لیتے اور کھجوریں مسکین کے پاس پہنچ جایا کرتی تھیں ان کے گھر والوں نے کہا کہ اس تکلف و تکلیف کی کیا ضرورت ہے؟ آپ حکم دیں تو گھر والے کھجوریں مسکین کو دے دیا کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مُنَاوَلَةُ الْمِسْكِيْنِ تَقِيْ مِيْتَةَ السُّوْءِ (یعنی مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے۔)[2] (اسد الغابہ، ج۱ص ۳۵۹)

---

1 ......اسدالغابة، حارثة بن النعمان، ج ١، ص ٥٢٥

2 ......شعب الایمان للبیهقی، باب الثانی والعشرون...الخ، فصل فی الاختیار فی صدقة التطوع، الحدیث: ٣٤٦٣، ج٣، ص ٢٥٣

و اسد الغابة، حارثة بن النعمان، ج ١، ص ٥٢٥

﴿۵۵﴾ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالٰی عنہ

ان کی کنیت ابو خالد ہے اور خاندان قریش کی شاخ بنو اسد سے ان کا خاندانی تعلق ہے۔ یہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بھتیجے ہیں۔ ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان کی والدہ جبکہ یہ ان کے بطن میں تھے کعبہ کے اندر بتوں پر چڑھاوا چڑھانے کو گئیں تو وہیں بیچ کعبہ میں حکیم بن حزام پیدا ہو گئے۔ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں یہ اشراف قریش میں سے شمار کیے جاتے تھے۔ فتح مکہ کے سال ۸ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بہت ہی عقلمند معاملہ فہم اور صاحب علم وتقویٰ شعار تھے۔ ایک سو غلاموں کو خرید کر آزاد کیا اور ایک سو اونٹ ان مسافروں کو دیئے جن کے پاس سواری کے جانور نہیں تھے۔ ایک سو بیس برس عمر پائی۔ ساٹھ برس کفر کی حالت میں اور ساٹھ برس اسلامی زندگی گزاری۔ ۵۴ھ میں بمقام مدینہ منورہ ان کا وصال ہوا۔(1) (اکمال، ص۵۹۱)

کرامت

تجارت میں کبھی گھاٹا نہیں ہوا

ان کی مشہور کرامت یہ ہے کہ یہ تاجر تھے۔ زندگی بھر تجارت کرتے رہے مگر کبھی بھی اور کہیں بھی اور کسی سودے میں بھی کوئی نقصان اور گھاٹا نہیں ہوا بلکہ اگر یہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں نفع ہی نفع ہوتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی تھی: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ صَنْعَتِہٖ (اے اللہ! عزوجل ان کے بیوپار میں

(1)......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الحاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۱

برکت عطا فرما۔)(1) (کنز العمال، ج۱۲، ص۲۶۲)

ترمذی وابوداود کی روایتوں میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو ایک دینار دے کر مینڈھا خریدنے کے لیے بھیجا تو انہوں نے ایک دینار میں مینڈھا خریدا اور اسے دو دینار میں بیچ ڈالا پھر واپس بازار آئے اور ایک دینار میں مینڈھا خرید کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر مینڈھا اور ایک دینار پیش کر دیئے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دینار کو تو خدا کی راہ میں خیرات کر دیا اور پھر خوش ہوکر ان کی تجارت میں برکت کے لئے دعا فرمادی۔(2) (مشکوۃ، ص۲۵۴، باب الشرکۃ والوکالت)

تبصرہ

تجارت میں نفع ونقصان دونوں کا ہونا لازمی امر ہے ہر تاجر کو اس کا تجربہ ہے کہ بیوپار میں کبھی نفع ہوتا ہے کبھی نقصان، مگر زندگی بھر تجارت میں ہمیشہ نفع ہی نفع ہوتا رہے اور کبھی بھی اور کہیں بھی اور کسی سودے میں بھی گھاٹا نہ اٹھانا پڑے بلاشبہ اس کو کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا اس لئے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً صاحب کرامت صحابی اور بلند مرتبہ ولی تھے۔

﴿۵۶﴾ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قدیم الاسلام اور مہاجرین اولین میں سے ہیں اور یہ ان مصیبت زدہ صحابیوں میں سے ہیں جن کو کفار مکہ نے اس قدر ایذائیں دیں کہ جنہیں سوچ کر ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ظالموں نے ان کو جلتی ہوئی آگ پر لٹایا چنانچہ یہ دہکتی

1 ...... کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابة وفضلهم رضي الله عنهم اجمعين، حكيم بن حزام، الحديث:۳۳۲۷۲، ج٦، الجزء۱۱، ص ۳۱۰ بتغير لفظ

2 ...... مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة،الحديث:۲۹۳۷، ج۱، ص۵٤۲

ہوئی آگ کے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لیٹے رہتے تھے اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے اور یہ آپ کو یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہہ کر پکارتے تو آپ ان کے لئے اس طرح آگ سے فرمایا کرتے تھے: یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (یعنی اے آگ! تو عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی تھی۔)

ان کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ابوجہل نے بہت ستایا یہاں تک کہ ان کی ناف کے نیچے نیزہ مار دیا جس سے ان کی روح پرواز کر گئی اور عہد اسلام میں سب سے پہلے یہ شہادت سے سرفراز ہو گئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طیب ومطیب کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ یہ ۳۷ھ میں ترانوے برس کی عمر پا کر جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوجوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(1) (اکمال، ص ۶۰۷)

کرامات

کبھی ان کی قسم نہیں ٹوٹی

ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ یہ جس بات کی قسم اٹھا لیا کرتے تھے خداوند کریم ہمیشہ ان کی قسم کو پوری فرما دیتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انکے بارے میں یہ ارشاد فرما دیا تھا: کَمْ مِنْ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَہُ لَہٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی

(1)......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص۶۰۷
و اسد الغابة، عمار بن یاسر، ج٤، ص ١٤٠۔١٤٦ ملتقطاً
و اسد الغابة، سمیة ام عمار، ج٧، ص١٦٧ ملتقطاً

اللّٰہِ لَا بَرَّہٗ مِنۡھُمۡ عَمَّارُ بۡنُ یَاسِرٍ (1) (کنز العمال، ج۱۲،ص۲۹۵)

(کتنے ہی ایسے کمبل پوش ہیں کہ لوگ ان کی کوئی پروانہیں کرتے لیکن اگر وہ کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم کو پوری فرمادے گا اور انہیں لوگوں میں عمار بن یاسر ہیں۔)

تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی بھرنے کے لیے بھیجا۔ شیطان ایک کالے غلام کی صورت میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی بھرنے سے روکنے لگا اور لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پچھاڑ دیا تو وہ عاجزی کرنے لگا۔ اسی طرح تین مرتبہ شیطان نے پانی بھرنے سے آپ کو روکا اور لڑنے پر تیار ہوا اور تینوں مرتبہ آپ نے اس کو پچھاڑ دیا جس وقت شیطان سے آپ کی کشتی ہو رہی تھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتا دیا کہ آج عمار نے تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑ دیا ہے جو ایک کالے غلام کی صورت میں ان سے لڑ رہا ہے۔

حضرت عمار جب پانی لے کر آ گئے تو میں نے ان سے کہا کہ تمہارے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم نے تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑا ہے۔ یہ سنکر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ شیطان ہے ورنہ میں اس کو مار ڈالتا ہاں البتہ تیسری مرتبہ مجھے بڑا ہی غصہ آ گیا تھا اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں دانت سے اس کی ناک کاٹ لوں مگر میں جب اس کی ناک کے قریب منہ لے گیا تو مجھے بہت ہی گندی بدبو محسوس ہوئی اس لئے میں پیچھے ہٹ گیا اور

(1)...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابة وفضلهم رضی اللّٰه عنهم اجمعین، عمار بن یاسر رضی اللّٰه عنه، الحدیث:۳۳۵۱۹، ج۶، الجزء۱۱، ص۳۳۰

اس کی ناک بچ گئی ۔(1) (شواہد النبوۃ، ص ۲۱۸، مطبوعہ نولکشور پریس لکھنو)

﴿۵۷﴾ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بہت ہی جانباز اور بہادر صحابی ہیں ۔ ان کی والدہ کا نام حسنہ تھا اور ان کے والد کا نام عبداللہ بن مطاع تھا ۔ ان کے بعد انکی والدہ حسنہ نے ایک انصاری سے جن کا نام سفیان بن معمر تھا نکاح کرلیا اور دو بچے بھی ان سے تولد ہوئے جن کا نام جنادہ اور جابر تھا ۔ حضرت شرحبیل اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوگئے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ بھی گئے تھے اور جب حبشہ سے مدینہ آئے تو بنی زریق میں رہنے لگے ۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ان کے دونوں بھائیوں کا انتقال ہوگیا تو حضرت شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی زہرہ کے قبیلہ میں رہنے لگے اور فاروقی دورِ حکومت میں کئی ایک جہادوں میں امیرِ لشکر کی حیثیت سے افواجِ اسلامیہ کے کسی ایک دستہ کی کمان کرتے رہے ۔ ۱۸ھ کے طاعون عمواس میں سرسٹھ برس کی عمر پا کر وصال فرما گئے ۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ایک ہی دن طاعون میں مبتلا ہوئے ۔(2)

(اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۹۱)

کرامت

قلعہ زمین میں دھنس گیا

اسلامی لشکر شہر اسکندریہ پر حملہ آور تھا ۔ کفار کی فوج ایک بہت ہی مضبوط اور

---

1 ......شواهد النبوة، ركن سادس د ربيان شواهد...الخ، عمار بن ياسر رضى الله عنه، ص ۲۸۳

2 ......اسد الغابة، شرحبيل بن حسنة، ج ۲، ص ۵۹۱ _ ۵۹۲

ناقابلِ تسخیر قلعہ میں محفوظ تھی اور لشکر اسلام قلعہ کے سامنے کھلے میدان میں خیمہ زن تھا۔ بہت دنوں تک جنگ ہوتی رہی مگر کفار قلعہ کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوئے تھے۔ایک دن امیر لشکر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے لشکر کفار کے سپہ سالارو! سن لو! ہماری فوج اسلام میں اس وقت ایسے ایسے اللہ والے موجود ہیں کہ اگر وہ اس قلعہ کی دیواروں کو حکم دے دیں کہ تم فوراً ہی زمین میں دھنس جاؤ تو فوراً ہی یہ قلعہ زمین میں دھنس جائے گا۔ یہ کہا اور جوش میں آ کر آپ نے اپنا ہاتھ قلعہ کی جانب بڑھایا اور بلند آواز سے نعرہ تکبیر لگایا تو پورا قلعہ دم زدن میں زمین کے اندر دھنس گیا اور کفار کا لشکر جو قلعہ کے اندر تھا آن کی آن میں کھلے میدان میں کھڑا رہ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر بادشاہ اسکندریہ کا دل و دماغ زیروزبر ہو گیا اور وہ مارے ڈر کے شہر چھوڑ کر اپنی فوجوں کے ساتھ بھاگ نکلا اور پورا شہر مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔(تاریخ واقدی وسیرۃ الصالحین، ص۲۲)

تبصرہ

سبحان اللہ! اولیاء اللہ کی روحانی طاقتوں کا کیا کہنا، سچ ہے ؎

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

﴿۵۸﴾ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے انصاری ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پھوپھا ہیں۔ یہ اپاہج تھے۔ یہ جنگ احد کے دن اپنے فرزندوں کے ساتھ جہاد کے لیے آئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو لنگڑا نے کی بناء پر میدان جنگ

میں اترنے سے روک دیا۔ یہ بارگاہ رسالت میں گڑگڑا کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے جنگ میں لڑنے کی اجازت دے دیجئے۔ میری تمنا ہے کہ میں بھی لنگڑاتا ہوا جنت میں چلا جاؤں۔ ان کی بے قراری اور گریہ وزاری کو دیکھ کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قلب انتہائی متأثر ہوگیا اور آپ نے ان کو جنگ کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ خوشی سے اچھل پڑے اور کافروں کے ہجوم میں گھس کر دلیرانہ جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ شہادت سے سرفراز ہوگئے۔(1)

(مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۱۲۴)

کرامت

لاش میدان جنگ سے باہر نہیں گئی

لڑائی ختم ہوجانے کے بعد جب حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدان جنگ میں گئیں تو ان کی لاش کو اونٹ پر لاد کر دفن کرنے کے لیے مدینہ منورہ لانا چاہا تو ہزاروں کوششوں کے باوجود وہ اونٹ مدینہ کی طرف نہیں چلا بلکہ وہ میدان جنگ ہی کی طرف بھاگ بھاگ کر جاتا رہا۔ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دربار رسالت میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا عمرو بن جموح نے گھر سے نکلتے وقت کچھ کہا تھا؟ حضرت ہند نے عرض کیا کہ جی ہاں! وہ یہ کہہ کر گھر سے نکلے تھے: اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ (اے اللہ! عزوجل مجھ کو میدان جنگ سے اپنے اہل وعیال میں واپس آنا نصیب مت کر) آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ

1 ......مدارج النبوت، قسم سوم، کارزارهائے...الخ، ج ۲، ص ۱۲۴ و اسد الغابة، عمرو بن الجموح، ج ٤، ص ۲۱۹ ـ ۲۲۱ ملتقطاً

اونٹ مدینہ منورہ کی طرف نہیں چل رہا ہے لہٰذا تم ان کو مدینہ لے جانے کی کوشش مت کرو۔(1) (مدارج النبوۃ، ج۲،ص۱۲۴)

تبصرہ

اللہ اکبر! کیا ٹھکانا ہے اس جذبہ عشق اور جوش جہاد کا اور کیا کہنا اس شوق شہادت کا۔ سبحان اللہ۔

دو قدم بھی چلنے کی ہے نہیں طاقت مجھ میں
عشق کھینچے لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں

خدا کی شان دیکھئے کہ ان کی تمنا پوری ہوگئی جہاد بھی کرلیا، شہادت سے بھی سرفراز ہوگئے اور میدان جنگ ہی میں ان کا مدفن بھی بن گیا۔ یہ سچ ہے ؎

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

﴿۵۹﴾ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ دعوت اسلام کے آغاز ہی میں مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے۔ سلسلہ نسب چونکہ ''خشین وائل'' سے ملتا ہے اس لئے یہ خشنی کہلاتے ہیں۔ صلح حدیبیہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور بیعۃ الرضوان کر کے رضاء خداوندی کی سند حاصل کی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو مبلغ بنا کر بھیجا چنانچہ ان کی کوششوں سے ان کا پورا قبیلہ جلد ہی دامن اسلام میں آ گیا۔ ملک شام فتح ہونے کے بعد یہ شام میں قیام پذیر ہوگئے۔ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی لڑائیوں میں یہ بالکل

1 ......مدارج النبوت، قسم سوم، کارزارھائے...الخ، ج۲، ص۱۲٤

غیر جانبدار رہے۔ راست گفتاری اور صاف گوئی میں یہ اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ رات کے سناٹے میں اکثر یہ گھر سے باہر نکل کر آسمان پر نظر ڈالتے اور سجدہ میں گر کر گھنٹوں سربسجود رہتے۔ ملک شام میں اقامت پذیر ہو گئے تھے اور وہیں ۷۵ھ میں وفات ہوئی ان کا نام جرہم بن ناشب ہے مگر کنیت ہی مشہور ہے۔(1)

(اکمال، ص ۵۸۹ و اسد الغابہ، ج ا، ص ۲۷۶)

کرامت

اپنی پسند کی موت ملی

یہ اکثر کہا کرتے تھے اور دعائیں بھی مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ! عزوجل مجھ کو عام لوگوں کی طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اور دم گھٹ گھٹ کر مرنا پسند نہیں ہے مجھے ایسی موت ملے کہ اس میں دم گھٹنے اور ایڑیاں رگڑنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ چنانچہ ان کی یہ کرامت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کے دوران یہ آدھی رات گزرنے کے بعد نماز میں مشغول تھے کہ ان کی صاحبزادی نے یہ خواب دیکھا کہ ان کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ وہ اس پریشان کن خواب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور آواز دی تو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد دوسری مرتبہ آواز دی تو کوئی جواب نہیں ملا پاس جا کر دیکھا تو سر سجدہ میں تھا اور روح پرواز کر چکی تھی۔(2)

(اسد الغابہ و اصابہ)

---

1 ......اسد الغابة، جرثوم بن ناشب، ج ۱، ص ۴۰۵
و الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الثاء، فصل فی الصحابة، ص ۵۸۹
و الاصابة فی تمییز الصحابة، باب الکنی، حرف الثاء المثلثة، ج ۷، ص ۵۱

2 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، باب الکنی، حرف الثاء المثلثة، ج ۷، ص ۵۱

﴿٦٠﴾ حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلہ بنی قیس بن ثعلبہ سے تعلق رکھتے تھے۔ان کے اسلام لانے کی تاریخ متعین نہیں کی جاسکی لیکن یہ معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد یہ اپنے وطن سے مدینہ منورہ آئے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے روبرو حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں ہر اس چیز پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے اور عمر بھر حق گوئی کرنے پر آپ سے بیعت کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا: اے قیس! تم کیا کہتے ہو ممکن ہے تم کو ایسے ظالم حاکموں سے سابقہ پڑے جن کے مقابلہ میں تم حق گوئی سے کام نہ لے سکو۔عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایسا کبھی ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا۔خدا کی قسم! میں جن جن چیزوں پر آپ سے بیعت کرتا ہوں اس کو ضرور ضرور پورا کروں گا۔یہ سن کر سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے پیغمبرانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو تم اطمینان رکھو کہ تم کو کسی شر سے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔چنانچہ آپ عمر بھر اپنے اس عہد پر عزم وسختی کے ساتھ قائم رہے۔

بنوامیہ کے دور حکومت میں زیاد اور عبید اللہ بن زیاد جیسے ستم کیشوں اور ظالم گورنروں پر برملا نکتہ چینی کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ عبید اللہ بن زیاد ظالم گورنر کے منہ پر کھلم کھلا یہ کہہ دیا کہ تم لوگ اللہ ورسول پر افترا پردازی کرنے والے مفتری ہو۔

کرامت

جان گئی مگر آن نہیں گئی

عبید اللہ بن زیاد گورنر آپ کا دشمن ہو گیا تھا اس نے آپ کو قتل کی دھمکی دی۔

آپ نے اس کو کہہ دیا کہ تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔عبید اللہ بن زیاد نے طیش میں آکر جلادوں کو بلا لیا اور حکم دے دیا کہ تم لوگ قیس بن خرشہ کے مکان پر جا کر ان کی گردن اڑا دو، جلاد آ گئے لیکن جب آپ کی گردن اڑانے کیلئے آپ کے مکان پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی مقدس روح پرواز کر چکی ہے۔جلاد ان کے بدن کو ہاتھ بھی نہ لگا سکے اور ناکام و نامراد واپس چلے گئے اور اس طرح آپ ایک ظالم کی سزا کے شر سے بچ گئے ۔(1)(استیعاب، ج۲،ص۵۴)

تبصرہ

آپ نے عبید اللہ بن زیاد سے فرمایا تھا کہ ''تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔'' حالانکہ اس نے اپنی گورنری کے زعم میں یہ چاہا کہ جلاد سے ان کو قتل کرا کر انتقام لے لے مگر اس کا یہ منصوبہ خاک میں مل گیا اور جلاد ناکام و نامراد ہو کر واپس چلے گئے۔ سبحان اللہ! سچ ہے کہ ؎

جو جذب کے عالم میں نکلے لبِ مؤمن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیرِ الٰہی ہے

﴿۶۱﴾ حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ

انصار میں قبیلہ خزرج سے ان کا خاندانی تعلق ہے۔ یہ دربار نبوت میں وحی کے کاتب تھے اور یہ ان چھ صحابیوں میں سے ہیں جو عہد نبوی میں پورے حافظ قرآن ہو چکے تھے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی موجودگی میں فتوے بھی دینے لگے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم ان کو سید القراء (سب قاریوں کا سردار) کہتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ

---

1 ......الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، باب حرف القاف، ج۳، ص۳۴۸ ملخصاً

تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کی کنیت ابوالمنذر رکھی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو ابوالطفیل کی کنیت سے پکارا کرتے تھے۔ دربارِ نبوت سے ان کو سید الانصار (انصار کا سردار) کا خطاب ملا تھا اور حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سید المسلمین کا لقب عطا فرمایا تھا۔ ان کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔[1]

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک دن ان سے ارشاد فرمایا کہ اے ابی بن کعب! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے سورۂ لَمْ یَکُنْ پڑھ کر تمہیں سناؤں تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا خدا نے میرا نام لے کر آپ سے فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے یہ کہنے لگے: ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں میرا ذکر کیا گیا۔)[2]

(اکمال، ص ۵۸۶ و کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۳۸ و بخاری شریف)

کرامات

حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز سنی

ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز سنی، اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں ضرور مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الهمزة، فصل فی الصحابة، ص ۵۸۶

2 ......كنزالعمال، كتاب الفضائل، فضائل الصحابة، حرف الالف، الحديث: ۳۶۷۷۹، ۳۶۷۸۰، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۱۶ ملتقطاً

کی ایسی تعریف کروں گا کہ کسی نے بھی ایسی نہیں کی ہوگی چنانچہ وہ نماز کے بعد جب خدا کی حمد وثناء کے لئے بیٹھے تو انہوں نے ایک بلند آواز اپنے پیچھے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّہٗ وَبِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ عَلَانِیَتُہٗ وَسِرُّہٗ لَکَ الْحَمْدُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِغْفِرْ لِیْ مَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِیْ وَ اعْصِمْنِیْ فِیْمَا بَقِیَ مِنْ عُمْرِیْ وَارْزُقْنِیْ اَعْمَالًا زَاکِیَۃً تَرْضٰی بِھَا عَنِّیْ وَتُبْ عَلَیَّ. (اے اللہ! عزوجل تیرے ہی لئے تعریف ہے کل کی کل اور تیرے ہی لئے بادشاہی ہے تمام کی تمام اور تیرے ہی لئے بھلائی ہے سب کی سب اور تیری ہی طرف تمام معاملات لوٹتے ہیں۔ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ تیرے ہی لئے تعریف ہے یقیناً تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ میرے ان گناہوں کو بخش دے جو ہو چکے اور میری عمر کے باقی حصہ میں تو مجھے اچھے اعمال کی توفیق دے اور تو ان اعمال کے ذریعے مجھ سے راضی ہو جا اور میری توبہ قبول فرمالے۔)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ مسجد سے نکل کر رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے اور ماجرا سنایا۔آپ نے فرمایا: تمہارے پیچھے بلند آواز سے دعا پڑھنے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔(1) (کتاب الذکر لابن ابی الدنیا)

بدلی کا رُخ پھیر دیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک قافلہ کے ساتھ مکہ مکرمہ جارہے تھے اور میں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ دونوں اس قافلے کے پیچھے چل رہے تھے ناگہاں ایک بدلی اٹھی تو حضرت ابی بن کعب

1 ...... تفسیر روح المعانی للالوسی، سورۃ الاحزاب، تحت الایۃ: ۴۰، الجزء ۲۲، ص ۲۹۷

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا اللہ! عزوجل ہم کو اس بدلی کی اذیت سے بچالے اور اس بدلی کا رخ پھیر دے۔ چنانچہ بدلی کا رخ پھر گیا اور ہم دونوں پر بارش کی ایک بوند بھی نہیں گری لیکن جب ہم دونوں قافلے میں پہنچے تو ہم نے یہ دیکھا کہ لوگوں کی سواریاں اور سب سامان بھیگے ہوئے ہیں۔ ہم کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا یہ بارش جو ہم پر ہوئی ہے تم لوگوں پر نہیں ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ اے امیرالمؤمنین! حضرت ابی بن کعب نے بدلی دیکھ کر خدا سے دعا مانگی کہ ہم اس بارش کی ایذا رسانی سے بچ جائیں اس لئے ہم پر بالکل بارش نہیں ہوئی اور بدلی کا رخ پھر گیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم دونوں نے ہمارے لئے کیوں دعا نہیں مانگی؟ کاش! تم ہمارے لئے بھی دعا مانگتے تا کہ ہم لوگ بھی اس بارش کی تکلیف سے محفوظ رہتے۔(1)

(کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۳۲)

بخار میں سدا بہار

ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بخار کے مریض کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل میں تجھ سے ایسے بخار کی دعا مانگتا ہوں جو مجھے جہاد اور بیت اللہ شریف کے سفر اور مسجد کی حاضری سے نہ روکے۔ آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادگان کا بیان ہے کہ میرے باپ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر وقت بخار رہتا تھا اور بدن جلتا رہتا تھا مگر اس حالت میں بھی وہ حج و

---

1 ...... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، حرف الالف، الحدیث: ۳۶۷۷۲، ج۷، الجزء۱۳، ص ۱۱۵

جہاد کے لئے سفر کرتے اور مسجدوں میں بھی حاضری دیتے تھے اور اس قدر جوش وخروش کے ساتھ ان کاموں کو کرتے تھے کہ کوئی محسوس بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہ بخار کے مریض ہیں۔(1) (کنز العمال، ج۱۵،ص۲۳۴مطبوعہ حیدر آباد)

﴿۶۲﴾ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ قبیلہ انصار میں خاندان خزرج سے نسبی تعلق رکھتے ہیں۔ان کا نام عویمر بن عامر انصاری ہے۔یہ بہت ہی علم وفضل والے فقیہ اور صاحب حکمت صحابی ہیں اور زہد وعبادت میں بھی یہ بہت ہی بلند مرتبہ ہیں۔حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے بعد انہوں نے مدینہ منورہ چھوڑ کر شام میں سکونت اختیار کرلی اور ۳۲ھ میں شہر دمشق کے اندر وصال فرمایا۔(2) (اکمال،ص۵۹۴وغیرہ)

کرامت

ہانڈی اور پیالے کی تسبیح

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنی ہانڈی کے نیچے آگ سلگا رہے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی ان کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ناگہاں ہانڈی میں سے تسبیح پڑھنے کی آواز بلند ہوئی پھر خود بخود وہ ہانڈی چولہے پر سے گر کر اوندھی ہوگئی پھر خود بخود ہی چولہے پر چلی گئی لیکن اس ہانڈی میں سے پکوان کا کوئی حصہ بھی زمین پر نہیں گرا۔حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا کہ

---

1 ......کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، حرف الالف، الحدیث:۳۶۷۶۶، ج۷، الجزء۱۳، ص۱۱۵

2 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الدال، فصل فی الصحابة، ص۵۹۴

اے سلمان! یہ تعجب خیز اور حیرت انگیز معاملہ دیکھو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالدرداء! اگر تم چپ رہتے تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بہت سی دوسری بڑی بڑی نشانیاں بھی تم دیکھ لیتے۔ پھر یہ دونوں ایک ہی پیالہ میں کھانا کھانے لگے تو پیالہ بھی تسبیح پڑھنے لگا اور اس پیالہ میں جو کھانا تھا اس کھانے کے دانے دانے سے بھی تسبیح پڑھنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۱ص۲۲۴و۲۸۹)

عقد مواخات میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوالدرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا تھا۔(1)

﴿۶۳﴾ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو نجیح ہے اور یہ قبیلہ بنو سلیم میں سے تھے۔ اسلام کے آغاز ہی میں یہ دولت ایمان سے مالا مال ہو گئے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اپنی قوم میں جا کر رہو اور جب تم یہ سن لو کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلا گیا ہوں تو اس وقت تم میرے پاس چلے آنا۔ چنانچہ یہ اپنی قوم میں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ جنگ خیبر کے بعد یہ مدینہ منورہ آئے اور اس مقدس شہر میں قیام پذیر ہو گئے۔ ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے بلند پایہ محدثین ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں انہوں نے دنیا سے رحلت فرمائی۔(2)

(اکمال، ص۶۰۷)

---

1 ......حلية الاولياء، ابوالدرداء رضی الله عنه، الحديث:۷۵۳، ۷۵٤، ج۱، ص۲۸۵ و اسد الغابة، عويمر بن عامر، ج٤، ص۳٤۰

2 ......الاكمال فی اسماء الرجال، حرف العين، فصل فی الصحابة، ص۶۰۷

کرامت

ابر نے ان پر سایہ کیا

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کا بیان ہے کہ ایک روز سفر میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانوروں کو چرانے کے لیے میدان میں چلے گئے میں دو پہر کی دھوپ اور گرمی میں انہیں دیکھنے کے لیے جانوروں کی چراگاہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمرو بن عبسہ ایک جگہ میدان میں سو رہے ہیں اور ایک بادل کا ٹکڑا ان پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے انہیں بیدار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ خبردار! خبردار! جو کچھ تم نے دیکھا ہے ہرگز ہرگز کسی سے مت کہنا ورنہ تمہاری خیریت نہیں رہے گی۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کہتے تھے کہ خدا کی قسم! جب تک ان کی وفات نہ ہوگئی میں نے کسی سے ان کی اس کرامت کا تذکرہ نہیں کیا۔(1) (اصابہ، ج۳،ص۶)

﴿٦٤﴾ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا خاندانی تعلق بنی ازد سے ہے اس لئے ازدی کہلاتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام ''شیطان'' تھا۔ مسلمان ہوجانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ یہ جنگ یرموک اور فتح دمشق کی لڑائیوں میں بڑی دلیری اور جانبازی کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دو مرتبہ ''حمص'' کا حاکم بنادیا۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت میں بھی یہ ''حمص'' کے حاکم بنائے گئے۔ ان کا شمار محدثین کی فہرست میں ہوتا ہے اور

---

1 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف العین المهملة، عمرو بن عبسة رضی اللّٰہ عنه، ج٤،ص٥٤٧

محدثین کی ایک جماعت نے ان کے حلقہ درس میں حدیثوں کا سماع کیا ہے۔ ۵٦ھ میں روم کی زمین میں کفار سے لڑتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہو گئے۔(1)

(اسد الغابہ، ج ۳، ص ۲۴۳ و اکمال، ص ٦۰۵)

کرامت

مستجاب الدعوات

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت جلد قبول ہوا کرتی تھیں اور ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں بحالت سفر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا مگر ناگہاں میرا اونٹ اس قدر تھک گیا کہ چلنے کے قابل ہی نہ رہا چنانچہ میں نے ارادہ کرلیا کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ چھوڑ دوں لیکن پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو بالکل ناگہاں میرا اونٹ چاق و چوبند ہو کر تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔(طبرانی)

﴿٦۵﴾ حضرت سائب بن اقرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلہ بنو ثقیف کی ہونہار اور نامور شخصیت ہیں۔ اس لئے "ثقفی" کہلاتے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام "ملیکہ" تھا۔ ان کی والدہ ان کو بچپن ہی میں اپنے ساتھ لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ یہ بڑے مجاہد تھے۔ نہاوند کی فتح میں یہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھنڈے کے نیچے خوب جم کر کفار سے لڑے۔ امیر

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص٦۰۵ واسد الغابة، عبداللّٰه بن قرط رضی اللّٰه عنه، ج۳، ص۳۷۲

المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان کو ''مدائن'' کا گورنر مقرر فرما دیا تھا۔ ''اصفہان'' میں ان کا انتقال ہوا۔(1) (اسد الغابہ، ج۲،ص۲۴۹)

کرامت

تصویر نے خزانہ بتایا

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان کو ''مدائن'' کا گورنر مقرر فرما دیا۔ یہ ایک دن ''کسریٰ'' کے محل میں بیٹھے ہوئے تھے تو دیکھا کہ محل میں ایک ایسی تصویر ہے جو انگلی سے ایک مقام کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس مقام کو کھودنے کا حکم دیا تو وہاں سے ایک بہت بڑا خزانہ نکلا جو وہاں مدفون تھا۔ آپ نے مدینہ منورہ بارگاہ خلافت میں اسکی اطلاع دیکر یہ دریافت فرمایا کہ اس خزانہ کو مسلمانوں نے جنگ کر کے حاصل نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اس کو تنہا برآمد کیا ہے تو میں اس رقم کو کیا کروں؟ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ چونکہ تم مسلمانوں کے امیر ہو اس لئے اس رقم کو مسلمانوں پر تقسیم کر دو۔(2)

(رواہ الخطیب کذا فی الکنز، ج۳،ص۳۰۵)

﴿۶۶﴾ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

ان کی کنیت ابو نجیح ہے اور ان کا خاندانی تعلق بنی سلیم سے ہے۔ مفلس مہاجر تھے اس لئے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اصحاب صفہ کے ساتھ رہتے۔ آخر میں ملک شام چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ حضرت ابوامامہ اور تابعین کی

---

1 ......اسد الغابة، السائب بن الاقرع رضى الله عنه، ج٢، ص٣٧٢

2 ...... كنز العمال، كتاب الزكاة، من قسم الافعال، الحديث: ١٦٨٩٣، ج٣، الجزء٦، ص٢٣٣

ایک جماعت نے ان سے حدیثوں کی روایت کی ہے۔ ۷۵ھ میں شام میں ان کا وصال ہوا۔(1)(اسد الغابہ، ج۳، اکمال، ص۶۰۶)

کرامت

فرشتہ سے ملاقات اور گفتگو

ایک دن یہ دمشق کی جامع مسجد میں اس طرح دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ! عزوجل اب میری عمر بہت زیادہ ہوگئی ہے اور میری ہڈیاں بہت زیادہ کمزور ہوچکی ہیں لہٰذا اب تو مجھے وفات دے دے۔ اچانک ان کے پیچھے سے ایک سبز پوش نوجوان جو بہت ہی خوبصورت تھا بول اٹھا: اے شخص! یہ کیسی دعا تو مانگ رہا ہے؟ تمہیں اس طرح دعا کرنی چاہیئے کہ یا اللہ! عزوجل میرے عمل کو اچھا کردے اور مجھ کو میری اجل تک پہنچا دے۔ یہ نوجوان کی ڈانٹ سن کر چونکے اور پوچھا کہ اللہ تعالٰی آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ نوجوان نے کہا: میں ''ریبائیل'' فرشتہ ہوں اور خدا تعالٰی کی طرف سے میری یہ ڈیوٹی ہے کہ میں مؤمنین کے دلوں سے رنج وغم کو دور کرتا ہوں۔(2)

(قال الہیثمی، ج۱۰، ص۱۸۴)

تبصرہ

فرشتہ کا دیدار کرنا اور اس سے آمنے سامنے گفتگو کرنا بلاشبہ یہ ایک نادر الوجود کرامت ہے۔ جو شرف صحابیت کے طفیل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کو ملتی رہی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص۶۰۶
واسد الغابة، عرباض بن سارية السلمی، ج۴، ص۲۲

2 ......مجمع الزوائد، کتاب الادعية، باب ادعية الصحابة رضی اللہ عنہم، الحدیث: ۱۷۴۳۳، ج۱۰، ص۲۹۵

﴿٦٧﴾ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ غلام تھے ان کو قبیلۂ بنی تمیم کی ایک عورت نے خرید کر آزاد کر دیا تھا اس لئے یہ تمیمی کہلاتے ہیں۔ ابتداہی میں انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور کفار مکہ نے حضرت عمار و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح ان کو بھی طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا یہاں تک کہ ان کو کوئلوں کے اوپر لٹاتے تھے اور پانی میں اس قدر غوطہ دلاتے تھے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا اور یہ بے ہوش ہو جاتے مگر صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر یہ ساری مصیبتوں اور تکلیفوں کو جھیلتے رہے اور ان کے اسلام میں بال برابر بھی تذبذب یا تزلزل پیدا نہیں ہوا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد از وصال مدینہ منورہ سے ان کا دل اٹھ گیا اور یہ کوفہ میں جا کر مقیم ہو گئے اور وہیں ۳۷ھ میں ۷۳ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔[1] (اکمال، ص۵۹۲)

کرامت

خشک تھن دودھ سے بھر گیا

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ یہ ایک مرتبہ جہاد کے لیے نکلے تو ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں پانی کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ جب یہ اور ان کے ساتھی پیاس کی شدت سے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور بالکل ہی نڈھال اور بے تاب ہو گئے تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کی اونٹنی کو بٹھایا اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اس کے

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الخاء، فصل فی الصحابة، ص ۵۹۲
واسد الغابة، خباب بن الارت، ج ۲، ص ۱۴۱ ملتقطاً

تھن کو ہاتھ لگایا تو ایک دم اس کا سوکھا ہوا تھن اس قدر دودھ سے بھر گیا کہ پھول کر مشک کے برابر ہو گیا۔ اس اونٹنی کا دودھ دوہ کر سب ساتھیوں نے شکم سیر ہو کر پی لیا اور سب کی جان بچ گئی۔[1] (قال الہیثمی ، ج ۶، ص ۲۱۰)

﴿۶۸﴾ حضرت مقداد بن الاسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ تھا۔ اسود کے بیٹے اس لئے کہلانے لگے کہ اسود بن عبدیغوث زہری نے ان کو اپنا متبنیٰ بنالیا تھا۔ اس لئے اس کی طرف منسوب ہو گئے اور چونکہ قبیلۂ بنی کندہ سے انہوں نے محالفہ کرلیا تھا اوران کے حلیف بن گئے تھے اس لئے اس نسبت سے اپنے کو کندی کہنے لگے۔ ان کی کنیت ''ابومعبد'' یا ''ابوالاسود'' ہے اور یہ قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس چلے آئے مگر مدینہ منورہ کو ہجرت نہیں کر سکے کیونکہ کفار نے ہر طرف سے نا کہ بندی کر کے مدینہ منورہ کا راستہ بند کر دیا تھا یہاں تک کہ جب حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے عکرمہ بن ابو جہل کے لشکر سے لڑنے کے لئے آئے تو یہ اور حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کافروں کے لشکر میں شامل ہو گئے اور بھاگ کر مسلمانوں سے مل گئے اور اس طرح مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچ گئے۔ یہ وہی حضرت ''مقداد بن الاسود'' ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ فرمایا تو انہوں نے باآواز بلند یہ کہا کہ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہم بنی اسرائیل نہیں ہیں جنہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ کے وقت

---

1 ......مجمع الزوائد، کتاب المغازی والسیر، باب فی سرایاہ، الحدیث:۱۰۳۵۹، ج۶، ص ۳۱۱

یہ کہا تھا کہ ''آپ اور آپ کا خدا دونوں جا کر جنگ کریں ہم تو اپنی جگہ بیٹھے رہیں گے۔'' بلکہ ہم تو آپ کے وہ جاں نثار ہیں کہ اگر خدا کی قسم! ہم کو آپ ''برک الغماد'' تک لے جائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے اور ہم آپ کے آگے، آپ کے پیچھے، آپ کے دائیں، آپ کے بائیں سے اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ ہمارے بدن میں خون کا آخری قطرہ اور زندگی کی آخری سانس باقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں سات اشخاص ایسے تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں کفار کے سامنے سب سے پہلے علی الاعلان اپنے اسلام کا اعلان کیا ان میں سے ایک حضرت ''مقداد بن الاسود'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو سات جاں نثار رفقاء دیئے ہیں لیکن مجھ کو حضرت حق جل مجدہ نے چودہ رفقاء کی جماعت عطا فرمائی ہے جن کی فہرست یہ ہے:

﴿۱﴾ ابوبکر ﴿۲﴾ عمر ﴿۳﴾ علی ﴿۴﴾ حمزہ
﴿۵﴾ جعفر ﴿۶﴾ حسن ﴿۷﴾ حسین ﴿۸﴾ عبداللہ بن مسعود
﴿۹﴾ سلمان ﴿۱۰﴾ عمار ﴿۱۱﴾ حذیفہ ﴿۱۲﴾ ابوذر
﴿۱۳﴾ مقداد ﴿۱۴﴾ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (1)

احادیث پاک میں ان کے فضائل ومناقب بہت کثیر ہیں۔ یہ تمام اسلامی لڑائیوں میں جہاد کرتے رہے اور فتح مصر کی معرکہ آرائی میں بھی انہوں نے ڈٹ کر

---

1 ......سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد...الخ، الحدیث: ۳۸۱۰، ج ۵، ص ۴۳۳

کفار سے جنگ کی۔

۳۳ھ میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام ''جرف'' میں ستر برس کی عمر پا کر وصال فرمایا اور لوگ فرطِ عقیدت سے اپنے کندھوں پر ان کے جنازہ مبارکہ کو ''جرف'' سے اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور جنت البقیع میں دفن کیا۔(1)

(اکمال، ص۶۱۲ واسد الغابہ، ج۴، ص۴۱۰)

کرامت

چوہے نے سترہ اشرفیاں نذر کیں

ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ یہ اس قدر تنگ دستی میں مبتلا تھے کہ درختوں کے پتے کھایا کرتے تھے۔ایک دن ایک ویران جگہ میں رفع حاجت کے لیے بیٹھے تو اچانک ایک چوہا اپنے بل میں سے ایک اشرفی منہ میں لے کر نکلا اور ان کے سامنے رکھ کر چلا گیا پھر وہ اسی طرح برابر ایک ایک اشرفی لاتا رہا یہاں تک کہ سترہ اشرفیاں لایا۔

یہ سب اشرفیوں کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرا عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس مال میں کچھ صدقہ کرنا ضروری نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ تمہیں اس مال میں برکت عطا فرمائے۔حضرت ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ان میں سے آخری اشرفی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف المیم، فصل فی الصحابة، ص٦١٦
واسد الغابة، المقداد بن عمرو رضی اللّٰہ عنہ، ج٥، ص٢٦٥۔٢٦٧

چاندی کے ڈھیر حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں دیکھ لئے۔(1)

(ابونعیم فی الدلائل، ج۲،ص۳۹۶)

تبصرہ

اس قسم کا واقعہ دوسرے بزرگوں کے لیے بھی ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر بن الخاضبہ محدث بھی رات میں کچھ لکھ رہے تھے تو چوہے کا ایک جوڑا اچھلتا کودتا ان کے سامنے آیا، انہوں نے ایک کو پیالے سے ڈھانپ دیا۔اس کے بعد دوسرے چوہے نے بار بار ایک ایک اشرفی لاکران کے سامنے رکھنا شروع کیا یہاں تک کہ آخر میں ایک چمڑے کی تھیلی اٹھالایا جس میں ایک اشرفی تھی۔اس سے انہوں نے سمجھ لیا کہ چوہے کے پاس اب کوئی اشرفی باقی نہیں رہ گئی ہے پھرانہوں نے پیالہ اٹھالیا اور چوہا نکل کر اپنے جوڑے کے ساتھ اچھلتا کودتا بھاگ نکلا اور ان اشرفیوں کی بدولت حضرت ابوبکر بن الخاضبہ کی تنگ دستی کا کال کٹ گیا اور وہ خوشحال ہوگئے۔(2)

(نفحۃ الیمن وغیرہ)

اس قسم کے واقعات کو رزاق مطلق کے فضل اور ان بزرگوں کی کرامت کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

اِنَّ اللّٰـهَ هُوَ الـرَّزَّاقُ ذُوالْـقُـوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ (3) یعنی اللہ تعالیٰ بہت بڑا روزی رساں اور بہت بڑی قدرت اور طاقت کا مالک ہے۔

---

1. ……دلائل النبوة لابی نعیم ، دعاؤه لمقداد بالبركة ...الخ ، لاصدقة عليك...الخ ، الحديث: ٣٧٦، ج١، ص٤٦٥
2. ……نفحة اليمن، الباب الاوّل فی الحکایات، ص٦
3. ……پ٢٧، الذّٰريٰت: ٥٨

ان بزرگوں نے شرف صحابیت سے سرفراز ہو کر خدا کے محبوب کی جس جذبۂ جاں نثاری کے ساتھ خدمت گزاری کی اور اس کے صلے میں حق جل جلالہ نے دنیا ہی میں ان شمع نبوت کے پروانوں کو ایسی ایسی کرامتیں عطا فرمائیں ہیں جو یقیناً محیر العقول ہیں اور ابھی آخرت میں وہ رحیم و کریم مولیٰ اپنے فضل و کرم سے ان عاشقان رسول کو جو اجر عظیم عطا فرمانے والا ہے اس کو تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کی کمیت و کیفیت کی عظمت کا کیا عالم ہوگا۔ حدیث شریف کی روشنی میں بس اتنا ہی کہا جاسکتا ہے: لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَمَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ[1] (یعنی ان نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر کبھی اس کا خیال گزرا۔)

﴿۶۹﴾ حضرت عروة بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے مورث اعلیٰ کا نام ''بارق'' تھا۔ اس نسبت سے ان کو ''بارقی'' کہتے ہیں۔ ان کو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں کوفہ کا قاضی مقرر فرما دیا تھا۔ یہ برسوں کوفہ ہی میں رہے۔ اس لئے کوفہ کے محدثین میں شمار ہوتے ہیں اور ان کے شاگردوں میں زیادہ تر کوفہ ہی کے لوگ ہیں۔ حضرت امام شعبی ان کے شاگردوں میں بہت ہی مشہور و ممتاز اور نہایت بلند پایہ اور نامور محدث ہیں۔[2]

(اکمال، ص۶۰۶ وغیرہ)

---

1 ......مشكاة المصابيح، كتاب احوال القيامة...الخ، باب صفة الجنة واهلها، الحديث:٥٦١٢، ج٢، ص٣٢٩

2 ......الاكمال في اسماء الرجال، حرف العين، فصل في الصحابة، ص٦٠٦ واسد الغابة، عروة بن الجعد، ج٤، ص٣٠۔٣١ ملتقطاً

کرامت

مٹی بھی خریدتے تو نفع اُٹھاتے

ان کو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک دینار دے کر حکم فرمایا کہ وہ ایک بکری خرید لائیں انہوں نے بازار جا کر ایک دینار میں دو بکریاں خریدیں۔ پھر راستہ میں کسی آدمی کے ہاتھ ایک بکری ایک دینار میں فروخت کر کے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور ایک بکری اور ایک دینار خدمت اقدس میں پیش کر دی اور بکری کی خریداری کا پورا واقعہ بھی سنا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خوش ہو کر ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرما دی اور اس دعائے نبوی کی برکت کا یہ اثر ہوا: فَکَانَ لَوِ اشْتَرٰی تُرَابًا لَرَبِحَ فِیْہِ (یعنی اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی ان کو نفع ہی نفع ہوتا۔) یہ ان کی کرامت تھی۔(1) (مشکوٰۃ، ج۱،ص۲۵۴، باب الشرکۃ والوکالت بحوالہ بخاری)

﴿۷۰﴾ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلۂ انصار کے خاندان بنونجار میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیوہ ہو جانے کے بعد ان سے نکاح کر لیا تھا۔ یہ بہت ہی مشہور تیر انداز اور نشانہ باز تھے۔ ان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ لشکر میں ابوطلحہ کی ایک للکار ایک ہزار سواروں سے بڑھ کر رعب دار ہے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے قبل ہی حج کے موقع پر منیٰ کی گھاٹی میں اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ حضور

---

1 ……مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الحديث:۲۹۳۲،ج۱،ص۵۴۱

اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم سے بیعت اسلام کر کے مسلمان ہو گئے تھے۔ پھر جنگ بدر وجنگ احد اور اس کے بعد کی تمام اسلامی لڑائیوں میں انتہائی جذبہ ایمانی اور جوش اسلامی کے ساتھ جہاد کرتے رہے اور بڑے بڑے مجاہدانہ کارناموں کا مظاہرہ کر کے اور اسلامی خدمات کے شاہکار پیش کر کے ۳۱ھ میں ستتر برس کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے۔[1] (اکمال، ص ۶۰۱ وکنز العمال، ج ۱۲، ص ۲۷۷)

کرامت

لاش خراب نہیں ہوئی

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ راوی ہیں کہ ایک دن بڑھاپے میں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سورۂ براءت کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا[2] تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بچو! مجھے تم لوگ جہاد کا سامان دو کیونکہ میرا رب جوانی اور بڑھاپے دونوں حالتوں میں مجھے جہاد کا حکم فرماتا ہے۔ ان کے بیٹوں نے کہا کہ آپ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے دور میں تمام جہادوں میں شرکت کی سعادت حاصل کر لی ہے اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اس لئے اب جہاد میں نہ جائیے ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ مگر یہ کسی طرح بھی گھر بیٹھنے پر راضی نہیں ہوئے اور جہاد کا سامان جمع کر کے جہاد میں جانیوالی ایک کشتی پر

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الطاء، فصل فی الصحابة، ص ۶۰۱
وکنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة وفضلهم رضی اللّٰه عنهم، الحدیث: ۳۳۳۷۵، ۳۳۳۷۶، ج ۶، الجزء ۱۱، ص ۳۱۹

2 ......ترجمہ کنز الایمان: کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے۔ (پ ۱۰، التوبة: ۴۱)

سوار ہوکر جہاد کے لیے روانہ ہوگئے۔خدا کی شان کہ اس کشتی ہی پر ان کی وفات ہوگئی۔ اتفاق سے ان کی قبر کے لیے سمندر میں کوئی جزیرہ بھی نہیں ملا، سات دنوں تک کشتی میں آپ کی لاش مبارک رکھی رہی، ساتویں دن سمندر میں ایک جزیرہ ملاتو آپ اس جزیرہ میں مدفون ہوئے۔سات دن گزرنے کے باوجود آپ کے جسم اطہر پر کسی قسم کا کوئی تغیر رونما نہیں ہوا تھا۔(1) (استیعاب لابن عبدالبر، ج۱،ص۵۵۰)

تبصرہ

اللہ اکبر! یہ جذبہ ایمانی اور جوش جہاد، اے آسمان! بتا! اے سورج! بول! کیا تم نے زمین کے بے شمار چکر کاٹنے کے باوجود زمین پر اس کی کوئی مثال دیکھی ہے؟ یہ ہیں میرے پیارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے صحابی کے لاثانی شاہکار۔

﴿۷۱﴾ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قریش کے ایک خاندان ''بنواسد'' سے ان کا نسبی تعلق ہے۔ یہ حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی ہیں۔یہ ابتدائے اسلام ہی میں ایمان کی دولت سے مالا مال ہوگئے تھے اور پہلے حبشہ پھر مدینہ منورہ کی دونوں ہجرتوں کے شرف سے سرفراز ہوکر ''صاحب الہجرتین'' کا لقب پایا۔جنگ بدر کے معرکہ میں انتہائی جاں بازی اور سرفروشی کے جذبے سے جنگ کی اور ۳ھ کو جنگ احد میں کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

---

(1) ......الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف الزای، زید بن سھل رضی اللہ عنہ،ج۲،ص۱۲۳

ان کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ یہ بہت ہی ''مستجاب الدعوات'' تھے۔یعنی ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت ہی جلد مقبول ہوا کرتی تھیں۔(1)

(اکمال،ص۶۰۳ واسد الغابہ، ج۱ص۱۳۱)

کرامت

انوکھی شہادت

آپ نے جنگ احد کے ایک دن قبل یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل مجھے تیری قسم کہ جب کفارمکہ سے لڑنے کے لیےکل میدان جنگ میں نکلوں تو میرے مقابلہ میں ایسا کافر آئے جو سخت حملہ آور اور انتہائی جنگجو ہو اور میں اس سے لڑتے ہوئے برابر زخم کھاتا رہوں یہاں تک کہ وہ مجھے قتل کردے اور کفار میرا شکم پھاڑ ڈالیں اور میری ناک کان کو کاٹ کر میری صورت بگاڑ دیں اور میں جب اسی حالت میں قیامت کے دن تیرے حضور کھڑا کیا جاؤں تو اس وقت تو مجھ سے یہ دریافت فرمائے کہ اے عبداللہ! کس وجہ سے اور کس نے تیری ناک اور کان کو کاٹ ڈالا ہے؟ تو میں یہ جواب عرض کروں کہ اے اللہ! عزوجل تیرے اور تیرے رسول کے دشمنوں نے تیرے اور تیرے رسول کے بارے میں مجھے قتل کر کے میری ناک اور کان کو کاٹ کر میری صورت وشکل بگاڑ دی ہے۔میرا یہ جواب سن کر پھر اے میرے اللہ! عزوجل تو صرف اتنا فرمادے کہ اے عبداللہ! تو سچ کہتا ہے۔

آپ کی یہ دعا حرف بحرف قبول ہوئی چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابة، ص۶۰۳
و اسد الغابة ، عبداللّٰہ بن جحش، ج۳، ص ۱۹۵

اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ہی ان کی دعا پر آمین کہی تھی اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جنگ احد میں کفار نے ان کو شہید کر کے ان کے شکم کو پھاڑ ڈالا اور ان کی ناک، کان اور دوسرے اعضاء کو کاٹ کر ایک دھاگے میں پرو دیا تھا اور اسی حالت میں آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے۔(1)

(کنز العمال، ج۱۶، ص۹۸ واسد الغابہ، ج۳، ص۱۳۱ وغیرہ)

تبصرہ

اللہ اکبر! کس قدر ان شمع نبوت کے پروانوں کو شوق شہادت تھا؟ اس زمانے میں اسے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ ایمانی حرارت کی بے حد کمی ہوگئی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے ۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

﴿۷۲﴾ حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بہت ہی نامور صحابی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ہیں۔ بہت ہی بہادر اور نہایت ہی جنگجو اور سرفروش مجاہد ہیں۔ مسیلمۃ الکذاب سے جنگ کے وقت جس باغ میں یہ جھوٹا مدعی نبوت چھپ کر اپنی فوجوں کی کمان کر رہا تھا، اس باغ کا پھاٹک کسی طرح فتح نہیں ہوتا تھا اور وہاں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی تو آپ نے مسلمان مجاہدین سے فرمایا کہ تم لوگ مجھے اٹھا کر باغ کی دیوار کے اس پار پھینک دو میں اندر جا کر پھاٹک کھول دوں گا۔ چنانچہ مسلمان

1 ......اسد الغابة، عبد اللّٰہ بن جحش، ج۳، ص۱۹۵۔۱۹۶ ملتقطاً

مجاہدوں نے ان کو اٹھا کر دیوار کے اس پار ڈال دیا اور انہوں نے بالکل تنہا دشمنوں سے لڑتے ہوئے باغ کا پھاٹک کھول دیا اور اسلامی فوج باغ میں داخل ہوگئی۔ یہ واقعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران ہوا مگر باغ کا پھاٹک کھولنے کی زبردست لڑائی میں حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر تیر و تلوار اور نیزوں کے زخم جب گنے گئے تو اسّی سے کچھ زائد زخم تھے۔ چنانچہ ان کے علاج کے لئے امیر لشکر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس جگہ ایک ماہ تک رکنا پڑا۔

ان کی ایسی دلیرانہ جاں بازیوں کی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں فوجوں کو سخت تاکید فرماتے رہتے تھے کہ ''خبردار! براء بن مالک کو کبھی فوج کا سپہ سالار نہ بنایا جائے ورنہ وہ ساری قوم کو ہلاکت میں ڈال دیں گے کیونکہ وہ انجام سے بے پرواہ ہو کر دشمنوں کی صفوں میں گھس جاتے ہیں۔'' ان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے بال پراگندہ اور وہ گرد و غبار میں اٹے ہوئے میلے کچیلے رہتے ہیں اور لوگ ان کی پروا بھی نہیں کرتے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس قدر محبوب و مقبول ہوتے ہیں کہ اگر یہ لوگ کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری فرما دے گا اور براء بن مالک انہیں لوگوں میں سے ہیں۔'' یہ بہت ہی خوش آواز بھی تھے اور بہترین حدی خواں تھے جن کے گیتوں کے نغموں پر اونٹ مست ہو کر چلا کرتے تھے اور شتر سوار بھی کیف و نشاط میں رہا کرتے تھے۔ ان کی دلیری اور جوانمردی کے سلسلے میں یہ روایت بہت ہی مشہور ہے کہ عراق کی لڑائیوں میں یہ اپنے بھائی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دشمنوں کے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جو موضع ''حریق'' میں تھا۔

کفار گرم گرم زنجیروں میں لوہے کے آنکڑے لگا کر قلعہ کی دیوار سے مسلمانوں پر ڈالتے تھے اوران کو آنکڑوں میں پھنسا کر اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ان کافروں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آنکڑوں میں پھنسالیا اوراوپر کھینچنے لگے جب حضرت براء بن مالک نے یہ منظر دیکھا تو تڑپ کر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر جلتی ہوئی زنجیر کو پکڑا اور پھر اس رسی کو کاٹ دیا جس میں زنجیر بندھی ہوئی تھی اس طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان بچ گئی مگر حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرم زنجیر کو جو ہاتھ سے پکڑا تو ان کی ہتھیلیوں کا پورا گوشت جل گیا اور سفید سفید ہڈیاں نظر آرہی تھیں۔ ۲۰ھ جنگ تستر میں ایک سو کافروں کو اپنی تلوار سے قتل کر کے خود بھی عروس شہادت سے ہمکنار ہو گئے۔(1) (اسد الغابہ، ج۱،ص۱۷۳ و اصابہ، ج۱،ص۱۴۳)

کرامت

فتح وشہادت ایک ساتھ

ان کی ایک خاص کرامت دعاؤں کی مقبولیت ہے۔منقول ہے کہ ''جنگ تستر'' میں جب طویل جنگ کے باوجود مسلمانوں کو فتح نصیب نہیں ہوئی تو مجاہدین اسلام نے جمع ہو کر ان سے گزارش کی کہ آپ اپنے رب کی قسم دے کر فتح کی دعا مانگیے۔اس وقت آپ نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل میں تجھ کو تیری ہی قسم دے کر دعا کرتا ہوں کہ تو کفار کے بازو ہم لوگوں کے ہاتھوں میں دے دے اور مجھے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

---

(1)......سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب البراء بن مالك، الحدیث: ۳۸۸۰، ج۵، ص۴۵۹ و اسد الغابة، البراء بن مالك، ج۱، ص۲۵۹۔۲۶۰ و الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف الباء، البراء بن مالك بن النضر الانصاری، ج۱، ص۴۱۲۔۴۱۴

علیہ والہ وسلم کے پاس پہنچادے۔فوراً ہی آپ کی دعا مقبول ہوگئی اور اسلامی لشکر فتح یاب ہوگیا اور کفار مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگئے اور آپ اسی لڑائی میں شہادت سے سرفراز ہوکر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار میں باریاب ہوگئے ۔(1)
(اصابہ، ج ۱، ص ۱۴۶)

﴿۷۳﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یمن کے قبیلہ دوس سے ان کا خاندانی تعلق ہے ۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام ''عبد شمس'' تھا مگر جب یہ ۷ ھ میں جنگ خیبر کے بعد دامن اسلام میں آ گئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ یا عبد الرحمٰن رکھ دیا۔ایک دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی آستین میں ایک بلی دیکھی تو آپ نے ان کو یَا اَبَاھُرَیْرَۃَ! (اے بلی کے باپ!) کہہ کر پکارا۔اسی دن سے ان کا یہ لقب اس قدر مشہور ہوگیا کہ لوگ ان کا اصلی نام ہی بھول گئے۔یہ بہت ہی عبادت گزار، انتہائی متقی اور پرہیزگار صحابی ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ یہ روزانہ ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے۔آٹھ سو صحابہ اور تابعین آپ کے شاگرد ہیں۔آپ نے پانچ ہزار تین سو چوہتر حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے چار سو چھیالیس بخاری شریف میں ہیں۔ ۵۹ ھ میں اٹھتر سال کی عمر پاکر مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔(2) (اکمال، ص ۶۲۲ وقسطلانی، ج ۱، ص ۲۱۲ وغیرہ)

---

1 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف الباء، البراء بن مالك، ج ۱، ص ۴۱۴

2 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الهاء، فصل فی الصحابة، ص ۶۲۲
واسد الغابة، ابوهريرة، ج ۶، ص ۳۳۶۔۳۳۷
وارشاد الساری لشرح صحيح البخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان، تحت الحدیث: ۹، ج ۱، ص ۱۵۵

کرامت

کرامت والی تھیلی

ان کو حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے چند چھوہارے عطا فرمائے اور حکم دیا کہ ''ان کو اپنی تھیلی میں رکھ لو اور جب جی چاہے تم اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکالو اور خود کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ مگر خبردار! اس تھیلی کو کبھی خالی کر کے مت جھاڑنا یہ چھوہارے کبھی ختم نہ ہوں گے۔''

سبحان اللہ! یہ تھیلی ایسی بابرکت ہوگئی کہ تیس برس تک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تھیلی میں سے چھوہارے نکال نکال کر کھاتے رہے اور لوگوں کو کھلاتے رہے بلکہ کئی من اس میں سے خیرات بھی کر چکے مگر چھوہارے ختم نہیں ہوئے یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن ہنگاموں کی بھیڑ بھاڑ میں وہ تھیلی کمر سے کٹ کر کہیں گر پڑی جس کا عمر بھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے انتہا صدمہ اور رنج و ملال رہا۔ راستوں میں روتے ہوئے اور نہایت رقت انگیز اور درد بھرے لہجہ میں یہ شعر پڑھتے ہوئے گھومتے پھرتے تھے ؎

لِـلنَّاسِ هَمٌّ وَلِیْ فِی الْیَوْمِ هَمَّانِ

فَقْدُ الْجِرَابِ وَقَتْلُ الشَّیْخِ عُثْمَانِ

(یعنی سب کو آج ایک ہی تو غم ہے مگر مجھے دو غم ہیں۔ ایک غم ہے تھیلی کے گم ہونے کا دوسرا غم حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا۔)[1] (الکلام المبین)

---

1 ......مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تحت الحديث:۵۹۳۳، ج۱۰، ص۲۶۹

﴿۷۴﴾ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ مدینہ منورہ کے باشندہ انصاری ہیں۔ جو خاندان ''بنی عبدالاشہل'' کے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے قبل ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بہت ہی دلیر اور جانباز صحابی ہیں۔ جنگ بدر اور جنگ احد وغیرہ کے تمام معرکوں میں بڑی جرأت وشجاعت کے ساتھ کفار سے جنگ آزما ہوئے۔

''کعب بن اشرف'' یہودی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدترین دشمن تھا، آپ حضرت محمد بن مسلمہ و ابوعبس بن جبر اور ابو نائلہ وغیرہ چند انصاریوں کو اپنے ساتھ لے کر اس کے مکان پر گئے اور اس کو قتل کرڈالا۔ افاضل صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں آپ کا شمار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے حضرت عباد بن بشر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی آواز سنی تو فرمایا کہ اللہ تعالٰی حضرت عباد بن بشر پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ ۱۲ھ کی جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے جبکہ آپکی عمر شریف صرف پینتالیس سال کی تھی۔ (1) (اکمال، ص۶۰۵ و اسدالغابہ، ج۳، ص۱۰۰)

کرامات

لاٹھی روشن ہوگئی

ایک مرتبہ یہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں دربار رسالت سے کافی رات گزرنے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اندھیری رات میں جب راستہ نظر نہیں آیا تو اچانک ان کی لاٹھی ٹارچ کی طرح روشن ہوگئی اور یہ دونوں اس کی روشنی

---

1 ......اسد الغابة، عباد بن بشر بن وقش، ج۳، ص۱۴۸، ۱۴۹

میں چلتے رہے۔ جب دونوں کا راستہ الگ الگ ہوگیا تو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور دونوں روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔(1)

(اسد الغابہ، ج۳، ص۱۰۱)

کرامت والا خواب

جنگ یمامہ میں جبکہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا لشکر مسیلمۃ الکذاب کی فوجوں کے ساتھ مصروف جنگ تھا اور مرتدین بہت ہی کثیر تعداد میں جمع ہوکر بہت سخت جنگ کر رہے تھے۔ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رات میں ایک خواب دیکھا ہے کہ میرے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور جب میں آسمان میں داخل ہوگیا تو دروازے بند کر دیئے گئے۔ میرے اس خواب کی تعبیر یہی ہے کہ ان شاء اللہ تعالٰی مجھے شہادت نصیب ہوگی۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ جنگ یمامہ کے دن حضرت عباد بن بشر زور زور سے یہ اعلان کر رہے تھے کہ مخلص مؤمنین میرے پاس آجائیں۔ اس آواز پر چار سو انصاری ان کے پاس جمع ہوگئے۔

پھر آپ حضرت ابو دجانہ اور حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما کو ساتھ لے کر اس باغ کے دروازے پر حملہ آور ہوئے جہاں سے مسیلمۃ الکذاب اپنی فوجوں کی کمان کر رہا تھا اس حملہ میں انتہائی سخت لڑائی ہوئی یہاں تک کہ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالٰی عنہ شہید ہوگئے۔ ان کے چہرے پر تلواروں کے زخم اس قدر زیادہ لگے تھے کہ کوئی ان کو پہچان نہ سکا ان کے بدن مبارک پر ایک خاص نشان تھا جس کو دیکھ کر لوگوں

---

1 ا د الغابة، عاد بن بشد بن وقش، ۳، ص۱۴۹

نے پہچانا کہ یہ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش ہے۔(1)

(ابن سعد، ج ۳، ص ۴۴۱)

تبصرہ

اللہ اکبر! جہاد میں یہ جوش ایمانی اور یہ جذبہ سرفروشی مشکل ہی سے اس کی مثال ملے گی۔ اس قسم کی جاں نثاریاں صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل ایمان مجاہدین اسلام ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی انہی قربانیوں کا صدقہ ہے کہ آج تمام دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ کاش! دشمنان صحابہ روافض وخوارج ان چمکتی ہوئی ہدایت آفریں روایتوں سے ایمان کا نور حاصل کرتے۔

﴿۷۵﴾ حضرت اسید بن ابی ایاس عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ساریہ بن زنیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے منبر سے پکارا تھا اور وہ نہاوند میں تھے یہ انہی کے بھتیجے ہیں یہ شاعر تھے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن بھاگ کر طائف چلے گئے تھے۔ یہ ان اشتہاری مجرموں میں سے تھے جن کے بارے میں یہ فرمان نبوی تھا کہ یہ جہاں اور جس حال میں ملیں قتل کردیئے جائیں۔ اتفاق سے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طائف میں گزر ہوا جب ملاقات ہوئی تو آپ نے اسید بن ابی ایاس کو بتایا کہ اگر تم بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلو تو تمہاری جان بچ جائے گی۔

---

1 ......الطبقات الکبری لابن سعد، طبقات البد ریین من الانصار...الخ، عباد بن بشر، ج ۳، ص ۳۳٦

اسید یہ سن کر طائف سے اپنے مکان پر آئے اور کرتا پہن کر اور عمامہ باندھ کر خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ کیا آپ نے اسید بن ابی ایاس کا خون مباح فرما دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! انہوں نے عرض کیا کہ اگر وہ مسلمان ہو کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائے تو کیا آپ اس کا قصور معاف فرما دیں گے؟ ارشاد ہوا کہ ہاں! یہ سن کر انہوں نے اپنا ہاتھ حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے دست اقدس میں دے کر کلمہ پڑھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسید بن ابی ایاس میں ہی ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فوراً ہی ایک آدمی کو بھیج کر اعلان کرا دیا کہ اسید بن ابی ایاس مسلمان ہو گئے ہیں اور سرکار رسالت نے ان کو امن کا پروانہ عطا فرما دیا ہے۔ پھر انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا۔[1] (اسد الغابہ، ج۱، ص۸۹)

کرامت

چہرہ سے گھر روشن

جب یہ مسلمان ہو گئے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خوش ہو کر از راہ کرم ان کے چہرے اور سینے پر اپنا منور ہاتھ پھیرا جس سے ان کو یہ کرامت نصیب ہو گئی کہ یہ جب کسی اندھیرے گھر میں قدم مبارک رکھتے تھے تو اس گھر میں ان کے نورانی چہرے کی روشنی سے اجالا ہو جایا کرتا تھا۔[2] (کنز العمال، ج۱۵، ص۲۵۳)

---

1 ......اسد الغابة، اسید بن ابی اناس، ج۱، ص۱۳۸ ملخصاً

و کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحدیث: ۳۶۸۱۹، ج۷، الجزء۱۳، ص۱۲۳

2 ...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحدیث: ۳۶۸۱۹، ج۷، الجزء۱۳، ص۱۲۳

تبصرہ

سبحان اللہ! جب تک سرکارِ رحمت مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان سے ناراض رہے ان کا خون مباح تھا اور کہیں ان کا ٹھکانا نہیں تھا۔ بھاگتے پھرتے تھے اور جان کی امان نہیں ملتی تھی اور جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان سے خوش ہو گئے تو ان کو دنیا میں کرامت اور آخرت میں جنت دونوں جہان کی دولت مل گئی۔ یہ سچ ہے ؎

جس سے تم روٹھو وہ سرگشتۂ دنیا ہو جائے
جس کو تم چاہو وہ قطرہ ہو تو دریا ہو جائے

﴿۷٦﴾ حضرت بشر بن معاویہ بکائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اپنی قوم کے وفد میں اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ انکے والد نے ان سے فرما دیا تھا کہ تم بارگاہ رسالت میں تین باتوں کے سوا کچھ بھی نہ کہنا: ﴿۱﴾ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﴿۲﴾ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم اسلام قبول کر کے آپ کے فرمانبردار بن جائیں۔ ﴿۳﴾ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ ان کی ان تین باتوں کو سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خوش ہو کر جوش محبت میں ان کے چہرے اور سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ (1) (اسد الغابہ، ج۱، ص۱۹۰)

کرامت

ہاتھ ہر مرض کی دوا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جیسے ہی اپنا دست مبارک پھیرا ان کو

---

(1) ......اسد الغابة، بشر بن معاوية، ج ۱، ص ۲۸۳

دو کرامتیں مل گئیں۔ایک تو یہ کہ ہمیشہ کے لیے ان کا چہرہ روشن ہو گیا اور دوسری کرامت یہ ملی کہ یہ جس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے فوراً ہی وہ شفایاب ہو جایا کرتا تھا۔(1)

(کنز العمال، ج۱۵،ص۲۶۷،مطبوعہ حیدرآباد)

حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ''محمد بن بشر'' فخر کے طور پر اس بارے میں اشعار پڑھا کرتے تھے جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

وَاَبِی الَّذِیْ مَسَحَ النَّبِیُّ بِرَأْسِہٖ

وَدَعَا لَہٗ بِالْخَیْرِ وَالْبَرَکَاتِ

(یعنی میرے باپ وہ ہیں جن کے سر پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہاتھ پھیر کر خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔)(2)(اسد الغابہ، ج۱،ص۱۹۰)

﴿۷۷﴾ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آزاد کردہ غلام متبنیٰ ''حضرت زید بن حارثہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ان کی ماں کی کنیت ''ام ایمن'' اور نام ''برکہ'' تھا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ''محبوب رسول'' ہے۔وفات اقدس کے وقت ان کی عمر صرف بیس سال کی تھی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اس لشکر کا سپہ سالار بنایا تھا جو رومیوں سے جنگ کے لئے جا رہا تھا اور جس لشکر میں تمام بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اقدس کی وجہ سے یہ لشکر واپس آ گیا مگر پھر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اس لشکر کو بھیجا جو فتح یاب ہو کر آیا۔چونکہ یہ ''محبوب رسول'' تھے اسی لئے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ

---

1 ...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحدیث:۳۶۸۵۶،ج۷، الجزء۱۳،ص۱۲۳

2 ...... اسدالغابة،بشر بن معاوية،ج۱،ص۲۸۳

تعالٰی عنہ ان کا بے حد اکرام و احترام فرماتے تھے۔ جب آپ نے اپنے دورِ خلافت میں مجاہدین کی تنخواہیں مقرر فرمائیں تو ان کی تنخواہ ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائی اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تنخواہ صرف تین ہزار درہم مقرر فرمائی۔ صاحبزادے نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! آپ نے حضرت اسامہ کی تنخواہ مجھ سے زیادہ کیوں مقرر فرمائی جبکہ وہ کسی جہاد میں بھی مجھ سے آگے نہیں رہے؟ اس کے جواب میں امیر المؤمنین نے فرمایا: اس لئے کہ اُسامہ کے باپ ''زید'' تمہارے باپ ''عمر'' سے زیادہ رسول خدا عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے محبوب تھے اور ''اسامہ'' تم سے زیادہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے محبوب ہیں۔ (1)

(کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۴۱ و اکمال، ص ۵۰۵)

بے ادبی کرنے والے کافر ہو گئے

حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے حجۃ الوداع میں طواف زیارت کو اس لئے کچھ مؤخر کر دیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کسی حاجت کی وجہ سے کہیں چلے گئے تھے تھوڑی دیر کے بعد حضرت اسامہ واپس آئے لوگوں نے دیکھا کہ چپٹی ناک اور کالے رنگ کا ایک لڑکا ہے تو یمن کے کچھ لوگوں نے حقارت کے انداز میں یہ کہا کہ کیا اسی چپٹی ناک والے کالے لڑکے کی وجہ سے آج ہم لوگوں کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے طواف زیارت سے روک رکھا تھا؟ اس طرح ان یمن والوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بے ادبی کی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اسامہ رضی

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الھمزۃ، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۵
کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث: ۳۶۷۸۹، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۱۸
و اسد الغابۃ، اسامۃ بن زید، ج ۱، ص ۱۰۴

اللہ تعالٰی عنہ کی اس بے ادبی کرنے ہی کا وبال تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد یمن کے یہ بے ادبی کرنے والے لوگ کافر و مرتد ہو گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فوجوں نے ان لوگوں سے جہاد کیا تو کچھ ان میں سے توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔(1) (کنز العمال، ج۱۵، ص۲۴۳)

﴿۷۸﴾ حضرت نابغہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

''نابغہ'' ان کا لقب ہے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے ان کا نام ''قیس بن عبداللہ'' اور بعض نے ''حبان بن قیس'' بتایا ہے۔ یہ زمانہ جاہلیت میں بہت اچھے شاعر تھے مگر تیس برس کے بعد شعر گوئی بالکل چھوڑ دی۔ اس کے بعد جب دوبارہ شعر کہنا شروع کیا تو اس قدر بلند مرتبہ اور باکمال شاعر ہو گئے کہ ان کے ہم عصروں نے ان کو ''نابغہ'' (بہت ہی ماہر) کا لقب دے دیا۔ ایک سو اسی برس کی عمر پائی۔(2)

(حاشیہ کنز العمال، ج۱۶، ص۲۱۱، مطبوعہ حیدر آباد)

کرامت

سو برس تک دانت سلامت

انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کو چند اشعار سنائے جو آپ کو بہت ہی زیادہ پسند آئے۔ آپ نے خوش ہو کر ان کو یہ دعا دی: ''اللہ تعالٰی تیرے منہ کو نہ توڑے'' اس دعاءِ نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت ملی کہ تمام عمر ان کے دانت سلامت رہے اور اولے کی طرح صاف اور چمکدار ہی رہے۔ حضرت ابو یعلی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے

---

1 ...... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الحديث: ۳۶۷۹۵، ج۷، الجزء۱۳، ص۱۱۹

2 ...... الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف النون، النابغة الجعدی، ج۶، ص۳۰۸-۳۰۹

ہیں کہ میں نے حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت دیکھا جب کہ وہ سو برس کے ہو گئے تھے مگر ان کے تمام دانت سلامت تھے۔[1] (بیہقی واصابہ، ج۳،ص۵۳۹)

﴿۷۹﴾ حضرت عمرو بن طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اپنے باپ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں آکر اسلام سے مشرف ہوئے اور تمام عمر مدینہ منورہ ہی میں رہے۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں جبکہ مرتدین سے جہاد کیلئے مسلمانوں کا لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو یہ دونوں باپ بیٹے بھی اس لشکر میں شامل ہو کر جہاد کے لئے چل پڑے۔ چنانچہ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے اور حضرت عمرو بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور شدید طور پر زخمی ہو گئے لیکن صحت یاب ہو گئے۔

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یرموک کا معرکہ درپیش ہوا تو حضرت عمرو بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس جہاد میں مجاہدانہ شان کے ساتھ گئے اور کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت سے سیراب ہوئے۔[2]

(اسد الغابہ، ج۴،ص۱۱۵)

کرامت

نورانی کوڑا

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے گھوڑا ہانکنے کے کوڑے کے بارے میں دعا فرما دی تو ان کا کوڑا رات کی تاریکی میں اس طرح روشن ہو جایا کرتا تھا کہ یہ اسی کی

---

1 ……الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف النون، النابغة الجعدی، ج٦، ص٣١١
ودلائل النبوة للبیهقی، باب ماجاء فی دعائه لنابغة...الخ، ج٦، ص٢٣٢، ٢٣٣

2 ……اسد الغابة، عمرو بن الطفیل، ج٤، ص٢٥٨ وطفیل بن عمرو، ج٣، ص٧٨

روشنی میں راتوں کو چلتے پھرتے تھے۔[1] (کنز العمال، ج۱۶،ص۱۶۰،مطبوعہ حیدر آباد)

﴿۸۰﴾ حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ زمانۂ جاہلیت میں حج کرنے گئے تو مکہ مکرمہ میں ایک خواب دیکھا اور ایک غیبی آواز سنی جس میں ان کو نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دلائی گئی۔ یہ اس خواب سے بے حد متأثر ہوئے اور نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد کے منتظر رہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو انہوں نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور پھر اپنی قوم میں آکر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔ پھر ان مسلمانوں کو ساتھ لے کر بارگاہ نبوت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ بہت ہی بہادر مجاہد بھی تھے اور اکثر اسلامی جہادوں میں شمشیر بکف ہوکر کفار سے جنگ بھی کی۔ آخر میں مدینہ منورہ سے ملک شام میں جا کر سکونت اختیار کرلی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں وفات پائی۔[2] (اکمال،ص۶۰۷ و کنز العمال، ج۱۶،ص۱۱۵)

کرامت

دشمن بلاؤں میں گرفتار

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ مستجاب الدعوات تھے یعنی ان کی دعائیں بہت

---

1 ...... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، عمرو بن الطفيل رضى الله عنه، الحديث:۳۷۴۳۷، ج۷، الجزء ۱۳، ص۲۳۸

2 ...... كنز العمال، كتاب الفضائل، فضائل الصحابة، عمرو بن مرة الجهنى، الحديث: ۳۷۲۸۹، ج۷، الجزء ۱۳، ص۲۱۴

و الاكمال فى اسماء الرجال، حرف العين، فصل فى الصحابة، ص۶۰۷

زیادہ اور بہت جلد مقبول ہوا کرتی تھیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لے گئے تو ایک شخص نے ان کی بہت زیادہ ہجو اور مذمت کی اور ان کی شان میں توہین آمیز الفاظ بکنے لگا اور آپ کو جھوٹا کہنے لگا۔ اس وقت آپ نے مجروح قلب کے ساتھ اس طرح دعا مانگی: یا اللہ! عزوجل اس کی زندگی کو تلخ بنا دے اور اس کی زبان کو گونگی اور اس کی آنکھوں کو اندھی کر دے۔ آپ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ یہ شخص گونگا اور اندھا ہو گیا اور اس قدر بوڑھا ہو گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے اور زبان کے شل ہو جانے سے اس کو کسی چیز کا مزہ محسوس نہیں ہوتا تھا۔(1)

﴿۸۱﴾ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ

یہ انصاری ہیں اور ان کا وطن مدینہ منورہ ہے۔ انہوں نے قبیلہ بنی حارث بن خزرج میں اپنا گھر بنا لیا تھا۔ یہ بہت ہی پرہیزگار اور عبادت گزار صحابی ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت کے درمیان آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔(2) (بیہقی، اسد الغابہ، ج۲، ص۲۲۷)

کرامت

موت کے بعد گفتگو

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن خارجہ صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ مدینہ منورہ کے بعض راستوں میں ظہر و عصر کے درمیان چلے جا رہے تھے کہ

---

1 ...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، عمرو بن مرة الجهنی، الحدیث: ۳۷۲۸۹، ج۷، الجزء ۱۳، ص۲۱۵

2 ......اسد الغابة، زید بن خارجة، ج۲، ص۳۳۹
ودلائل النبوة للبیهقی، باب ماجاء فی شهادة...الخ، ج۶، ص۵۵-۵۶ ملتقطاً

ناگہاں گر پڑے اور اچانک ان کی وفات ہوگئی۔ لوگ انہیں اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور ان کو لٹا کر کمبل اوڑھا دیا۔

جب مغرب وعشاء کے درمیان کچھ عورتوں نے رونا شروع کیا تو کمبل کے اندر سے آواز آئی: ''اے رونے والیو! خاموش رہو۔''

یہ آواز سن کر لوگوں نے ان کے چہرے سے کمبل ہٹایا تو وہ بے حد دردمندی سے نہایت ہی بلند آواز سے کہنے لگے: ''حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نبی امی خاتم النبیین ہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔'' اتنا کہہ کر کچھ دیر تک بالکل ہی خاموش رہے پھر بلند آواز سے یہ فرمایا: ''سچ کہا، سچ کہا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ ہیں، قوی ہیں، امین ہیں، گو بدن میں کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے کام میں قوی تھے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں ہے۔'' اتنا فرمانے کے بعد پھر ان کی زبان بند ہوگئی اور تھوڑی دیر تک بالکل خاموش رہے پھر ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوگئے اور وہ زور زور سے بولنے لگے: ''سچ کہا، سچ کہا درمیان کے خلیفہ اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے نہ اس کی کوئی پروا کرتے تھے اور وہ لوگوں کو اس بات سے روکتے تھے کہ کوئی قوی کسی کمزور کو کھا جائے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔''

اس کے بعد پھر وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوگئے اور زور زور سے بولنے لگے: ''سچ کہا، سچ کہا حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو امیر المؤمنین ہیں اور مؤمنوں پر رحم فرمانے والے ہیں۔ دو باتیں گزر گئیں

اور چار باقی ہیں جو یہ ہیں: ﴿۱﴾ لوگوں میں اختلاف ہوجائے گا اور ان کے لیے کوئی نظام نہ رہ جائے گا۔ ﴿۲﴾ سب عورتیں رونے لگیں گی اور ان کی پردہ دری ہوجائے گی۔ ﴿۳﴾ قیامت قریب ہوجائے گی۔ ﴿۴﴾ بعض آدمی بعض کو کھا جائے گا۔'' اس کے بعد ان کی زبان بالکل بند ہوگئی۔(1)

(طبرانی والبدایہ والنہایہ، ج۶،ص۱۵۶ و اسد الغابہ، ج۲،ص۲۲۷)

﴿۸۲﴾ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ

ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور شجرہ نسب یہ ہے: رافع بن خدیج بن عدی بن زید بن جشم بن حارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس۔ یہ انصاری ہیں اور ان کا وطن مدینہ منورہ ہے۔ یہ جنگ بدر میں کفار سے لڑنے کے لیے آئے تو ان کو کم عمری کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے لشکر میں شامل کرنے سے انکار کر دیا لیکن جنگ احد میں اسلامی فوج میں شامل کر لئے گئے اور خوب جم کر کفار سے لڑتے رہے۔ پھر جنگ خندق وغیرہ اکثر لڑائیوں میں یہ مصروف جہاد رہے۔ عمر بھر مدینہ منورہ ہی میں رہے اور اسلامی لڑائیوں میں سر بکف اور کفن بردوش ہو کر کافروں سے لڑتے رہے اور اپنی قوم کے سردار اور مکھیہ بھی رہے۔ ۷۳ھ یا ۷۴ھ میں چھیاسی برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی۔(2)

(اکمال،ص۵۹۴ و کنز العمال، ج۱۶،ص۵ و اسد الغابہ، ج۲،ص۱۵۱)

---

1 ......اسد الغابة، زيد بن خارجة، ج۲، ص۳۳۹

ودلائل النبوة للبيهقى، باب ماجاء فى شهادة...الخ، ج۶، ص۵۵-۵۸ ملتقطاً

2 ......اسد الغابة، رافع بن خديج، ج۲، ص۲۲۳-۲۲۵ ملتقطاً

والاكمال فى اسماء الرجال، حرف الراء، فصل فى الصحابة، ص۵۹۴

کرامت

برسوں حلق میں تیر چبھا رہا

۳ھ میں جنگ احد میں کفار نے آپ کے حلق پر تیر مارا اور یہ تیر آپ کے حلق میں چبھ گیا، ان کے چچا ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو ہم اس تیر کو نکال دیں اور اگر تم کو شہادت کی تمنا ہو تو تم اس تیر کو نہ نکلواؤ تم جب بھی اور جہاں کہیں بھی وفات پاؤ گے شہیدوں کی صف میں تمہارا شمار ہوگا۔ انہوں نے درجہ شہادت کی آرزو میں تیر نکلوانا پسند نہیں کیا اور اسی حالت میں ستر برس تک زندہ رہے اور زندگی کے تمام معمولات پورے کرتے رہے یہاں تک کہ لڑائیوں میں کفار سے جنگ بھی کرتے رہے اور ان کو کسی قسم کی اس تیر کی وجہ سے تکلیف بھی نہیں رہتی تھی لیکن ستر برس کی مدت کے بعد ۷۳ھ میں تیر کا یہ زخم خود بخود پھٹ گیا اور اسی زخم کی حالت میں ان کا وصال ہو گیا۔ بلاشبہ یہ ان کی بہت بڑی کرامت ہے جو بہت زیادہ مشہور ہے۔(1)

(کنز العمال وحاشیہ کنز العمال، ج۱۶،ص۵ واسد الغابہ، ج۲،ص۱۵۱)

﴿۸۳﴾ حضرت محمد بن ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت محمد بن ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کے شکم میں تھے تو ان کے والد نے ان کی والدہ کو طلاق دے دی۔ ان کی والدہ

---

(1)...... كنز العمال، كتاب الفضائل، فضائل الصحابة، رافع بن خديج رضى الله عنه، الحديث: ۳۷۰۴۵، ج۷، الجزء۱۳، ص ۱۷۰

و اسد الغابة، رافع بن خديج، ج ۲، ص۲۲٤ ۲۲۵ ملتقطاً

نے غصہ میں ان کی پیدائش کے بعد یہ قسم کھالی کہ میں اس بچے کو ہرگز ہرگز دودھ نہیں پلاؤں گی اس کا باپ اس کو دودھ پلانے کا انتظام کرے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دربارِ نبوت میں لائے اور پورا واقعہ عرض کیا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس بچے کو اپنی آغوش رحمت میں لے کر پہلے اپنا مقدس لعاب دہن اس بچے کے منہ میں ڈالا پھر عجوہ کھجور چبا کر اس بچے کے منہ میں ڈالی اور ''محمد'' نام رکھا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو گھر لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس بچے کو رزق دینے والا ہے۔(1)

کرامت

بچے کو دودھ کیسے ملا

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچے کو گود میں لئے ہوئے کسی دودھ پلانے والی عورت کی تلاش میں سرگرداں تھے مگر کوئی دودھ پلانے والی عورت نہیں ملی۔ یہ اسی فکر میں حیران و پریشان پھر رہے تھے کہ ناگہاں ایک عربی عورت ان سے ملی اور پوچھا کہ ثابت بن قیس کون شخص ہیں؟ اور ان سے کہاں ملاقات ہوگی؟ انہوں نے پوچھا: تم کو ثابت بن قیس سے کیا کام ہے؟ عورت نے کہا: میں نے گزشتہ رات یہ خواب دیکھا کہ میں ثابت بن قیس کے بچے کو دودھ پلا رہی ہوں یہ سن کر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ثابت بن قیس میں ہی ہوں اور میرا لڑکا ''محمد'' یہی

---

1 ......اسد الغابة، محمد بن ثابت، ج٥، ص٨٥
وكنزالعمال، كتاب الفضائل، فضائل الصحابة، محمد بن ثابت، الحديث: ٣٧٥١١، ج٧، الجزء١٣، ص٢٥٣

ہے جو میری گود میں ہے۔عورت نے فوراً بچے کو گود میں لے لیا اور دودھ پلانے لگی۔محمد بن ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۳ھ میں جنگ حرہ کے دن مدینہ منورہ میں یزید بن معاویہ کی منحوس فوجوں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔(1)

(کنز العمال وحاشیہ کنز العمال، ج۱۶،ص۱۹۹ واسد الغابہ، ج۴،ص۳۱۳)

﴿۸۴﴾ حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کرامت

چہرہ آئینہ بن گیا

حیان بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر ایک مرتبہ اپنا دست مبارک پھیرا۔ اس کے بعد ان کو یہ کرامت مل گئی کہ یہ بہت ہی بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کے بدن کے ہر حصے پر ضعیفی کے آثار نمودار تھے لیکن ان کے چہرے پر بدستور جوانی کا جمال باقی تھا اور ان کا چہرہ اس قدر چمکتا تھا کہ میں ان کی وفات کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ایک عورت ان کے سامنے سے گزری اس وقت میں نے اس عورت کا عکس ان کے چہرے میں اس طرح دیکھ لیا گویا میں آئینہ میں اسکا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔(2)

(اصابہ، ج۳،ص۲۲۵)

---

1 ......اسد الغابة، محمد بن ثابت، ج۵، ص۸۵

وکنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، محمد بن ثابت، الحدیث: ۳۷۵۱۱، ج۷، الجزء۱۳، ص۲۵۳

والکامل فی التاریخ، سنة ثلاث وستین، ذکر وقعة الحرة، ج۳، ص۴۵۹

2 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف القاف، قتادة بن ملحان، ج۵، ص۳۱۷

﴿۸۵﴾ حضرت معاویہ بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے ان کے والد کا نام ''معاویہ'' اور بعض نے ''مقرن'' لکھا ہے۔ اسی طرح ان کے قبیلہ کے نام میں بھی اختلاف ہے کہ یہ ''مزنی'' یا ''لیثی'' ہیں۔ حضرت ابوعمر نے اس قول کو درست قرار دیا ہے کہ یہ ''معاویہ بن مقرن مزنی'' ہیں۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت غزوہ تبوک میں تشریف فرما تھے ان کا وصال ہو گیا۔

کرامت

دو ہزار فرشتے نماز جنازہ میں

ان کی یہ مشہور کرامت ہے کہ جب مدینہ منورہ میں انکی وفات ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مقام تبوک میں اتر کر دربار رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) معاویہ مزنی کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا ہے اور ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں بے شک ضرور ہم لوگ نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس قدر زور سے اپنا بازو زمین پر مارا کہ تمام شجر وحجر، ٹیلے اور پہاڑیاں ملنے لگیں اور تمام حجابات اس طرح اٹھ گئے کہ ان کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے آ گیا اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تیس ہزار مجمع کے علاوہ فرشتوں کی بھی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ایک ایک ہزار فرشتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر صف میں ساٹھ ہزار فرشتے تھے۔ نماز کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت جبرائیل

علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس صحابی کو اتنا عظیم رتبہ کون سے عمل کی وجہ سے عطا فرمایا؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یہ شخص سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے بے حد محبت رکھتا تھا اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اس سورہ کی تلاوت کیا کرتا تھا۔(1) (اسد الغابہ، ج۴، ص۳۸۹)

تبصرہ

اللہ اکبر! سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) کی تلاوت کرنے والوں کی فضیلت اور ان کے اجر وثواب اور فضل وکرامت کا کیا کہنا؟ خداوند کریم جل وعلا ہم مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ اس مقدس سورہ کی تلاوت کا شرف عطا فرمائے۔ (آمین)

﴿۸۶﴾ حضرت اہبان بن صیفی غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو مسلم ہے۔ ان کی صاحبزادی حضرت عدیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جنگ کی نوبت آن پڑی تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے والد کے مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اس جنگ میں میرا ساتھ دو اور اب تک تم کو کون سی چیز میری حمایت سے روکے ہوئے ہے؟ تو میرے والد حضرت اہبان بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! بس صرف یہی ایک رکاوٹ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے اہبان! جب مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگیں تو تم اس وقت لکڑی کی تلوار بنا لینا۔ چنانچہ میں نے ارشاد نبوی کے مطابق لکڑی کی تلوار بنالی ہے۔ آپ دیکھئے وہ لٹک رہی ہے۔ اب

---

1 ......اسد الغابة، معاوية بن معاوية، ج٥، ص٢٢٦، ٢٢٧

لکڑی کی تلوار سے بھلا میں کس طرح جنگ کرسکتا ہوں؟ یہ کہہ کر وہ بالکل ہی اس لڑائی میں غیر جانبدار بن گئے۔

کرامت

قبر سے کفن واپس

یہ صاحب کرامت صحابی تھے۔ چنانچہ ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں فقط دو ہی کپڑے دیئے جائیں مگر لوگوں نے ان کی وصیت پر عمل نہیں کیا اور ان کے کفن میں تین کپڑے شامل کر کے ان کو دفن کر دیا۔ گھر والے جب صبح کو نیند سے بیدار ہوئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تیسرا کپڑا قبر سے واپس ہو کر کھونٹی پر لٹک رہا ہے۔(1) (اسد الغابہ، ج۱، ص۱۳۸)

﴿۸۷﴾ حضرت نَضْلَہ بن معاویہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کرامت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی

حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ قادسیہ میں امیر لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں جہاد کے لیے تشریف لے گئے۔ ناگہاں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان آیا کہ حضرت نضلہ بن معاویہ کو ''حلوان العراق'' میں جہاد کے لیے بھیج دیا جائے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان کو تین سو مجاہدین کا افسر بنا کر بھیج دیا اور انہوں نے مجاہدانہ حملہ کر کے ''حلوان العراق'' کی بہت سی بستیوں کو فتح کر لیا اور بہت زیادہ مال غنیمت لے کر وہاں سے روانہ ہوئے۔

---

1 ......اسد الغابة، اهبان بن صيفي، ج ۱، ص ۲۰۷

درمیان راہ میں ایک پہاڑ کے پاس نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان پڑھی اور جیسے ہی اللہ اکبر! اللہ اکبر! کہا تو پہاڑ کے اندر سے کسی جواب دینے والے نے بلند آواز سے کہا: لَقَدْ كَبَّرْتَ كَبِيْرًا يَانَضْلَةُ اسی طرح آپ کی پوری اذان کے ہر ہر کلمہ کا جواب پہاڑ کے اندر سے سنائی دیتا رہا۔ آپ حیران رہ گئے کہ آخر اس پہاڑ کے اندر کون ہے جو میرا نام لے کر اذان کا جواب دے رہا ہے۔ پھر آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے شخص! خدا تم پر رحم فرمائے تو کون ہے؟ تو فرشتہ ہے یا جن یا رجال الغیب میں سے ہے؟ جب تو نے اپنی آواز ہم کو سنا دی ہے تو پھر اپنی صورت بھی ہم کو دکھا دے کیونکہ ہم لوگ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نمائندہ ہیں آپ کے یہ فرماتے ہی پہاڑ پھٹ گیا اور اس کے اندر سے ایک نہایت ہی بوڑھے اور بزرگ آدمی نکل پڑے اور انہوں نے سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا: آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صحابی اور ان کا وصی ہوں۔ میرے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے لئے درازی عمر کی دعا فرما دی ہے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم میرے آسمان سے اترنے کے وقت تک اسی پہاڑ میں مقیم رہنا۔ چنانچہ میں اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے انتظار میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ آپ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے میرا سلام کہہ دیں اور میرا یہ پیغام بھی پہنچا دیں کہ اے عمر! صراط مستقیم پر قائم رہو اور خدا کا قرب ڈھونڈتے رہو۔ پھر چند دوسری نصیحتیں فرما کر وہ بزرگ ایک دم اسی پہاڑ میں غائب ہو گئے۔

حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سارا واقعہ حضرت سعد بن ابی

وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لکھ کر بھیجا اور انہوں نے اس کی اطلاع دربار خلافت میں بھیج دی تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام یہ فرمان بھیجا کہ تم اپنے پورے لشکر کے ساتھ ''حلوان العراق'' میں اس پہاڑ کے پاس جاؤ اگر تمہاری ان بزرگ سے ملاقات ہو جائے تو ان سے میرا اسلام کہہ دینا۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ اس مقام پر پہنچے اور چالیس دن تک مقیم رہے مگر پھر وہ بزرگ نہ ظاہر ہوئے نہ ان کی آواز کسی نے سنی۔[1] (ازالۃ الخفاء، مقصد۲، ص۱۶۷تا۱۶۸)

تبصرہ

وہ بزرگ بھلا کیونکر اور کس طرح پھر ظاہر ہوتے؟ ان سے ملاقات اور شرف ہم کلامی کی کرامت تو حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نصیب میں لکھی ہوئی تھی جو انہیں مل گئی۔ مثل مشہور ہے کہ: لِكُلِّ رَجُلٍ نَصِيبٌ وَّالنَّصِيبُ يُصِيبُ.

﴿۸۸﴾ حضرت عمیر بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انصار کے قبیلہ اوس سے ان کا خاندانی تعلق ہے اور ان کا اصلی وطن مدینہ منورہ ہے۔ ملک شام کی فتوحات کے سلسلے میں جتنی لڑائیاں ہوئیں ان سب جنگوں میں انہوں نے بڑے بڑے بہادرانہ کارنامے انجام دیئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو ملک شام میں حمص کا گورنر مقرر فرما دیا تھا یہ اس قدر عابد و زاہد تھے کہ ان کی عبادت و ریاضت اور ان کا زہد و تقویٰ حد کرامت کو پہنچا ہوا تھا یہاں تک کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش! ''عمیر بن سعد''

---

1 ......ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مقصد دوم، الفصل الرابع، ج٤، ص٩١۔٩٣ ملتقطاً

جیسے چند اشخاص مجھے مل جاتے جن کو میں مسلمانوں پر حاکم بناتا۔(1)

(حاشیہ کنز العمال، ج۱۶،ص۱۶۲بحوالہ ابن سعد)

کرامت

زاہدانہ زندگی

ان کی زاہدانہ وعابدانہ زندگی بلاشبہ ایک بہت بڑی کرامت ہے جس کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمایئے:

محمد بن مزاحم کہتے ہیں کہ جن دنوں حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''حمص'' کے گورنر تھے، ناگہاں ان کے پاس امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک فرمان پہنچا جس کا مضمون یہ تھا:

''اے عمیر بن سعد! ہم نے تم کو ایک اہم عہدہ سپرد کر کے ''حمص'' بھیجا تھا مگر کچھ پتہ نہیں چلا کہ تم نے اپنے اس عہدہ کو خوش اسلوبی کے ساتھ سنبھالا ہے یا نہیں لٰہذا جس وقت میرا یہ فرمان تمہارے پاس پہنچے فوراً جس قدر مال غنیمت تمہارے خزانے میں جمع ہے سب کو اونٹوں پر لدوا کر اور اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ چلے آؤ اور میرے سامنے حاضر ہو جاؤ۔''

دربار خلافت کا یہ فرمان پڑھ کر فوراً ہی آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی لاٹھی میں اپنی چھوٹی سی مشک اور خوراک کی تھیلی اور ایک بڑا پیالہ لٹکا کر لاٹھی کندھے پر رکھی اور ملک شام سے پیدل چل کر مدینہ منورہ پہنچے اور دربار خلافت میں حاضر ہو گئے اور امیر المؤمنین کو سلام کیا۔ امیر المؤمنین نے ان کو اس خستہ حالی میں دیکھا تو حیران رہ

1 ......اسد الغابة، عمیر بن سعد، ج٤، ص ٣١١ ـ ٣١٣ ملتقطاً

گئے اور فرمایا: کیوں اے عمیر بن سعد! تمہارا حال اتنا خراب کیوں ہے؟ کیا تم بیمار ہوگئے تھے؟ یا تمہارا شہر بدترین شہر ہے؟ یا تم نے مجھے دھوکہ دینے کے لیے یہ ڈھونگ رچایا ہے؟ امیر المؤمنین کے ان سوالوں کو سن کر انہوں نے نہایت ہی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کے چھپے ہوئے حالات کی ''جاسوسی'' سے منع نہیں فرمایا؟ آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ میرا خراب حال ہے؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ میں بالکل تندرست و توانا ہوں اور اپنی پوری دنیا کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے آپ کے دربار میں حاضر ہوں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: اے عمیر بن سعد! دنیا کا کون سا سامان تم لے کر آئے ہو؟ میں تو تمہارے ساتھ کچھ بھی نہیں دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! دیکھئے یہ میری خوراک کی تھیلی ہے، یہ میری مشک ہے جس سے میں وضو کرتا ہوں اور اسی میں اپنے پینے کا پانی رکھتا ہوں اور یہ میرا پیالہ ہے اور یہ میری لاٹھی ہے جس سے میں اپنے دشمنوں سے بوقت ضرورت جنگ بھی کرتا ہوں اور سانپ وغیرہ زہریلے جانوروں کو بھی مار ڈالتا ہوں۔ یہ سارا سامان میری دنیا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ سن کر امیر المؤمنین نے فرمایا: اے عمیر بن سعد! خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے تم تو عجیب ہی آدمی ہو۔

پھر امیر المؤمنین نے رعایا کا حال دریافت فرمایا اور مسلمانوں کی اسلامی زندگی اور ذمیوں کے بارے میں پوچھ گچھ فرمائی تو انہوں نے جواب دیا کہ میری حکومت کا ہر مسلمان ارکان اسلام کا پابند اور اسلامی زندگی کے رنگ میں رنگا ہوا ہے اور میں ذمیوں سے جزیہ لے کر ان کی پوری پوری حفاظت کرتا ہوں اور میں اپنے عہدہ کی ذمہ داریوں کو نباہنے کی بھرپور کوشش کرتا رہا ہوں۔

پھر امیر المؤمنین نے خزانہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ خزانہ کیسا؟ میں ہمیشہ مالدار مسلمانوں سے زکوٰۃ وصدقات وصول کر کے فقراء ومساکین میں تقسیم کر دیا کرتا ہوں اگر میرے پاس فاضل مال بچتا تو میں ضرور اس کو آپ کے پاس بھیج دیتا۔

پھر امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اے عمیر بن سعد! تم ''حمص'' سے مدینہ منورہ تک پیدل چل کر آئے ہو اگر تمہارے پاس کوئی سواری نہیں تھی تو کیا تمہاری سلطنت کی حدود میں مسلمانوں اور ذمیوں میں بھلا آدمی کوئی بھی نہیں تھا جو تم کو سواری کا ایک جانور دے دیتا؟ آپ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ میری امت میں کچھ ایسے حاکم ہوں گے کہ اگر رعایا خاموش رہے گی تو یہ حکام ان کو برباد کریں گے اور اگر رعایا فریاد کرے گی تو یہ حکام ان کی گردنیں اڑا دیں گے اور میں نے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ تم لوگ اچھی باتوں کا حکم دیتے رہو اور بری باتوں سے منع کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط فرما دے گا جو بدترین انسان ہوں گے۔ اس وقت نیک لوگوں کی دعائیں مقبول نہیں ہوں گی۔ اے امیر المؤمنین! میں ان برے حاکموں میں سے ہونا پسند نہیں کرتا اس لئے مجھے پیدل چلنا گوارا ہے مگر اپنی رعایا سے کچھ طلب کرنا یا ان کے عطیوں کو قبول کرنا ہرگز ہرگز پسند نہیں ہے۔

اس کے بعد امیر المؤمنین نے فرمایا: اے عمیر بن سعد! میں تمہاری کارگزاریوں سے بے حد خوش ہوں اس لئے تم اپنی گورنری کے عہدہ پر بحال ہو کر پھر حمص جاؤ اور وہاں جا کر حکومت کرو۔ آپ نے نہایت ہی لجاجت کے ساتھ گڑگڑا کر عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر اب اس عہدہ کو قبول کرنے سے معافی کا

طلب گار رہوں اور اب میں ہرگز ہرگز کبھی بھی اس اہم عہدہ کو قبول نہیں کرسکتا لہٰذا آپ مجھے معاف فرما دیجئے۔

یہ سن کر امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اچھا اگر تم اس عہدہ کو قبول نہیں کرسکتے ہو تو پھر میری طرف سے اجازت ہے کہ تم اپنے گھر والوں میں جا کر رہو۔ چنانچہ یہ مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت کی دوری پر ایک بستی میں جہاں ان کے اہل وعیال رہتے تھے جا کر مقیم ہو گئے۔

اس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد امیر المؤمنین نے ایک سو اشرفیوں کی ایک تھیلی اپنے ایک مصاحب کو جس کا نام ''حبیب'' تھا، یہ کہہ کر دی کہ تم عمیر بن سعد کے مکان پر جا کر تین دن تک مہمان بن کر رہو پھر تیسرے دن یہ تھیلی میری طرف سے ان کی خدمت میں پیش کر کے کہہ دینا کہ وہ ان اشرفیوں کو اپنی ضروریات میں خرچ کریں۔

چنانچہ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشرفیوں کی تھیلی لے کر حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر پہنچے اور امیر المؤمنین کا سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور امیر المؤمنین کی خیریت دریافت کی اور ان کی حکمرانی کی کیفیت کے بارے میں استفسار کیا۔ پھر امیر المؤمنین کے لیے دعائیں کیں۔

حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن تک ان کے مکان پر مقیم رہے اور ہر روز کھانے میں دونوں وقت ایک ایک روٹی اور زیتون کا تیل ان کو ملتا رہا۔ تیسرے دن حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے حبیب! اب تمہاری مہمانی کی مدت ختم ہو گئی لہٰذا آج اب تم اپنے گھر جا سکتے ہو۔ ہمارے گھر میں بس اتنا ہی خوراک کا سامان تھا جو ہم نے خود بھوکے رہ کر تم کو کھلا دیا۔ یہ سن کر حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اشرفیوں کی تھیلی پیش کر دی اور کہا کہ امیر المؤمنین نے آپ کے خرچ کے لیے ان اشرفیوں کو بھیجا ہے۔آپ نے تھیلی ہاتھ میں لے کر یہ ارشاد فرمایا: ''اے حبیب! میں رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صحبت سے سرفراز ہوا لیکن اس وقت دنیا کی دولت سے میرا دامن کبھی داغدار نہیں ہوا پھر میں نے حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اٹھائی لیکن ان کے دور میں بھی دولت دنیا کی آلودگیوں سے میں محفوظ ہی رہا لیکن یہ زمانہ میرے لئے بدترین دور ثابت ہوا کہ میں امیر المؤمنین کے حکم سے مجبور ہو کر بادل ناخواستہ ''حمص'' کا گورنر بنا اور اب امیر المؤمنین نے یہ دنیا کی دولت میرے گھر میں بھیج دی ہے۔''

اتنا کہتے کہتے ان کی آواز بھرا گئی اور وہ چیخ مار کر زار زار رونے لگے اور ان کے آنسوؤں کی دھار ان کے رخسار پر موسلا دھار بارش کی طرح بہنے لگی اور انہوں نے اشرفیوں کی تھیلی واپس کر دی۔ یہ دیکھ کر گھر میں سے ان کی بیوی صاحبہ نے کہا کہ آپ اس تھیلی کو واپس نہ کیجئے کیونکہ یہ جانشینِ پیغمبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عطیہ ہے۔اس کو رد کر دینے سے حضرت امیر المؤمنین کی بہت بڑی دل شکنی ہوگی اور یہ آپ کی شان کے لائق نہیں ہے کہ آپ حضرت امیر المؤمنین کے قلب کو صدمہ پہنچائیں۔اس لئے آپ اس تھیلی کو لے کر حاجت مندوں کو دے دیجئے۔ بیوی صاحبہ کے مخلصانہ مشورہ کو قبول کرتے ہوئے آپ نے تھیلی اپنے پاس رکھ لی اور فوراً ہی فقراء و مساکین کو بلا کر تمام اشرفیوں کو تقسیم کر دیا اور اس میں سے ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔

حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر جب حضرت امیر المؤمنین سے سارا ماجرا عرض کیا تو امیر المؤمنین پر بھی رقت

طاری ہوگئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور دیر تک روتے رہے۔ پھر جب ان کے آنسو تھم گئے تو فوراً ہی ان کی طلبی کے لئے ایک فرمان لکھا اور ایک قاصد کے ذریعے یہ فرمان ان کے گھر بھیج دیا۔

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمان پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ امیر المؤمنین کے حکم کی اطاعت مجھ پر واجب ہے۔ یہ کہا اور فوراً پیدل مدینہ منورہ کے لئے گھر سے نکل پڑے اور تین دن کا سفر کر کے دربار خلافت میں حاضر ہو گئے۔

امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اے عمیر بن سعد! جو اشرفیاں میں نے تمہارے پاس بھیجی تھیں ان کو تم نے کہاں کہاں خرچ کیا؟ عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں نے اسی وقت ان سب اشرفیوں کو خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔

امیر المؤمنین حیرت واستعجاب کے عالم میں ان کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ پھر اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ تم بیت المال میں سے دو کپڑے لاکر عمیر بن سعد کو پہنا دو اور ایک اونٹ پر کھجوریں لاد کر ان کو دے دو۔ آپ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کپڑوں کو تو میں قبول کر لیتا ہوں کیوں کہ میرے پاس کپڑے نہیں ہیں مگر کھجوریں میں ہرگز نہ لوں گا کیونکہ میں ایک صاع کھجوریں اپنے مکان پر رکھ آیا ہوں جو میری واپسی تک میرے اہل وعیال کے لیے کافی ہیں۔ پھر حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین سے رخصت ہوکر اپنے مکان پر چلے آئے اور اس کے چند ہی دنوں بعد ان کا وصال ہوگیا۔

جب امیر المؤمنین کو آپ کی رحلت کی خبر پہنچی تو آپ بے اختیار رو پڑے اور حاضرین سے فرمایا کہ اب تم سب لوگ اپنی اپنی بڑی تمناؤں کو میرے سامنے بیان

کرو۔ فوراً ہی تمام حاضرین نے اپنی اپنی بڑی سے بڑی تمناؤں کو ظاہر کر دیا۔ سب کی تمناؤں کا ذکر سن کر آپ نے فرمایا: لیکن میری سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ کاش! عمیر بن سعد جیسے صاف باطن و پاک باز اور پیکر اخلاص چند مسلمان مجھے مل جاتے تو میں ان سے مسلمانوں کے کاموں میں مدد لیتا۔

اسکے بعد آپ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عمیر بن سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔(1)

(کنزالعمال، ج١٦، ص١٦٢تا١٦٦ مختصرا)

﴿٨٩﴾ حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا اصلی نام جندرہ بن خیشنہ ہے مگر یہ اپنی کنیت ''ابوقرصافہ'' سے زیادہ مشہور ہیں۔ یہ قریشی نسل سے ہیں۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں یتیم بچے تھے اور ان کی والدہ اور خالہ دونوں نے ان کی پرورش کی۔ یہ بچپن میں بکریاں چرانے جایا کرتے تھے اور ان کی والدہ اور خالہ ان کو سخت تاکید کیا کرتی تھیں کہ خبردار! تم مکہ میں کبھی ان کی صحبت میں نہ بیٹھنا جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر یہ بکریاں چراگاہ میں چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ہر روز چلے جایا کرتے اور بکریوں کے چرانے پر زیادہ دھیان نہیں دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ بکریاں لاغر ہو گئیں اور ان کے تھن خشک ہو گئے۔

ان کی والدہ اور خالہ نے جب اس معاملہ کے بارے میں ان سے سخت باز پرس کی تو انہوں نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے

1...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، عمیر بن سعد الانصاری، الحدیث: ٣٧٤٤٢، ج٧، الجزء ١٣، ص٢٣٨ مختصراً

ان بکریوں کے خشک تھنوں پر اپنا دست مبارک لگادیا تو سب بکریوں کے خشک تھن دودھ سے بھر گئے جب ان کی والدہ اور خالہ نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک لگادینے کا واقعہ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مقدس تعلیم اور معجزات کا تذکرہ کر دیا۔

یہ سن کران کی والدہ اور خالہ نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! تم ہم کو بھی ان کے دربار میں لے چلو۔ چنانچہ ان کی والدہ اور خالہ خدمت اقدس میں حاضر ہوگئیں اور جمال نبوت دیکھتے ہی کلمہ پڑھ کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگئیں اور اپنے گھر پہنچ کران دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کلام فرماتے تھے تو ان کے دہن مبارک سے ایک نور نکلتا تھا اور ہم نے حسن اخلاق اور جمال صورت وکمال سیرت کے اعتبار سے کسی انسان کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بہتر اور خوشتر نہیں دیکھا۔

یہ آخری عمر میں ملک شام کے شہر فلسطین میں مقیم ہوگئے تھے اور شاہی محدثین انکے حلقہ درس میں شامل ہوا کرتے تھے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو نسبت کے اعتبار سے ''دلیثی'' تحریر فرمایا ہے اور ان کو ''بنی لیث بن بکر'' کا آزاد کردہ غلام لکھا ہے۔(1) (واللہ تعالیٰ اعلم)

(کنزالعمال، ج۱۶ص۲۲۹، مطبوعہ حیدرآباد و اسد الغابہ، ج۱ص۳۰۷)

---

(1)...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الکنی، ابو قرصافة، الحدیث:۳۷۵۷۷، ج۷، الجزء۱۳، ص۲۶۵

واسدالغابة، جندرة بن خیشنة، ج۱، ص۴۴۹

ومجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب ابی قرصافة واهل بیته، الرقم۱۶۰۷۵، ج۹، ص۶۵۸

کرامت

سینکڑوں میل دور آواز پہنچتی تھی

ان کی یہ کرامت تھی کہ رومی کفار نے ان کے ایک فرزند کو گرفتار کر کے جیل خانہ میں بند کر دیا تھا۔ حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کا وقت آتا تو عسقلان کی چار دیواری پر چڑھتے اور بلند آواز سے پکار کر کہتے کہ اے میرے پیارے بیٹے! نماز کا وقت آ گیا ہے اوران کی اس پکار کو ہمیشہ ان کے صاحبزادے سن لیا کرتے تھے حالانکہ وہ سینکڑوں میل کی دوری پر رومیوں کے قید خانہ میں قید تھے۔(1) (طبرانی)

تبصرہ

یہ کرامت امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے بزرگوں سے بھی منقول ہے اور یہ کرامت بھی اس امر کی دلیل ہے کہ محبوبانِ خدا ہوا پر بھی حکومت فرمایا کرتے ہیں کیونکہ آواز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا ہواؤں کے تموج ہی کا کام ہے جس پر پہلے صفحات میں بھی ہم روشنی ڈال چکے ہیں۔

اس قسم کی کرامتوں سے پتہ چلتا ہے کہ خداوند قدوس نے اپنے اولیائے کرام کو عالم میں تصرفات کی ایسی حکمرانی و بادشاہی بلکہ شہنشاہی عطا فرمائی ہے کہ وہ کائنات عالم کی ہر ہر چیز پر باذن اللہ حکومت کرتے ہیں۔

﴿۹۰﴾ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلہ انصار کے خاندان خزرج کے بہت ہی نامی گرامی شخص ہیں اور دربار رسالت کے خاص الخاص شاعر ہونے کی حیثیت سے تمام صحابہ کرام میں ایک خصوصی

1 ……المعجم الصغیر للطبرانی، باب الباء من اسمه بشر، ج ۱، ص ۱۰۸

امتیاز کے ساتھ ممتاز ہیں۔آپ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مدح میں بہت سے قصائد لکھے اور کفار مکہ جو شان رسالت میں ہجو لکھ کر بے ادبیاں کرتے تھے آپ اپنے اشعار میں ان کا دندان شکن جواب دیا کرتے تھے۔حضور شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے لیے خاص طور پر مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں منبر رکھواتے تھے جس پر کھڑے ہوکر یہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان اقدس میں نعت خوانی کرتے تھے۔

ان کی کنیت ''ابوالولید'' ہے اور ان کے والد کا نام ''ثابت'' اور ان کے دادا کا نام ''منذر'' اور پردادا کا نام ''حرام'' ہے اور ان چاروں کے بارے میں ایک تاریخی لطیفہ یہ ہے کہ ان چاروں کی عمریں ایک سو بیس برس کی ہوئیں جو عجائبات عالم میں سے ایک عجیب نادر الوجود اعجوبہ ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سو بیس برس کی عمر میں سے ساٹھ برس جاہلیت اور ساٹھ برس اسلام میں گزرے۔ ۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔(1)

(اکمال، ص ۵۶۰ و مشکوٰۃ باب البیان والشعر، ص ۴۱۰ و حاشیہ بخاری بحوالہ کرمانی، ج ۲، ص ۵۹۴)

کرامات

حضرت جبرائیل علیہ السلام مددگار

ان کی ایک خاص کرامت یہ ہے کہ جب تک یہ نعت خوانی فرماتے رہتے تھے

---

(1) ......مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب البيان والشعر، الحديث:٤٨٠٥،ج٢،ص١٨٨ والاكمال فى اسماء الرجال، حرف الحاء، فصل فى الصحابة، ص ٥٩٠ وحاشية البخارى، كتاب المغازى، باب حديث الافك، حاشية:٥،ج٢، ص٥٩٤

حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی امداد و نصرت کے لیے ان کے پاس موجود رہتے تھے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْفَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (یعنی جب تک حسان میری طرف سے کفار کو مدافعانہ جواب دیتے اور میرے بارے میں اظہار فخر کرتے رہتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی مدد فرماتے رہتے ہیں۔)(1)

(مشکوۃ باب البیان والشعر، ص ۴۱۰)

کرامت والی قوتِ شامہ

جبلہ غسانی جو خاندان جفنہ کا ایک فرد تھا اس نے حضرت حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے ہدیہ کے طور پر کچھ سامان حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ہدیہ سپرد کرنے کے لیے بلایا۔ جب حضرت حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ بارگاہ خلافت میں پہنچے تو چوکھٹ پر کھڑے ہو کر سلام کیا اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! مجھے خاندان جفنہ کے ہدیوں کی خوشبو آ رہی ہے جو آپ کے پاس ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جبلہ غسانی نے تمہارے لئے ہدیہ بھیجا ہے جو کہ میرے پاس ہے۔ اسی لئے میں نے تم کو طلب کیا ہے۔

اس واقعہ کو نقل کرنے والے کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! حضرت حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ حیرت انگیز و تعجب خیز بات میں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا کہ انہیں اس ہدیہ کی کسی نے پہلے سے کوئی خبر نہیں دی تھی پھر آخر انہیں چوکھٹ پر کھڑے ہوتے ہی اس ہدیہ کی خوشبو کیسے اور کیونکر محسوس ہو گئی؟ اور انہوں نے اس چیز کو کیسے سونگھ لیا کہ وہ

---

1 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب الأداب، باب البیان والشعر، الحدیث: ۴۸۰۵، ج ۲، ص ۱۸۸

ہدیہ خاندان جفنہ سے یہاں آیا ہے۔(1) (شواہد النبوۃ، ص۲۳۲)

تبصرہ

بلاخوشبو والے سامانوں کو سونگھ کر جان لینا اور پھر یہ بھی سونگھ لینا کہ ہدیہ دینے والا کس خاندان کا آدمی ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں سونگھنے کی نہیں ہیں پھر بھی ان کو سونگھ لینا اس کو کرامت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

﴿۹۱﴾ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام تھے لیکن آپ نے ان کو آزاد فرما کر اپنا متبنی بنالیا تھا اور اپنی باندی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کا نکاح فرما دیا تھا جن کے بطن سے ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے ان کی ایک بڑی خاص خصوصیت یہ ہے کہ ان کے سوا قرآن مجید میں دوسرے کسی صحابی کا نام مذکور نہیں ہے۔ یہ بہت ہی بہادر مجاہد تھے۔ غلاموں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی اسلام قبول کیا۔ "جنگ موتہ" کی مشہور لڑائی میں جب آپ تمام اسلامی افواج کے سپہ سالار تھے ۸ھ میں کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔(2)

(اکمال، ص۵۹۵ واسد الغابہ، ج۲، ۲۲۴ تا ۲۲۷)

کرامت

ساتویں آسمان کا فرشتہ زمین پر

آپ کی ایک کرامت بہت زیادہ مشہور اور مستند ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے سفر

---

1 ……شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد ودلایلی...الخ، حسان بن ثابت، ص ۲۹۰

2 ……الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الزای، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۵ ملتقطاً

کے لیے طائف میں ایک خچر کرایہ پر لیا، خچر والا ڈاکو تھا، وہ آپ کو سوار کر کے لے چلا اور ایک ویران وسنسان جگہ پر لے جا کر آپ کو خچر سے اتار دیا اور ایک خنجر لے کر آپ کی طرف حملہ کے ارادہ سے بڑھا آپ نے یہ دیکھا کہ وہاں ہر طرف لاشوں کے ڈھانچے بکھرے پڑے ہوئے ہیں، آپ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص! تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو ٹھہر! مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ اس بدنصیب نے کہا کہ اچھا تو نماز پڑھ لے، تجھ سے پہلے بھی بہت سے مقتولوں نے نمازیں پڑھیں تھیں مگر ان کی نمازوں نے ان کی جان نہ بچائی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو وہ مجھے قتل کرنے کے لیے میرے قریب آ گیا تو میں نے دعا مانگی اور یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا۔ غیب سے یہ آواز آئی کہ اے شخص! تو ان کو قتل مت کر۔ یہ آواز سن کر وہ ڈاکو ڈر گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا جب کوئی نظر نہیں آیا تو وہ پھر میرے قتل کے لیے آگے بڑھا تو میں نے پھر بلند آواز سے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا اور غیبی آواز آئی۔ پھر تیسری مرتبہ جب میں نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور اس کے ہاتھ میں نیزہ ہے اور نیزے کی نوک پر آگ کا ایک شعلہ ہے۔ اس شخص نے آتے ہی ڈاکو کے سینے میں اس زور سے نیزہ مارا کہ نیزہ اس کے سینے کو چھیدتا ہوا اس کی پشت کے پار نکل گیا اور ڈاکو زمین پر گر کر مر گیا۔

پھر وہ سوار مجھ سے کہنے لگا کہ جب تم نے پہلی مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں ساتویں آسمان پر تھا اور جب دوسری مرتبہ تم نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں آسمان دنیا پر تھا اور جب تیسری مرتبہ تم نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں تمہارے

پاس امداد ونصرت کے لئے حاضر ہو گیا۔(1)(استیعاب، ج۱، ص۵۴۸)

تبصرہ

اس سے سبق ملتا ہے کہ خداوند قدوس کے اسماء حسنی اور مؤمنین کی دعاؤں سے بڑی بڑی بلائیں ٹل جاتی ہیں اور ایسی ایسی امداداور آسمانی نصرتوں کا ظہور ہوا کرتا ہے جن کو خداوند کریم کے فضل عظیم کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا مگر افسوس کہ آج کل کے مسلمان مصیبتوں کے ہجوم میں بھی مادی وسائل کی تلاش میں بھاگے بھاگے پھرتے ہیں اور لیڈروں، حاکموں اور دولت مندوں کے مکانوں کا چکر لگاتے رہتے ہیں مگر اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن اوراَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن کے دربار عظمت میں گڑگڑا کر اپنی دعاؤں کی عرضی نہیں پیش کرتے اور خلاق عالم جل جلالہ سے امداد ونصرت کی بھیک نہیں مانگتے حالانکہ ایمان یہ ہے کہ بغیر فضل ربانی کے کوئی انسانی طاقت کسی کی بھی کوئی امداد ونصرت نہیں کرسکتی۔ افسوس! سچ کہا ہے کسی حقیقت شناس نے ؎

اس طرف اٹھتے نہیں ہاتھ جہاں سب کچھ ہے
پاؤں چلتے ہیں ادھر کو کہ جہاں کچھ بھی نہیں

﴿۹۲﴾ حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالٰی عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے دور حکومت میں ان کو افریقہ کا گورنر مقرر فرمادیا تھا اور انہوں نے افریقہ کے کچھ حصوں کو فتح کرلیا اور بربری لوگ جو اس ملک کے اصلی باشندہ تھے ان کے بہت سے باشندے دامن اسلام میں آگئے۔ انہوں نے اس ملک میں اسلامی فوجوں کے لئے ایک چھاؤنی بنانے اور ایک اسلامی شہر آباد

1 ......الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، حرف الزای، زید بن حارثة الکلبی، ج۲، ص۱۱۷

کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن اس مقصد کیلئے ماہرین حربیات وعمرانیات نے جس جگہ کا انتخاب کیا وہاں ایک نہایت ہی خوفناک اور گنجان جنگل تھا جو جنگلی درندوں اور ہر قسم کے موذی اور زہریلے حشرات الارض اور جانوروں کا مسکن اور گڑھ تھا۔ اس موقع پر حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عجیب کرامت کا ظہور ہوا۔

کرامات

ایک پکار سے درندے فرار

مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس لشکر میں اٹھارہ صحابی موجود تھے۔ آپ نے ان سب مقدس صحابیوں کو جمع فرمایا اور ان بزرگوں کو اپنے ساتھ لے کر اس خوفناک اور گھنے جنگل میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے یہ اعلان فرمایا: ''اے درندو! اور موذی جانورو! ہم رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ ہیں اور ہم اس جگہ اپنی بستی بسا کر آباد ہونا چاہتے ہیں لہٰذا تم سب یہاں سے نکل جاؤ ورنہ اس کے بعد ہم تم میں سے جس کو یہاں دیکھیں گے قتل کر دیں گے۔''

اس اعلان کے بعد اس آواز میں خدا ہی جانتا ہے کہ کیا تاثیر تھی کہ سب درندوں اور حشرات الارض میں ہل چل مچ گئی اور غول درغول اس جنگل کے جانور نکلنے لگے۔ شیر اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے، بھیڑیے اپنے پلوں کو لئے ہوئے، سانپ اپنے سنپولیوں کو کمر سے چمٹائے ہوئے جنگل سے باہر نکلے چلے جا رہے تھے اور یہ ایک ایسا عجیب ہیبت ناک اور دہشت انگیز منظر تھا جو نہ اس سے قبل دیکھا گیا نہ یہ کسی کے وہم وگمان میں تھا۔ غرض پورا جنگل جانوروں سے خالی ہو گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پورے لشکر نے اس جنگل کو کاٹ کر ۵۰ھ میں ایک شہر آباد کیا جس کا نام ''قیروان''

ہے۔ یہ شہر اسی لئے مسلمانوں میں بہت زیادہ قابل احترام شمار کیا جاتا ہے کہ اس شہر کی آبادکاری میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس ہاتھوں کا بہت زیادہ حصہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہزاروں جلیل القدر علماء ومشائخ اس سرزمین کی آغوش خاک سے اٹھے اور پھر اسی مقدس زمین کی آغوش لحد میں دفن ہوکر اس زمین کا خزانہ بن گئے۔(1)

(معجم البلدان تذکرہ قیروان)

گھوڑے کی ٹاپ سے چشمہ جاری

حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت بھی بہت ہی حیرت انگیز اور عبرت خیز ہے کہ افریقہ کے جہادوں میں ایک مرتبہ ان کا لشکر ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں دور دور تک پانی نایاب تھا جب اسلامی لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا اور تمام لوگ تشنگی سے مضطرب ہوکر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے تو حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگی۔ ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے گھوڑے نے اپنے کھر سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔ آپ نے اٹھ کر دیکھا تو مٹی ہٹ چکی تھی اور ایک پتھر نظر آرہا تھا۔ آپ نے جیسے ہی اس پتھر کو ہٹایا تو ایک دم اس کے نیچے سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا اور اس قدر پانی بہنے لگا کہ سارا لشکر سیراب ہوگیا اور تمام جانوروں نے بھی پیٹ بھر کر پانی پیا اور لشکر کے تمام سپاہیوں نے اپنی اپنی مشکوں کو بھی بھر لیا اور اس چشمہ کو بہتا ہوا چھوڑ کر لشکر آگے روانہ ہوگیا۔(2)

(معجم البلدان تذکرہ قیروان)

---

1 ......معجم البلدان، حرف القاف، القیروان، ج ٤، ص ١٠٦
واسد الغابة، عقبة بن نافع، ج ٤، ص ٦٦-٦٧ ملتقطاً

2 ......الکامل فی التاریخ، سنة اثنتین وستین، ذکر ولایة عقبة بن نافع...الخ، ج ٦، ص ٤٥١

﴿۹۳﴾ حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوزید ان کی کنیت ہے۔ان کے نام میں اختلاف ہے۔بعض کا قول ہے کہ ان کا نام ''سعید بن عمیر'' ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ''قیس بن سکن'' ہے۔ان کا خاندانی تعلق قبیلہ انصار سے ہے اور ان کا وطن مدینہ منورہ ہے۔یہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حافظ قرآن ہو چکے تھے۔[1]

كرامت

سو برس کا جوان

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارک ایک مرتبہ ان کے سر پر پھیرا اور ان کو یہ دعا دی کہ یا اللہ! عزوجل اس کے حسن و جمال کو ہمیشہ قائم رکھ۔راوی کا بیان ہے کہ یہ سو برس سے کچھ زائد عمر کے ہو گئے تھے لیکن ان کے سر اور داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا نہ ان کے چہرے پر جھریاں پڑی تھیں۔وفات کے وقت تک ان کے چہرے پر جوانی کا جمال برقرار رہا جو بلاشبہ ان کی ایک کرامت ہے۔[2]

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص۱۶۶)

﴿۹۴﴾ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ ان کی کنیت ''ابوعبدالرحمٰن'' ہے اور بعض کے نزدیک ''ابوحماد'' اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ''ابوعمرو'' ہے۔

---

1 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الزای، فصل فی الصحابة، ص٥٩٥

2 ......دلائل النبوة للبیهقی، جماع ابواب دعوات...الخ، باب ماجاء فی شان ابی زید...الخ، ج٦، ص٢١١

اسلام لانے کے بعد سب سے پہلا جہاد جس میں انہوں نے شرکت کی وہ جنگ خیبر ہے۔ یہ بہت ہی جاں باز اور مجاہد صحابی تھے۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہیں کے ہاتھ میں تھا۔ ملک شام کی سکونت اختیار کر لی تھی اور حدیث میں کچھ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اور بہت سے تابعین ان کے شاگرد ہیں۔ شہر دمشق میں ۷۳ھ کے سال میں ان کا وصال شریف ہوا۔ (1) (اسد الغابہ، ج۴، ص۱۵۶)

کرامت

پکار پر مویشی دوڑ پڑے

حضرت محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کفار نے گرفتار کر کے انہیں تانتوں سے باندھ رکھا تھا۔ ان کے والد مالک اشجعی رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بیٹے عوف کے پاس کسی قاصد کے ذریعے یہ کہلا دو کہ وہ بکثرت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھتے رہیں۔

چنانچہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ وظیفہ پڑھنے لگے۔ ایک دن ناگہاں ان کی تمام تانتیں ٹوٹ گئیں اور وہ رہا ہو کر کفار کی قید سے نکل پڑے اور ایک اونٹنی پر سوار ہو کر چل پڑے۔ راستہ میں ایک چراگاہ کے اندر کفار کے سینکڑوں اونٹ چر رہے تھے۔ آپ نے ان اونٹوں کو پکارا تو وہ سب کے سب دوڑتے بھاگتے ہوئے آپ کی اونٹنی کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ انہوں نے مکان پر پہنچ کر اپنے والدین کو پکارا تو وہ سب ان کی آواز سن کر ماں باپ اور خادم دوڑ پڑے اور یہ دیکھ کر حیران رہ

---

1 ......اسد الغابة، عوف بن مالك الاشجعي، ج٤، ص٣٣٣

گئے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹوں کے زبردست ریوڑ کے ساتھ موجود ہیں سب خوش ہو گئے۔

ان کے والد حضرت مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں پہنچ کر سارا قصہ سنایا اور اونٹوں کے بارے میں بھی عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان اونٹوں کو تم جو چاہو کرو، تمہارا بیٹا ان اونٹوں کا مالک ہو چکا میں ان اونٹوں میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رزق ہے جو تمہیں عطا کیا گیا۔ روایت ہے کہ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا o وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (سورہ طلاق، پ۲۸)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے مضرتوں سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچا تا ہے جہاں اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے کافی ہے۔(1)

(الترغیب والترہیب، ج۳،ص۱۰۵ وتفسیر ابن کثیر، ج۴،ص۳۸۰)

﴿۹۵﴾ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضور شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہیں ان کا لقب سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ (سارے جہان کی عورتوں کی سردار) ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ فاطمہ میری بیٹی، میرے بدن کا حصہ ہے جس نے اس کا دل دکھایا، اس نے میرا دل دکھایا اور جس

(1)......تفسیر ابن کثیر، پ۲۸، سورۃ الطلاق، تحت الآیۃ:۲،۳،ج۸، ص۱۷۰

نے میرا دل دکھایا اس نے اللہ تعالٰی کو ایذا دی۔(1)

ان کے فضائل و مناقب میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ رمضان ۲ ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کا نکاح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ ہوا اور ذوالحجہ ۲ ھ میں رخصتی ہوئی۔ ان کے بطن سے حضرت امام حسن و امام حسین و امام محسن تین صاحبزادگان اور حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔ ۲۸ برس کی عمر میں عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما ہوئیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رات کو سپرد خاک کی گئیں۔ مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔(2)

(اکمال، ص۶۱۳ وغیرہ)

کرامات

برکت والی سینی

آپ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ ایک دن ایک بوٹی اور دو روٹیاں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی کے اس تحفے کو قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے لخت جگر! تم اس سینی کو اپنے ہی گھر میں لے کر چلو، پھر خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے مکان پر رونق افروز ہو کر اس سینی کو کھولا تو گھر کے تمام

---

1 ......صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالی عنهم، باب فضائل فاطمة بنت النبی رضی اللہ عنها، الحدیث:۲۴۴۹، ص۱۳۲۹ ملتقطاً

وفیض القدیر شرح الجامع الصغیر، حرف المیم، تحت الحدیث:۸۲۶۷، ج۶، ص۲۴ ملتقطاً

2 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الفاء، فصل فی الصحابیات، ص۶۱۳

افراد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَنّٰی لَکِ ھٰذَا؟ (اے بیٹی! یہ سب تمہارے لئے کہاں سے آیا؟) تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کیا: ھُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (یعنی یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے آیا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے بے شمار روزی دیتا ہے۔)

پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور دوسرے اہلِ بیت رضی اللہ تعالٰی عنہم کو جمع فرما کر سب کے ساتھ سینی میں سے کھانا تناول فرمایا پھر بھی اس کھانے میں اس قدر حیرت ناک اور تعجب خیز برکت ظاہر ہوئی کہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی رہ گئی اور اس کو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنے پڑوسیوں اور دوسرے مسکینوں کو کھلایا۔(1)

(روح البیان، آل عمران، ص۳۲۳)

شاہی دعوت

روایت ہے کہ ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے شہنشاہ مدینہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی دعوت کی۔ جب دونوں عالم کے میزبان، حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مکان پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدموں کو گننے لگے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان میری تمنا ہے کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم و تکریم کے لیے ایک ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ

1 ......تفسیر روح البیان، سورۃ ال عمران، ج۲، ص۲۹

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان تک جس قدر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قدم پڑے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی ہی تعداد میں غلاموں کوخرید کرآزاد کردیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دعوت سے متأثر ہوکر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بڑی ہی شاندار دعوت کی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی تمنا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اسی طرح شاندار دعوت کرسکتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر نامدار حضرت علی دلدل کے سوار کے اس جوش تأثر سے متأثر ہوکر کہا: بہت اچھا، جایئے آپ بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اسی قسم کی دعوت دیتے آیئے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا سارا انتظام ہوجائے گا۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر دعوت دے دی اور شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت کو ساتھ لے کر اپنی پیاری بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہوگئے۔ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلوت میں تشریف لے جاکر خداوند قدوس کی بارگاہ میں سربسجود ہوگئیں اور یہ دعا مانگی:

''یا اللہ! عزوجل تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب اور محبوب کے اصحاب کی دعوت کی ہے۔ تیری بندی کا صرف تجھ ہی پر بھروسہ ہے لہٰذا اے میرے رب! عزوجل تو آج میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانوں کا تو عالم غیب سے انتظام فرما۔''

یہ دعا مانگ کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہانڈیوں کو چولھوں پر چڑھادیا۔ خداوند تعالیٰ کا دریائے کرم ایک دم جوش میں آگیا اور اس رزاق مطلق نے دم

زدن میں ان ہانڈیوں کو جنت کے کھانوں سے بھر دیا۔

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع کر دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے لیکن خدا کی شان کہ ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہیں ہوا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کھانوں کی خوشبو اور لذت سے حیران رہ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو متحیر دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے جنت سے بھیج دیا ہے۔

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گوشہ تنہائی میں جا کر سجدہ ریز ہو گئیں اور یہ دعا مانگنے لگیں کہ یا اللہ! عزوجل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے لیکن تیری بندی فاطمہ کو اتنی استطاعت نہیں ہے لہٰذا اے خداوند عالم! عزوجل جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں اپنے محبوب کی امت کے گنہگار بندوں کو تو جہنم سے آزاد فرما دے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوں ہی اس دعا سے فارغ ہوئیں ایک دم ناگہاں حضرت جبریل علیہ السلام یہ بشارت لے کر بارگاہ رسالت میں اتر پڑے کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول

ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا۔(1)

(جامع المعجزات مصری، ص۶۵ بحوالہ سچی حکایات)

﴿۹۶﴾ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سب سے زیادہ آپ کی محبوبہ ہیں۔ ان سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔ فقہی معلومات میں بھی ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سے مسائل دریافت فرمایا کرتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ اور دوسری عبادتوں وریاضتوں میں بھی آپ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز تھیں۔

۵۷ھ یا ۵۸ھ میں بمقام مدینہ منورہ میں دنیائے فانی سے عالم آخرت کی طرف ان کی رحلت ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔(2) (اکمال، ص۶۱۲)

کرامات

حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کو سلام کرتے تھے

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کو سلام کرتے تھے چنانچہ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تم کو سلام کہتے ہیں۔ تو آپ نے

1 ......جامع المعجزات (مترجم)، ص ۲۵۷

2 ......الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابیات، ص ۶۱۲

جواب میں عرض کیا: وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔(1)

(بخاری، ج۱،ص۵۳۲)

ان کے لحاف میں وحی اُتری

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا میری کسی دوسری بیوی کے کپڑوں میں مجھ پر وحی نہیں اتری اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک لحاف میں سوئے رہتے تھے اور آپ پر خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوا کرتی تھی۔(2)

(مشکوٰۃ، ج۲،ص۵۷۳ وکنز العمال، ج۱۶،ص۲۹۷)

آپ کے توسل سے بارش

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں بارش نہیں ہوئی اور لوگ شدید قحط میں مبتلا ہو کر بلبلا اٹھے جب لوگ قحط کی شکایت لے کر حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ میرے حجرہ میں جہاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور ہے، اس حجرہ مبارکہ کی چھت میں ایک سوراخ کر دو تاکہ حجرہ منورہ سے آسمان نظر آنے لگے۔ چنانچہ جیسے ہی لوگوں نے چھت میں ایک سوراخ بنایا فوراً ہی

---

1 ...... صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، باب فضل عائشة رضی اللّٰہ عنها، الحدیث:۳۷۶۸، ج۲، ص۵۵۱

2 ...... مشکاة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب ازواج النبی، الحدیث: ۶۱۸۹، ج۲،ص۴۴۴

وکنز العمال، کتاب الفضائل، فضل ازواجه الطاهرات، ام المؤمنین عائشة رضی اللّٰہ عنها، الحدیث:۳۷۷۷۹، ج۷، الجزء ۱۳، ص۲۹۹

بارش شروع ہوگئی اوراطراف مدینہ منورہ کی زمین سرسبز وشاداب ہوگئی اوراس سال گھاس اورجانوروں کا چارا بھی اس قدر زیادہ ہوا کہ کثرت خوراک سے اونٹ فربہ ہوگئے اور چربی کی زیادتی سے ان کے بدن پھول گئے۔(1) (مشکوۃ، ج۲،ص۵۴۵)

﴿۹۷﴾ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالٰی عنہا

ان کا نام ''برکتہ'' ہے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی باندی تھیں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کو آپ کے والد ماجد کی میراث میں سے ملی تھیں۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی بچپن میں بہت زیادہ خدمت کی ہے۔ یہی آپ کو کھانا کھلایا کرتی تھیں، کپڑے پہنایا کرتی تھیں، کپڑے دھویا کرتی تھیں۔ اعلان نبوت کے بعد جلد ہی انہوں نے اسلام قبول کرلیا پھر آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ان کا نکاح کردیا۔ ان کے بطن سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پیدا ہوئے جن سے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم اس قدر زیادہ محبت فرماتے تھے کہ عام طور پر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم حضرت اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ''محبوب رسول'' کہا کرتے تھے۔(2)

کرامت

کبھی پیاس نہیں لگی

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالٰی عنہا کا بیان ہے کہ جب میں مکہ مکرمہ سے ہجرت

---

1 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب الکرامات، الحدیث: ۵۹۵۰، ج۲،ص۴۰۰

2 ......اسد الغابة، ام ایمن مولاۃ رسول اللّٰہ، ج۷، ص۳۲۵۔۳۲۶

کر کے روانہ ہوئی تو میرا کھانا پانی راستہ میں سب ختم ہو گیا اور میں جب ''مقام روحاء''
میں پہنچی تو پیاس کی شدت سے بے قرار ہو کر زمین پر لیٹ گئی۔ اتنے میں مجھے ایسا محسوس
ہوا کہ میرے سر کے اوپر کچھ آہٹ ہو رہی ہے جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو یہ نظر آیا
کہ ایک پانی سے بھرا ہوا چمکدار رسی میں بندھا ہوا آسمان سے زمین پر ایک ڈول اتر رہا
ہے میں نے لپک کر اس ڈول کو پکڑ لیا اور خوب جی بھر کر پانی پی لیا۔ اس کے بعد میرا یہ
حال ہے کہ مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ میں سخت گرمیوں میں روزہ رکھتی ہوں اور روزہ کی
حالت میں شدید چلچلاتی ہوئی دھوپ میں کعبہ معظّمہ کا طواف کرتی ہوں تا کہ مجھے پیاس
لگ جائے لیکن اس کے باوجود مجھے کبھی پیاس نہیں لگتی۔(1)

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲، ص۸۷۴ بحوالہ بیہقی)

﴿۹۸﴾ حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ قبیلہ دوس کی ایک صحابیہ ہیں جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ
چلی آئی تھیں۔

کرامات

غیبی ڈول

یہ اپنے قبیلہ دوس سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہی تھیں اور روزہ دار
تھیں۔ شام کو ایک یہودی کے مکان پر پہنچیں تا کہ پانی پی کر روزہ افطار کر لیں۔ دشمن
اسلام یہودی کو جب ان کے مسلمان اور روزہ دار ہونے کا علم ہوا تو اس ظالم نے ان کو
مکان کی ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا تا کہ ان کو ایک قطرہ پانی بھی نہ مل سکے جس سے یہ

---

1 ......دلائل النبوۃ للبیھقی، باب ماجاء فی ماظھر علی ام ایمن...الخ، ج٦، ص١٢٥

روزہ افطار کرسکیں۔حضرت ام شریک رضی اللہ تعالٰی عنہا بند کوٹھڑی میں لیٹی ہوئی تھیں اور بے حد متفکر تھیں،سورج غروب ہو چکا ہے اور کوٹھڑی میں کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔آخر میں کس چیز سے روزہ افطار کروں؟ اتنے میں بند اور اندھیری کوٹھڑی میں اچانک کسی نے ان کے سینے پر ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا ڈول رکھ دیا اور انہوں نے اس پانی کو پی کر روزہ افطار کرلیا۔[1] (حجۃ اللہ، ج۲،ص۸۷۵)

خالی کُپہ گھی سے بھر گیا

روایت ہے کہ حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس چمڑے کا ایک کپہ تھا جس کو وہ اکثر لوگوں کو عاریۃً دے دیا کرتی تھیں۔ایک دن انہوں نے اس کپہ میں پھونک مار کر اس کو دھوپ میں رکھ دیا تو وہ گھی سے بھر گیا۔پھر ہمیشہ اس کپہ میں سے گھی نکلتا رہا۔اس بات کا پورے شہر اور دیار و امصار میں اس قدر چرچا ہو گیا تھا کہ لوگ عام طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالٰی عنہا کا کپہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے۔[2]

(حجۃ اللہ علی العالمین،ج۲،ص۸۷۵ بحوالہ ابن سعد)

﴿۹۹﴾ حضرت ام سائب رضی اللہ تعالٰی عنہا

یہ ایک ضعیفہ نابینا صحابیہ تھیں جو اپنے وطن سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ چلی آئی تھیں۔

---

1 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة...الخ، ام شريك الدوسية، ص٦٢٣

2 ......حجة الله على العالمين، الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة...الخ، ام شريك الدوسية، ص٦٢٣

کرامت

دعا سے مردہ زندہ ہو گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیٹا نو عمری میں اچانک انتقال کر گیا۔ ہم لوگوں نے اس لڑکے کی آنکھوں کو بند کر کے اس کو ایک کپڑا اوڑھا دیا اور ہم لوگوں نے اس کی ماں کے پاس پہنچ کر لڑکے کی موت کی خبر سنائی اور تعزیت و تسلی کے کلمات کہنے لگے۔ حضرت ام سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹے کی موت کی خبر سن کر چونک گئیں اور آبدیدہ ہو گئیں پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اس طرح دعا مانگی:

''یا اللہ! میں تجھ پر ایمان لائی اور میں نے اپنا وطن چھوڑ کر تیرے رسول کی طرف ہجرت کی ہے اس لئے اے میرے خدا! عزوجل میں تجھ سے دعا کرتی ہوں کہ تو میرے لڑکے کی مصیبت مجھ پر مت ڈال۔''

یہ دعا ختم ہوتے ہی حضرت ام سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مردہ لڑکا اپنے چہرہ سے کپڑا اٹھا کر اٹھ بیٹھا اور زندہ ہو گیا۔(1)

(ابن ابی الدنیا و بیہقی و البدایہ والنہایہ، ج ۶ ص ۱۵۴ و ص ۲۵۹)

تبصرہ

اس قسم کی کرامت بہت سے بزرگان دین خصوصاً حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اولیاء امت سے بارہا ظہور میں آچکی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے

1 ......البداية والنهاية ، كتاب الشمائل، باب ما يتعلق بالحيوانات......الخ ، قصة اخرى مع قصة العلاء بن الحضرمى، ج ٤، ص ٥٥٠

محبوب بندوں کی دعاؤں اوران کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو اپنے فضل و کرم سے ردنہیں فرماتا چنانچہ کسی حق شناس نے کہا ہے ؎

جو وجد کے عالم میں نکلے لبِ مؤمن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیرِ الٰہی ہے

﴿۱۰۰﴾ حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

کرامت

اندھی آنکھیں روشن ہوگئیں

یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھرانے کی لونڈی تھیں۔ اسلام کی حقانیت ان کے دل میں گھر کرگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے جونہی حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ آپے سے باہر ہوگئے اورانہوں نے خود بھی ان کو خوب خوب مارا اوران کے گھر کے افراد بھی برابر مارتے رہے یہاں تک کہ مکہ کے کفار نے سربازار ان کو اس قدر مارا کہ ضربات کے صدمات سے ان کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی اور یہ نابینا ہوگئیں۔

اس کے بعد کفار مکہ نے طعنہ دینا شروع کیا کہ اے زنیرہ! چونکہ تم ہمارے معبودوں یعنی لات وعزیٰ کو برا بھلا کہتی تھیں اس لئے ہمارے ان بتوں نے تمہاری آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے۔ یہ خون کھولا دینے والا طعنہ سن کر حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی رگوں میں اسلامی خون جوش مارنے لگا اورانہوں نے کہا: ''ہرگز ہرگز نہیں!

خدا کی قسم! تمہارے لات وعزّٰی میں ہرگز ہرگز یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ میری آنکھوں کی روشنی چھین سکیں میرا اللہ جو وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے وہ جب چاہے گا میری آنکھوں میں روشنی آجائے گی۔'' ان الفاظ کا ان کی زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ بالکل ایک دم ہی اچانک ان کی آنکھوں میں روشنی واپس آگئی۔ (1)

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج۲، ص۸۷۶ بحوالہ بیہقی وزرقانی علی المواہب، ج۱، ص۲۷۰)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ

وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

عبدالمصطفیٰ اعظمی عفی عنہ

خادم الحدیث دارالعلوم فیض الرسول

براؤں شریف ضلع بستی گھوسی

ضلع اعظم گڑھ (بھارت)

---

(1) ......حجة الله على العالمين،الخاتمة فى اثبات كرامات الاولياء...الخ، المطلب الثالث فى ذكر جملة جميلة...الخ، الزنيرة رضى الله عنها، ص٦٢٣

وشرح الزرقانى على المواهب، اسلام حمزة،ج١،ص٥٠٢

مآخذ ومراجع

نام کتاب	مصنف	مطبوعہ
قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ	برکات رضا ھند
ترجمۂ قرآن کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان ۱۳۴۰ ھ	برکات رضا ھند
تفسیر الکبیر	امام محمد بن عمر فخر الدین رازی ۶۰۶ ھ	دار احیاء التراث العربی
تفسیر ابن کثیر	امام عماد الدین اسماعیل بن عمر ۷۷۴ ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
روح البیان فی تفسیر القرآن	امام اسماعیل حقی بن مصطفی الاسلامبولی ۱۱۲۷ ھ	کوئٹہ
صحیح البخاری	امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری ۲۵۶ ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۷۹ ھ	دارالفکر بیروت
سنن ابن ماجه	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجه ۲۷۳ ھ	دارالمعرفة بیروت
سنن أبی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی ۲۷۵ ھ	داراحیاء التراث العربی
المستدرک	امام محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری ۴۰۵ ھ	دار المعرفة بیروت
مشکاة المصابیح	امام محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی ۷۴۲ ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
کنزالعمال	علی المتقی بن حسام الدین الهندی ۹۷۵ ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ۸۰۷ ھ	دارالفکر بیروت
المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی ۳۶۰ ھ	داراحیاء التراث العربی
المعجم الصغیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی ۳۶۰ ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
حلیة الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبهانی ۴۳۰ ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
ارشاد الساری	امام احمد بن محمد القسطلانی ۹۲۳ ھ	دارالفکر بیروت
فتح الباری	امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی ۸۵۲ ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
حاشیة صحیح البخاری	حافظ احمد علی محدث سهارنپوری ۱۲۹۷ ھ	باب المدینه کراچی
الاکمال	امام محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی ۷۴۲ ھ	باب المدینه کراچی
حجة اللہ علی العٰلمین	امام یوسف بن اسماعیل النبهانی ۱۳۵۰ ھ	برکات رضا ھند
بهجة الاسرار	امام علی بن یوسف الشطنو فی ۷۱۳ ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
مدارج النبوة	امام عبد الحق بن سیف الدین (محدث دهلوی) ۱۰۵۲ ھ	برکات رضا ھند

تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین عبد الرحمان بن ابی بکر السیوطی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
ازالۃ الخفاء	احمد بن عبد الرحیم الدھلوی (شاہ ولی اللّٰہ)۱۱۷۲ھ	باب المدینہ کراچی
شواھد النبوۃ	امام عبد الرحمٰن بن احمد الجامی ۸۹۸ھ	مکتبۃ الحقیقۃ استنبول
المواھب اللدنیۃ	امام احمد بن محمد قسطلانی۹۲۳ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
شرح الزرقانی	امام محمد بن عبد الباقی زرقانی۱۱۲۲ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
البدایۃ والنھایۃ	امام ابوالفداء اسماعیل بن عمرابن کثیر ۷۷۴ھ	دارالفکربیروت
معرفۃ الصحابۃ	امام ابو نعیم احمد بن عبداللّٰہ ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
الریاض النضرۃ	امام احمد بن عبد اللّٰہ الطبری۶۹۴ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
الاستیعاب	امام ابو عمر یوسف بن عبد اللّٰہ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
اسد الغابۃ	امام ابو الحسن علی بن محمد الجزری ۶۳۰ھ	داراحیاء التراث العربی
الطبقات الکبرٰی	امام محمد بن سعد البصری ۲۳۰ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
دلائل النبوۃ	امام ابو بکر احمد بن الحسین البیھقی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
السیرۃ النبویۃ	امام عبد الملک بن ھشام ۲۱۳ھ	دارالمعرفۃ بیروت
الکامل فی التاریخ	امام ابوالحسن علی بن محمد ۶۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
حیاۃ الحیوان الکبرٰی	کمال الدین محمد بن موسٰی الدمیری۸۰۸ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
تذکرۃ الحفاظ	امام محمد بن احمد الذھبی۷۴۸ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
الاصابۃ	امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
الاعلام للزرکلی	خیر الدین بن محمود الزرکلی ۱۳۹۶ھ	دار العلم للملایین بیروت
تھذیب التھذیب	امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ	دار الفکر بیروت
المستطرف	امام محمد بن ابو احمد الابشیھی ۸۵۰ھ	دار الفکر بیروت
روضۃ الشھداء	امام حسین بن علی الکاشفی الواعظ ۹۱۰ھ	چشتی کتب خانہ فیصل آباد
النبراس	امام محمد عبدالعزیزالفرھاری ۱۲۳۹ھ	دار الفکر بیروت
مثنوی مولانا روم	محمد بن محمد جلال الدین الرومی ۶۷۲ھ	مرکز الاولیاء لاھور
نفحۃ الیمن	امام احمد بن محمد الشروانی۱۲۵۳ھ	باب المدینہ کراچی
معجم البلدان	امام ابوعبد اللّٰہ یاقوت بن عبداللّٰہ ۶۲۶ھ	داراحیاء التراث العربی

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 133کتب ورسائل
مع عنقریب آنے والی 25 کتب ورسائل

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت﴾

اردو کتب:

1......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ اول) (کل صفحات250)

2......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمِ) (کل صفحات:199)

3......دعاء کے فضائل (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:140)

4......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْق لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات:125)

5......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْہَارُ الْحَقِّ الْجَلِیْ) (کل صفحات:100)

6......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات:74)

7......ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالٍ) (کل صفحات:63)

8......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃُ) (کل صفحات:60)

9......شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات:57)

10......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اعجب الامداد) (کل صفحات 47)

12......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

13......راہِ خدا عزَّ وجلَّ میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

14......اولاد کے حقوق (مشعلۃ الارشاد) (کل صفحات 31)

عربی کتب:

15، 16، 17، 18......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع) (کل صفحات:570، 672، 713، 650)

19...... اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃِ (کل صفحات:93) 20...... تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان۔ (کل صفحات:77)

21......کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ (کل صفحات:74) 22...... اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70)

23......اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃِ (کل صفحات:60) 24...... اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ (کل صفحات:62)

25......اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِیْ (کل صفحات:46)

عنقریب آنے والی کتب

1......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلدالخامس) 2......فضائل دعا

3......اولاد کے حقوق کی تفصیل (مشعلۃ الارشاد) 4 ......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ دوم)

شعبہ تراجمِ کتب

1...... جہنم میں لے جانے والے اعمال ..جلداول (الزواجرعن اقتراف الکبائر)(کل صفحات:853)

2......جنت میں لے جانے والے اعمال(اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِيْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ)(کل صفحات:743)

3......احیاء العلوم کا خلاصہ (لباب الاحیاء)(کل صفحات:641)

4......عُیُوْنُ الْحِکَایَات(مترجم، حصہ اول)(کل صفحات:412)

5......آنسوؤں کا دریا(بَحْرُالدُّمُوْع)(کل صفحات:300)

6...... الدعوۃ الی الفکر (کل صفحات:148)

7......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں(قُرَّۃُ الْعُیُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن)(کل صفحات:138)

8......مدنی آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے روشن فیصلے(اَلْبَاھِرُفِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاھِر)(کل صفحات:112)

9......راہِ علم(تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم)(کل صفحات :102)

10...... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی(اَلزُّھْدُوَ قَصْرُالْاَمَل) (کل صفحات:85)

11......حسنِ اخلاق(مَکَارِمُ الْاَخلَاق)(کل صفحات:74)

12...... بیٹے کو نصیحت(اَیُّھَاالْوَلَد)(کل صفحات:64)

13...... شاہراہ اولیاء(مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْن)(کل صفحات:36)

14......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟(تَمْھِیْدُ الْفَرْشِ فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْشِ)(کل صفحات:28)

15......حکایتیں اور نصیحتیں(الروض الفائق)(کل صفحات:649)

عنقریب آنے والی کتب

1......راہ نجات ومہلکات جلداول (الحدیقۃالندیۃ)

2......حلیۃ الاولیاء(مترجم، حصہ اول)

شعبہ درسی کتب

1...... اتقان الفراسۃ شرح دیوان الحماسہ(کل صفحات:325)

2......نصاب الصرف (کل صفحات:343)

3...... اصول الشاشی مع احسن الحواشی(کل صفحات:299)

4......نحو میرمع حاشیہ نحو منیر(کل صفحات:203)

5......دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ(کل صفحات:241)

6......گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات : 180)

7...... مراح الارواح مع حاشیۃضیاء الاصباح (کل صفحات:241)

8......نصاب التجوید (کل صفحات:79)

9......نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر (کل صفحات:280)

10......صرف بھائی مع حاشیہ صرف بنائی(کل صفحات :55)

11......عنایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو(کل صفحات:175)

12......تعریفاتِ نحویہ (کل صفحات:45)

13......الفرح الکامل علی شرح مئۃ عامل(کل صفحات: 158)

14......شرح مئۃ عامل(کل صفحات:44)

15......الاربعین النوویۃ فی الأحادیث النبویۃ (کل صفحات:155)

16...... المحادثۃ العربیۃ(کل صفحات:101)

عنقریب آنے والی کتب

1......نصاب النحو 2......قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی 3......حسامی مع شرحہ النامی 4......شرح، شرح العقائد مع جمع الفرائد

﴿شعبہ تخریج﴾

1......بہارِ شریعت، جلد اوّل (حصہ اول تا ششم، کل صفحات 1360)
2......جنتی زیور (کل صفحات:679)
3......عجائب القران مع غرائب القران (کل صفحات:422)
4......بہارِ شریعت (سولھواں حصہ، کل صفحات 312)
5......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:274)
6......علم القرآن (کل صفحات:244)
7......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
8......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
9......تحقیقات (کل صفحات:142)
10......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
11......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
12......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)
13......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
14......اُمہات المؤمنین (کل صفحات:59)
15......اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)
16......حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)
17 تا 23......فتاوی اہل سنت (سات حصے)
24......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
25......سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کل صفحات 875)
26......بہارِ شریعت حصہ ۷ (کل صفحات 133)
27......کرامتِ صحابہ علیہم الرضوان (348)

عنقریب آنے والی کتب

1......بہارِ شریعت حصہ ۸، ۹
2......منتخب حدیثیں
3......معمولات الابرار
4......جواہر الحدیث

﴿شعبہ اصلاحی کتب﴾

1......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
2......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)
3......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255)
4......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)
5......نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196)
6......تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
7......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)
8......خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات:160)
9......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)
10......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)
11......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)
12......غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات:106)
13......مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
14......فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:87)

15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)
16......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:تقریباً63)
17......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)
18......بدگمانی (کل صفحات:57)
19......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
20......نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39)
21......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)
22......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32)
23......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)
24......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)

عنقریب آنے والی کتب

1......ریاکاری
2......زکوۃ کے احکام
3......صدقۂ فطر کے احکام

شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ

1...... آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات275)
2......قومِ جِنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262
3......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)
4......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)
5......فیضانِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:101)
6......تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)
7...... گونگا مبلغ (کل صفحات:55)
8......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (1) (کل صفحات:49)
9...... تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (2) (کل صفحات:48)
10......قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
11 ...... غافل درزی (کل صفحات:36)
12......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33)
13......کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32)
14......ہیرونچی کی توبہ (کل صفحات:32)
15......ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات:32)
16......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)
17......بدنصیب دولہا (کل صفحات:32)
18......عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)
19......حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات:32)
20...... دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
21......قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24)
22......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط سوم (سنّت نکاح)

عنقریب آنے والے رسائل

1......اعتکاف کی بہاریں (قسط1)
2......نسبت کی بہاریں قسط4 (مدینے کا مسافر)
3......انفرادی کوشش کی مدنی بہاریں قسط2 (نومسلم کی دردبری داستان)
4......V.C.D کی مدنی بہاریں قسط3 (رکشہ ڈرائیور کیسے مسلمان ہوا؟)
5......اسلامی بہنوں میں مدنی انقلاب قسط2 (معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟)

شعبہ مدنی مذاکرہ

1......وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات:48)
2......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)
3...... پانی کے بارے اہم معلومات (کل صفحات:48)
4...... بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48)

عنقریب آنے والے رسائل

1......اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب
2......دعوت اسلامی اصلاحِ امت کی تحریک

بعدِ وصال کراماتِ اَولیاء، مزار پر چادر چڑھانے اور گنبد بنانے کا بیان

ترجمہ بنام

فیضانِ مزاراتِ اَولیاء

مُؤَلِّف

علامہ عارف باللہ، ناصح الامہ، صاحب کرامات کثیرہ

امام عبدالغنی بن اسماعیل نابُلُسی دِمشقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۱۱٤۳ھ

مع مقدمہ

فیضانِ کمالاتِ اَولیاء

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

فکرِ مدینہ کی ترغیب پر مشتمل کتاب

مِنۡهَاجُ الۡعَارِفِيۡن

ترجمہ بنام

شاہراہِ اَولیاء

مُصَنِّف:

حُجَّةُ الۡاِسۡلَام حضرت سیّدُنا امام محمد غزالی عَلَیۡہِ رَحۡمَةُ اللّٰہِ الۡوَالِی

(المتوفّٰی ۵۰۵ھ)

پیش کش: مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تراجمِ کتب

ناشر

مکتبة المدینہ باب المدینہ کراچی

قرآنِ کریم اور سنتِ رسول پر عمل، بدعاتِ سیئہ سے اِجتناب اور اَعمال میں میانہ روی اپنانے کا درس

نیز اچھے اور برے اَخلاق کی تعریفات، شرعی اَحکام، اَسباب اور علاج کا بیان

﴿مجددِ اعظم، سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے حواشی کے ساتھ﴾

الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ

ترجمہ بنام

اِصلاحِ اَعمال

مُصنِّف

عارف باللہ، ناصح الامہ، علامہ عبدالغنی بن اسماعیل نابُلُسی دِمشقی حنفی

علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۱۱۴۳ھ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تراجم کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

حصولِ تقویٰ اور طلبِ آخرت کا جذبہ بڑھانے والی ایک تحریر

رِسَالَۃُ الْمُذَاکَرَۃ

مع الاخوانِ المحبین من اھل الخیر و الدین

ترجمہ بنام

اَچھے بُرے عمل

مؤلِّف:

شَیخُ الْاِسلام اِمام عبداللّٰہ بن علوی حدّاد حضرمی شافعی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی

(اَلْمُتَوفّٰی ۱۱۳۲ھ)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

مُتَرجِمِین: مدنی عُلما (شعبۂ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ **"فکرِ مدینہ"** کے ذَریعے مَدَنی انعامات کا رِسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ